

مکتبہ جدید المدینہ

# ہدۃ المسلمین

## نماز کے اہم مسائل

مع مکمل نماز نبوی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ



[www.KitaboSunnat.com](http://www.KitaboSunnat.com)



تالیف محذث العصر حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ  
مراجعة حافظ ندیم ظہیر

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## معزز قارئین توجہ فرمائیں!

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب .....

عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔

مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد آپ لوڈ (Upload)

کی جاتی ہیں۔

دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹوکاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشر و اشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

### ☆ تنبیہ ☆

کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی و شرعی جرم ہے۔

﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾

نشر و اشاعت، کتب کی خرید و فروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

[kitabosunnat@gmail.com](mailto:kitabosunnat@gmail.com)

[www.KitaboSunnat.com](http://www.KitaboSunnat.com)

# ہدایۃ المسالِحین

## نماز کے اہم مسائل

تصحیح شدہ جدید ایڈیشن | مع مکمل نماز نبوی

تالیف  
مؤرخ العصر حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ

مراجعة  
حافظ ندیم ظہیر

www.KitaboSunnat.com

مکتبہ اسلامیہ

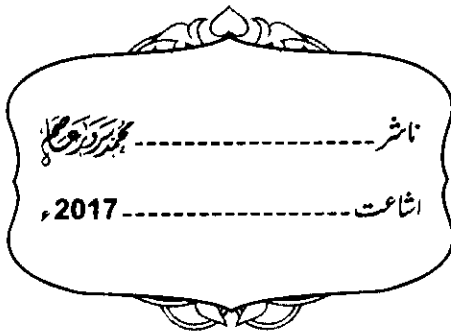
www.KitaboSunnat.com

هَدِيَّةُ السَّامِعِينَ

نماز کے اہم مسائل

محدث العصر حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں



ملنے کا پتا

مکتبہ اسلامیہ

لاہور G/F-26 ہادیہ علیہ سینٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

042-37244973 - 37232369

لاہور بیسمنٹ سٹ پینک بالقائل شیل پٹرول پمپ کوٹوالی روڈ، فیصل آباد

041-2631204 - 2641204

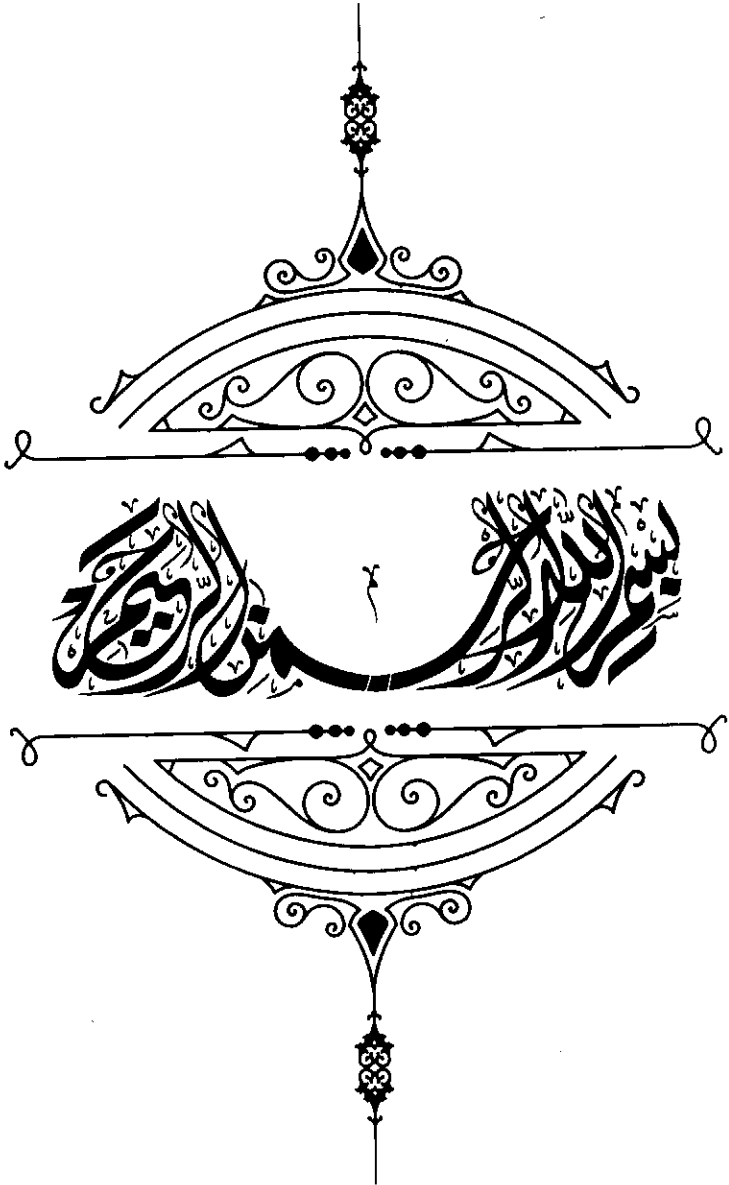
Ph 0300-8661763 , 0321-8661763

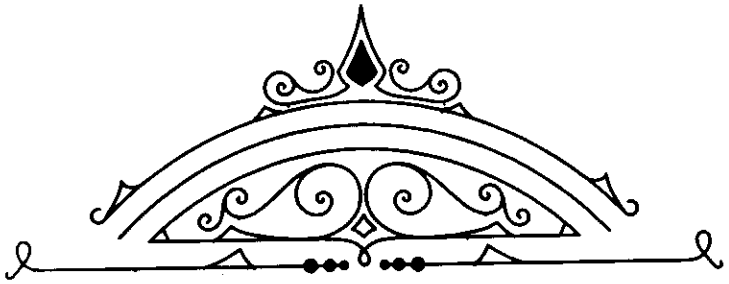
f www.facebook.com/maktabaislamia1

maktabaislamiapk@gmail.com

www.maktabaislamiapk.com

B www.maktabaislamiapk.blogspot.com

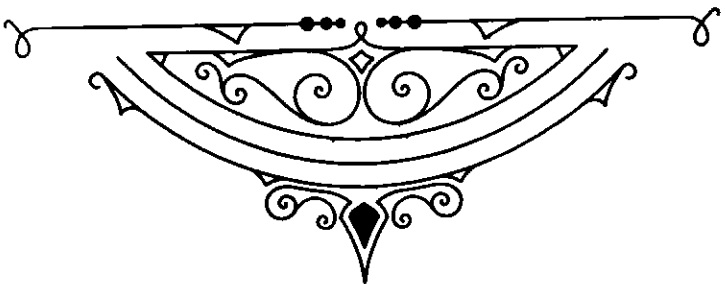




# اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلٰى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتَابًا مُّوقِفًا

بے شک نماز مومنوں پر مقرر وقت پر فرض کی گئی ہے

سورہ النساء: 103



## فہرست

- 7 ..... حرف اول ❀
- 8 ..... پیش لفظ ❀
- 9 ..... مقدمہ ❀
- 14 ..... نیت کی فرضیت ❀
- 16 ..... وضو کا طریقہ ❀
- 18 ..... کانوں کا مسح ❀
- 20 ..... وضو میں جرابوں پر مسح ❀
- 22 ..... مزید معلومات ❀
- 24 ..... اول وقت نماز کی فضیلت ❀
- 25 ..... نماز ظہر کا وقت ❀
- 27 ..... نماز عصر کا وقت ❀
- 29 ..... نماز فجر کا وقت ❀
- 32 ..... اذان و اقامت کا مسنون طریقہ ❀
- 35 ..... لباس کا طریقہ ❀
- 37 ..... سینے پر ہاتھ باندھنا ❀
- 40 ..... دعائے افتتاح ❀
- 42 ..... بسم اللہ اونچی آواز سے پڑھنا ❀
- 44 ..... نماز میں سورہ فاتحہ پڑھنا ❀
- 47 ..... فاتحہ خلف الامام ❀
- 49 ..... آمین بالجہر ❀
- 51 ..... رفع الیدین قبل الركوع وبعده ❀
- 54 ..... طاق رکعتوں میں دو سجودوں کے بعد بیٹھ کر اٹھنا ❀

56	تہجد میں التحیات پڑھنا فرض ہے
58	نماز میں درود ابراہیمی
60	درود کے بعد اشارہ کرنا
62	دعائیں چہرے پر ہاتھ پھیرنا
64	نفلی نمازیں
67	صبح کی دو سنتیں
70	نماز میں مسنون قراءت
72	تعداد رکعات وتر
75	وتر کا طریقہ
78	دعائے قنوت
82	قیام رمضان
84	تکبیرات عیدین
87	مسافت سفر
89	مدت قصر
92	جمع بین الصلاتین
94	صلوۃ استسقاء
95	صلوۃ التیمم
97	سورج اور چاند گرہن کی نمازیں
98	سجدہ سہو
100	صف کے پیچھے اکیلا نمازی
103	تعدیل ارکان
105	نماز جنازہ کا طریقہ
108	مختصر صحیح نماز نبوی
140	فہرہ الاطراف
147	فہرہ الرجال



## حرف اول

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِهِ الْأَمِينِ، أَمَّا بَعْدُ:

نماز کے بعض اہم مسائل سے متعلق ”ہدیۃ المسلمین“ ایک جامع و نافع تحریر ہے جو عرصہ دراز سے شائع ہوتی آ رہی ہے اور عوام و خواص میں یکساں مقبول بھی ہے۔ شیخ محترم حافظ زبیر علی زئی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد جہاں ان کی غیر مطبوع تالیفات و تحقیقات پر کام جاری ہے اور بتدریج وہ منظر عام پر آتی رہیں گی (ان شاء اللہ) وہاں مطبوع کتب کو بھی از سر نو، بعد از تصحیح و تنقیح شائع کیا جا رہا ہے تاکہ قاری ہر اعتبار سے، بغیر کسی تشنگی کے اپنی علمی پیاس بجھانے کا سامان کر سکے، زیر نظر کاوش اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔

اس ایڈیشن میں تمام احادیث پر اعراب لگا دیے گئے ہیں، بعض وضاحت طلب مقامات پر حاشیے میں یا بریکٹ کی صورت میں توضیح کر دی گئی ہے۔ سابقہ طباعت میں اگر کوئی تسامح ہوا یا پروف ریڈنگ کی غلطی رہ گئی تھی تو حتی الامکان اس کا ازالہ کرنے کی بھی کوشش کی گئی ہے۔ واللہ الحمد۔

ہم نے بھرپور کوشش کی ہے کہ کسی قسم کی کوئی غلطی نہ رہے، لیکن انسان کا کوئی کام بھی حرف آخر نہیں ہو سکتا، بہتری یا اصلاح کی گنجائش بہر صورت باقی رہتی ہے، لہذا اہم احباب سے عرض پرداز ہیں کہ اس سلسلے میں اپنی رائے اور قیمتی مشوروں سے ضرور نوازتے رہیں۔

راقم الحروف حافظ شیر محمد الاثری، مولانا محمد سرور عاصم اور نصیر احمد کاشف رحمۃ اللہ علیہ کا ممنون ہے جنہوں نے ہمیشہ ان علمی امور کی تکمیل میں حوصلہ افزائی فرمائی اور تعاون کیا۔

اسی طرح نعیم طارق اور عبدالواسع صاحب بھی شکرِ یے کے مستحق ہیں جنہوں نے خوبصورت نائٹل اور بہترین ڈیزائننگ کی۔ جزاھم اللہ خیراً۔

اللہ رب العزت یہ کتاب ہمارے استاذ محترم رحمۃ اللہ علیہ کے لیے صدقہ جاریہ بنائے اور تمام معاونین کے لیے ذریعہ نجات بنائے۔ آمین۔

حافظ نعیم ظہیر

مدیر ماہنامہ اشاعت الحدیث حضرو

14 جنوری 2017ء

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## پیش لفظ

مولانا حافظ زبیر علی زئی (رحمۃ اللہ علیہ) جماعت اہل حدیث کے نامور فاضل، محقق عالم اور کامیاب مناظر ہیں، تحقیق حدیث ان کا خاص موضوع ہے، حمیت حدیث ان کا امتیاز اور صیانت حدیث ان کا مقصد حیات ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب کبھی بھی اور جہاں کہیں سے بھی حدیث پر حملہ ہو، چاہے وہ انکار کی صورت میں ہو یا دُور از کار تاویل کی صورت میں یا لفظی و معنوی تحریف کی صورت میں، موصوف بے قرار ہو جاتے ہیں اور ان کا خارا شگاف قلم حرکت میں آ جاتا ہے۔

چنانچہ مولانا موصوف کی اب تک جتنی بھی کتابیں منظر عام پر آئی ہیں، وہ سب مذکورہ عموم مساعی ہی کے رد و ابطال میں ہیں اور ان کے جذبہ صیانت و حمایت حدیث کے جذبے کی مظہر ہیں، زیر تبصرہ کتاب بھی جس میں انہوں نے نبی ﷺ کی چالیس مستند حدیثیں مع فوائد و تشریحات جمع کی ہیں، ایک ایسے صاحب کے جواب میں ہے جنہوں نے چالیس حدیثیں ایک کتاب میں جمع کر کے شائع کیں اور ان سے خفی نماز کو نماز نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی، کیونکہ وہ حدیثیں ضعیف اور صحیح احادیث کے خلاف ہیں۔

مولانا زبیر علی زئی صاحب کی اس مختصر تالیف سے مسنون نماز کے بیشتر مسائل کی توضیح بھی ہو جاتی ہے اور نماز نبوی کو جس طرح مسخ کر کے پیش کیا گیا تھا اس کی نقاب کشائی بھی۔ فَجَزَاهُ اللَّهُ عَنِ الْإِسْلَامِ وَالْمُسْلِمِينَ خَيْرَ الْجَزَاءِ .

حافظ صلاح الدین یوسف

(ربیع الاول ۱۴۱۹ھ بمطابق جولائی ۱۹۸۸ء)

## مُقَدِّمَةٌ

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِهِ الْأَمِينِ، أَمَّا بَعْدُ:  
مسلمان کی قرآن وحدیث سے محبت ایک فطری امر ہے، لیکن اس امر کو قرآن وسنت  
کے مطابق اعمال کے قالب میں ڈھالنا واجب ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَلَا تُبْطِلُوا أَعْمَالَكُمْ﴾

”اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور [اس کے] رسول کی اطاعت کرو اور  
اپنے اعمال کو ضائع نہ کرو۔“ (محمد: ۳۳)

اور یہ محبت کا تقاضا بھی ہے۔

فرمان الہی ہے: ﴿قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ﴾

”آپ (ﷺ) کہہ دیجئے کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو،

اللہ خود تم سے محبت کرنے لگے گا۔“ (آل عمران: ۳۱)

اللہ تعالیٰ نے ایمان کی کسوٹی اتباع رسول ﷺ کو ہی قرار دیا ہے۔

فرمایا:

﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِيْ

أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾

”تمہارے رب کی قسم! یہ لوگ اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے جب تک اپنے

تنازعات میں آپ (ﷺ) کو حکم (فیصلہ کرنے والا) تسلیم نہ کر لیں اور اس

فیصلے پر پوری طرح سر تسلیم خم کر دیں۔“ (النساء: ۶۵)

افسوس! کہ ہمارے ہاں ایک گروہ کو مسلکی حمیت، شخصیت پرستی، بغض وعناد، تقلیدی



بندھن اور ہٹ دھرمی نے ان آیاتِ قرآنیہ کو بالائے طاق رکھنے پر مجبور کر دیا ہے۔

ایک غیر اہل حدیث ”صاحب“ فرماتے ہیں: ”الْحَقُّ وَالْإِنصَافُ أَنَّ التَّرْجِيحَ لِلشَّافِعِيِّ فِي هَذِهِ الْمَسْئَلَةِ وَنَحْنُ مُقَلِّدُونَ يَجِبُ عَلَيْنَا تَقْلِيدُ إِمَامِنَا أَبِي حَنِيفَةَ“  
حق اور انصاف یہی ہے کہ اس مسئلہ میں شافعی (مسلک) کو ترجیح دی جائے اور (چونکہ) ہم مقلد ہیں، لہذا ہم پر ہمارے امام ابو حنیفہ کی تقلید واجب ہے۔<sup>①</sup>

ایسے ہی ان کے ایک ”بزرگ“ ایک صحیح حدیث کا جواب چودہ سال تک سوچتے رہے تھے۔ دیکھئے یہی کتاب (۲۶۷) شخصیت پرستی و مسلکی حمیت اُن اسباب میں سے ایک سبب ہے جو دین سے دور اور گمراہی کے قریب تر کر دیتا ہے، اسی لیے سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”أَمَّا الْعَالِمُ فَإِنَّ أَهْتَدَى فَلَا تُقْلَدُ وَهُ دِينُكُمْ“۔

عالم اگر سیدھے راستے پر بھی ہو تو دین میں اس کی تقلید نہ کرو۔<sup>②</sup>

زیر نظر کتاب ”ہدیۃ المسلمین“ فضیلۃ الشیخ حافظ زبیر علی زئی رحمۃ اللہ علیہ کی، نماز سے متعلقہ مسائل پر جامع اور ایک رہنما تالیف ہے جو کہ ”چالیس حدیثیں از محمد الیاس“ کے جواب میں لکھی گئی ہے، کیونکہ الیاس صاحب (تقلیدی) نے ضعیف و غیر صحیح روایات کا سہارا لے کر جھوٹ کو سچ ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی اور عوام میں یہ تاثر پھیلایا کہ یہی ”طریقہ نماز“ درست ہے جیسا کہ وہ چالیس حدیثیں کے صفحہ ۳ پر لکھتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مدینہ منورہ کے پاکیزہ ماحول میں لکھی گئی کتاب۔“

عرض ہے کہ جھوٹ، جھوٹ، ہی رہتا ہے خواہ مدینہ میں بولایا لکھا جائے خواہ ہندوستان میں! بطور نمونہ (الیاس صاحب کا) ایک جھوٹ اور ایک خیانت پیش خدمت ہے:

جھوٹ: گردن پر مسح کے بارے میں ایک (ضعیف) حدیث لکھنے کے بعد (الیاس صاحب) رقم طراز ہیں: ”شراح صحیح بخاری علامہ ابن حجر نے تلخیص الحمیر میں اس حدیث

① [تقریر ترمذی: ص، ۳۹] ② [کتاب الزہد للامام وکیع: ۱/ ۳۰۰، ح: ۷۲]

جامع بیان العلم و فضلہ لابن عبد البر: ۲/ ۱۳۶، واللفظ له و مسندہ حسن]

کو صحیح کہا ہے، علامہ شوکانی نے نیل الاوطار میں بھی ایسا ہی لکھا ہے۔“ (ص ۶)  
یہ صریح جھوٹ ہے، کیونکہ التلخیص الحمیر کے محولہ صفحہ پر یہ عبارت (کہ صحیح قرار دیا ہے) موجود نہیں ہے بلکہ نیل الاوطار (۱۲/۱ طبع بیروت) میں تو اس پر جرح بھی موجود ہے۔  
خیانت: کانوں تک رفع الیدین ثابت کرنے کے لیے صحیح مسلم (۱/۱۶۸ ح ۳۹۱) سے سیدنا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کی حدیث لکھ کر دانستہ وہ حصہ حذف کر دیا جس سے قبل الركوع وبعده رفع الیدین کا ثبوت ملتا ہے۔ ①

﴿اَقْتُمُونَنَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُونَنَ بِبَعْضٍ﴾ (البقرة: ۸۵)

”کیا تم کتاب کے بعض حصے پر ایمان لاتے ہو اور بعض کا انکار کرتے ہو؟“  
سابقہ اڈیشن: یہ کتاب اپنی افادیت کے پیش نظر اس سے قبل شائع ہو چکی ہے، جس کے ناشر مولانا محمد افضل اثری رحمہ اللہ، آف کراچی ہیں۔ لیکن کتاب کے سابقہ ایڈیشن میں اثری صاحب نے اپنی طرف سے حواشی بھی لکھے تھے۔ جب استاد محترم حافظ زبیر علی زئی صاحب کو اطلاع ملی کہ اثری صاحب کتاب پر حاشیہ لکھنا چاہتے ہیں تو استاد محترم نے دو ٹوک الفاظ میں پیغام بھیجا کہ میری کتاب پر قطعاً حاشیہ نگاری نہ کی جائے، اگر ان کو لکھنے کا اتنا ہی شوق ہے تو اپنی علیحدہ کتاب لکھ لیں، لیکن اس کے باوجود انہوں نے حاشیہ لکھ کر کتاب کو شائع کر دیا۔ کتاب کی اشاعت کے بعد فضیلۃ الشیخ حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ نے بنام ”ناشر“ ہدیۃ المسلمین کے حواشی پر تبصرہ لکھا تھا جو کہ حاضر خدمت ہے:

”حاشیہ ص ۱۲: ”صالح بن محمد الترمذی قال: سمعت أبا مقاتل السمرقندی“ إلخ

تبصرہ: اس کا راوی صالح بن محمد، مرجئی، دجال من الدجاجلة ہے، یہ شخص خمر (شراب) کو پینا جائز سمجھتا تھا۔ ②

اور دوسرا راوی حفص بن مسلم ابومقاتل السمرقندی بھی سخت مجروح ہے۔ ③

① دیکھئے: چالیس حدیثیں، ص: ۹، ح: ۹۔ ② دیکھئے میزان الاعتدال ۲/ ۳۰۰۔

③ دیکھئے: لسان المیزان: ۲/ ۳۹۲، ۳۹۳۔



راقم الحروف نے ”ہدایہ“ کا حوالہ حنفیوں و دیوبندیوں اور بریلویوں پر بطور الزام پیش کیا ہے، بطور رجحان نہیں، ان کے نزدیک ہدایہ انتہائی مستند کتاب ہے۔

حاشیہ ص ۵۶: ”تین رکعات و تراویک سلام اور ایک تشهد“ الخ تبصرہ: ناشر کے محولہ صفحات میں ایسی کوئی صحیح روایت نہیں جس سے ان کا دعویٰ ثابت ہوتا ہو، سنن نسائی کی تبویب ان کے لیے چنداں مفید نہیں ہے کیونکہ ”یصلی ثلاثاً“ کی تشریح ۱+۲ ہے، جیسا کہ اسی روایت کی دوسری سند میں صراحت ہے۔ والحدیث یفسر بعضہ بعضاً حاشیہ ص ۶۲: ”زوائد تکمیرات“ الخ تبصرہ: حدیث صحیح کے عموم سے استدلال کرتے ہوئے یہ رفع الیدین بالکل صحیح ہے۔

حاشیہ ص ۶۶، ۱۰۷، ۱۱۲: ”تحدید مدت سفر برائے قصر نماز“ تبصرہ: ناشر کی تحقیق مشکوک ہے ان کی پیش کردہ روایات کا، ان کے دعویٰ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

حاشیہ ص ۸۰: ”جواز ہے۔“ تبصرہ: یہ حاشیہ فضول ہے اسے کاٹ دیں۔

حاشیہ ص ۹۷ تا ۱۰۶: ”رفع الیدین در زوائد تکمیرات عیدین۔“

تبصرہ: ابن انخی الزہری صحاح ستہ کے مرکزی راوی اور جمہور محدثین کے نزدیک ثقہ ہیں، لہذا ان کی حدیث صحیح لڑاتے ہیں، الزبیدی نے بقیہ کی روایت میں ان کی متابعت کر رکھی ہے۔ بقیہ صحیح مسلم کے راوی ہیں اور جب سماع کی تصریح کریں تو عند جمہور المحدثین ثقہ ہیں۔ اس حدیث کے عموم سے استدلال امام بیہقی و امام ابن منذر وغیرہما کے نزدیک صحیح ہے۔ ص ۹۷ پر حافظ ابن حجر کی بات انھیں الحجیر میں موجود نہیں ہے، لہذا یہ اثری صاحب کا وہم ہے۔ راقم الحروف اثری صاحب کے حواشی سے برأت کا اعلان کرتا ہے۔

عافظ عیسیٰ زئی

(۱۰۷/۱۹۹۹ء)

## ہدیۃ المسلمین نماز کے اہم مسائل

لہذا سابقہ ایڈیشن کو اب کالعدم تصور کیا جائے۔

جدید ایڈیشن: اس ایڈیشن میں کتاب کے ظاہری و باطنی حسن کو دوبالا کیا گیا ہے اور احادیث کو ترتیم کی صورت میں واضح کر دیا گیا ہے، آخر میں مختصر صحیح نماز نبوی ﷺ کے اضافے نے کتاب کی جامعیت و افادیت کو مزید چار چاند لگا دیے ہیں، کتاب مذکور ہر لحاظ سے ”نماز سے متعلقہ مسائل“ کو محیط ہے۔ والحمد للہ

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمارے استاذ محترم کو عافیت و صحت سے نوازے اور ہر قسم کے مصائب و مشکلات سے محفوظ رکھے تاکہ تادیر قرآن و حدیث کی تبلیغ، ترویج اور اشاعت کا یہ سلسلہ جاری رہ سکے۔ (آمین)

[تنبیہ: ہدیۃ المسلمین کے اس جدید ایڈیشن میں کئی مقامات پر کمی بیشی اور اصلاح کر دی گئی ہے تاکہ قارئین کرام تک زیادہ سے زیادہ معلومات، علمی فوائد اور تحقیقی تراجمات پہنچ جائیں۔ والحمد للہ]

والسلام

حافظ ندیم ظہیر

مدرسہ اہل الحدیث تربیلہ روڈ حضرو، ضلع انک

(۲۰۰۴/۸/۵ء)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِهِ الْأَمِينِ، أَمَّا بَعْدُ:  
”هَدْيَةُ الْمُسْلِمِينَ“ فِي جَمْعِ الْأَرْبَعِينَ مِنْ صَلَاةِ خَاتِمِ النَّبِيِّينَ (ﷺ)

## نیت کی فرضیت

حدیث: 1 ﴿عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ.....» إلخ.

سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے.....“

### فوائد:

① اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ وضو، غسل جنابت، نماز وغیرہ میں نیت کرنا فرض ہے، اسی پر فقہاء کا اجماع ہے۔ ① سوائے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے۔ ان کے نزدیک وضو اور غسل جنابت میں نیت واجب نہیں، سنت ہے۔ ②

یہ حنفی فتویٰ درج بالا حدیث اور دیگر دلائل شرعیہ کے خلاف ہونے کی وجہ سے مردود ہے۔ ② یاد رہے کہ نیت دل کے ارادے کو کہتے ہیں، زبان سے نیت کرنا کسی حدیث سے ثابت نہیں۔ حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”نیت دل کے ارادے اور قصد کو کہتے ہیں، قصد و ارادہ کا مقام دل ہے زبان نہیں۔“ ③، ④

حافظ ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”زبان سے نیت کرنا نہ نبی کریم ﷺ سے ثابت

1- صحیح البخاری: ۱/ ۲، ح: ۱، واللفظ له وصحیح مسلم: ۲/ ۱۴۰، ح: ۱۹۰۷۔

① دیکھئے: الايضاح عن معانی الصحاح لابن هبيرة، ج: ۱، ص: ۵۶۔

② الهداية مع الدراية، ج: ۱، ص: ۲۰ کتاب الطهارات۔

③ اسی پر عقل والوں کا اجماع ہے۔ (ایضاً) ④ الفتاویٰ الکبریٰ، ج: ۱، ص: ۱۔



## ہدایۃ المسلمین نماز کے اہم مسائل

ہے نہ کسی صحابی سے، نہ تابعی سے اور نہ ائمہ اربعہ (☆) سے، ①

لہذا زبان سے نیت کی ادائیگی بے اصل ہے، یہ کس قدر افسوس ناک۔ عجب یہ ہے کہ دل سے نیت کرنا واجب ہے، مگر اس کا درجہ کم کر کے اسے محض سنت قرار دیا گیا اور زبان سے نیت کہنا بے اصل ہے مگر اسے ایسا ”مستحب“ بنا دیا گیا جس پر امر واجب کی طرح، پوری شد و مد کے ساتھ عمل کیا جاتا ہے۔

③ کسی عمل کے عند اللہ مقبول ہونے کی تین شرطیں ہیں:

۱: عامل کا عقیدہ کتاب و سنت اور فہم سلف صالحین کے مطابق ہو۔

۲: عمل اور طریقہ کار بھی کتاب و سنت کے مطابق ہو۔

۳: اس عمل کو صرف اللہ کی رضا کے لیے سرانجام دیا جائے۔

☆ امام شافعی رحمہ اللہ نماز میں داخل ہونے سے پہلے: ”بِسْمِ اللّٰهِ مُوجَّهًا لِّبَيْتِ اللّٰهِ مُؤَدِّيًّا لِّفَرْضِ اللّٰهِ (عَزَّ وَجَلَّ) اللّٰهُ اَكْبَرُ“ ②

پڑھ لیتے تھے، لہذا معلوم ہوا کہ یہ نیت ائمہ ثلاثہ (ابو حنیفہ، مالک اور احمد رحمہم) سے ثابت نہیں اور مذکورہ دلائل کی بنا پر اس سے اجتناب ہی ضروری ہے۔ وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ۔

① زاد المعاد، ج: ۱، ص: ۲۰۱۔

② المعجم لابن المقرئ، ص: ۱۲۱، ح: ۳۳۶ وسندہ صحیح، قَالَ: ”أَخْبَرَنَا ابْنُ خُزَيْمَةَ: أَنَّ الرَّبِيعَ قَالَ: كَانَ الشَّافِعِيُّ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَدْخُلَ فِي الصَّلَاةِ.....“

## وضو کا طریقہ

**حدیث: 2** عَنْ حُمْرَانَ مَوْلَى عُثْمَانَ أَنَّهُ رَأَى عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ دَعَا بِإِنَاءٍ، فَأَفْرَغَ عَلَى كَفِّهِ ثَلَاثَ مِرَارٍ، فَغَسَلَهُمَا ثُمَّ أَدْخَلَ يَمِينَهُ فِي الْإِنَاءِ فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْثَرَ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا وَيَدَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ ثَلَاثَ مِرَارٍ، ثُمَّ مَسَحَ بِرَأْسِهِ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ ثَلَاثَ مِرَارٍ إِلَى الْكَعْبَيْنِ ..... إلخ.

حمران مولیٰ سیدنا عثمان نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو (وضو کرتے ہوئے) دیکھا: آپ نے (پانی کا) برتن مگلوایا، اپنی دونوں ہتھیلیوں پر تین دفعہ پانی بہایا اور انہیں دھویا، پھر اپنا دایاں ہاتھ برتن میں داخل کیا (تین دفعہ) کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا، پھر تین دفعہ اپنا چہرہ دھویا اور تین دفعہ (ہی) دونوں ہاتھ کہنیوں تک دھوئے، پھر آپ نے سر کا مسح کیا، پھر تین دفعہ اپنے دونوں پاؤں ٹخنوں تک دھوئے ..... إلخ“ اور (پھر وضو کی) اس (کیفیت) کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا۔

### فوائد:

- 1 وضو کا یہ طریقہ افضل ہے، تاہم اعضاء کا ایک ایک یا دو دو دفعہ دھونا بھی جائز ہے۔<sup>①</sup>
- بعض اعضاء کو دو دفعہ اور بعض کو تین دفعہ دھونا بھی جائز ہے۔<sup>②</sup>
- 2 وضو میں پورے سر کا مسح مشروع ہے، جیسا کہ درج بالا حدیث اور حدیث عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ<sup>③</sup> سے ثابت ہے، بعض لوگوں کا یہ دعویٰ ہے کہ صرف چوتھائی سر کا مسح فرض ہے۔ یہ دعویٰ بلا دلیل ہے، عمامہ والی روایت عمامہ کے ساتھ ہی مختص ہے، اس لیے منکرین مسح

2- صحیح البخاری: ۱/ ۲۷، ۲۸، ح: ۱۵۹؛ صحیح مسلم: ۱/ ۱۱۹، ۱۲۰، ح: ۲۲۶۔

① دیکھئے: صحیح البخاری: ۱/ ۲۷، ح: ۱۵۷، ۱۵۸۔

② دیکھئے: صحیح بخاری: ۱۸۶۔ ③ صحیح البخاری: ۱/ ۳۲ ح: ۱۹۲۔

## ہدایۃ المسلمین نماز کے اہم مسائل

① امامہ کا اس سے استدلال صحیح نہیں ہے۔

③ وضو کے دوران میں کوئی دعا پڑھنا نبی کریم ﷺ یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت نہیں ہے۔ امام نسائی کی کتاب عمل الیوم واللیلۃ (۸۰) کی ایک روایت (الکبریٰ للنسائی ۶/۲۳۷ ج ۹۹۰۸) میں آیا ہے کہ (سیدنا) ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”میں نبی ﷺ کے پاس آیا آپ نے وضو کیا، پس میں نے آپ کو یہ دعا پڑھتے ہوئے سنا:

«اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي ذَنْبِي، وَوَسِّعْ لِي دَارِي، وَبَارِكْ لِي فِي رِزْقِي»

اس کی سند انقطاع کی وجہ سے ضعیف ہے، ابوجبلز نے سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے کچھ بھی

نہیں سنا۔ ②

دوسرے یہ کہ اس (ضعیف روایت) کا تعلق بعد از وضو ہے، جیسا کہ مسند احمد (۳۹۹/۴ ج ۱۹۸۰۳) وغیرہ میں صراحت ہے۔

④ صحیح بخاری (۱۸۵) و صحیح مسلم (۲۳۵) کی حدیث کی رو سے ایک ہی چلو سے منہ اور ناک میں پانی ڈالنا بہتر ہے اور اگر منہ میں علیحدہ اور ناک میں علیحدہ چلو سے پانی ڈالا جائے تو بھی جائز ہے۔ ③

⑤ مزید تفصیل کے لیے دیکھئے میری کتاب ”مختصر صحیح نماز نبوی“ (ص ۵-۸) اور یہی کتاب (ص ۹۳-۹۷)

① دیکھئے: حدیث: ۳ حاشیہ: ۶۔

② دیکھئے: نتائج الافکار فی تخریج احادیث الاذکار لابن حجر: ۱/۲۶۳، وقال فی رواۃ أبي مجلز عن أبي موسى رضی اللہ عنہ: ”ففي سماعه من أبي موسى نظر“

③ دیکھئے: التاريخ الكبير لابن أبي خيثمه، ص: ۵۸۸، ح: ۱۴۱۰، وسنده حسن۔

## کانوں کا مسح

**حدیث: 3** عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ - وَذَكَرَ الْحَدِيثَ، وَفِيهِ - ثُمَّ قَبَضَ قَبْضَةً مِنَ الْمَاءِ، ثُمَّ نَفَضَ يَدَهُ، ثُمَّ مَسَحَ بِهَا رَأْسَهُ وَأُذُنَيْهِ. . . . إلخ.

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:..... پھر آپ نے ایک چلو پانی لے کر اسے بہا یا، پھر سر اور کانوں کا مسح کیا.... سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے (مرفوعاً) بیان کیا ہے۔

اس کی سند حسن ہے، اسے حاکم نے بھی مستدرک (۱۴۷/۱) میں روایت کیا ہے، علاوہ ازیں کتب احادیث میں اس کے متعدد شواہد ہیں۔

### فوائد:

- اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سر کے ساتھ کانوں کا مسح بھی کرنا چاہیے۔
- سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب وضو کرتے تو شہادت والی دونوں انگلیاں اپنے کانوں میں ڈالتے (اور ان کے ساتھ دونوں کانوں کے) اندرونی حصوں کا مسح کرتے اور انگوٹھوں کے ساتھ باہر والے حصے پر مسح کرتے تھے۔<sup>①</sup>
- صحیح و حسن احادیث میں سر اور کانوں کے مسح کا ذکر ہے لیکن (سر کے مسح کے بعد اٹکے ہاتھوں سے) گردن کے مسح کا ذکر نہیں۔
- اللتخیز الحسیر (ج ۱ ص ۹۳ ح ۹۸) میں ابوالحسین ابن فارس کے جزء سے بلا سند عن فلیح بن سلیمان عن نافع عن ابن عمر منقول ہے: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «مَنْ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ بِيَدَيْهِ عَلَى عُنُقِهِ، وَفِي الْغُلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ» ”جس نے وضو کیا اور اپنے دونوں ہاتھوں

③- سنن أبي داود، المجتبأية: ۱/ ۲۰، ح: ۱۳۷۔

① مصنف ابن أبي شيبة: ۱/ ۱۸، ح: ۱۷۳، وسنده صحيح۔

## ہدیۃ السامعین نازکے اہم مسائل

سے گردن کا مسح کیا، روز قیامت گردن میں طوق پہنائے جانے سے بچ جائے گا۔“

اس روایت کو اگرچہ ابن فارس نے: ”هَذَا إِنْ شَاءَ اللَّهُ حَدِيثٌ صَحِيحٌ“ کہا ہے، مگر حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے تردید کرتے ہوئے لکھا ہے:

”بَيْنَ ابْنِ فَارِسٍ وَفُلَيْحٍ مَفَازَةٌ، فَيَنْظُرُ فِيهَا“

ابن فارس اور فلیح کے درمیان وہ بیابان ہے جس میں پانی نہیں ہے، پس اس کی ابن فارس سے فلیح تک سند دیکھنی چاہیے (یعنی یہ روایت بلا سند ہے، چونکہ دین کا دار و مدار اسانید پر ہے، لہذا یہ بے سند روایت سخت مردود ہے)

④ ”چالیس حدیثیں“ کے مصنف محمد الیاس صاحب نے یہ جھوٹ لکھا ہے کہ ”حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے الخیص الحیمیر میں اس روایت کو صحیح لکھا ہے۔“

⑤ محمد الیاس تقلیدی صاحب نے یہ بھی جھوٹ لکھا ہے: ”علامہ شوکانی نے نیل الاوطار میں بھی ایسا ہی (یعنی اسے صحیح) لکھا ہے۔“<sup>①</sup>

حالانکہ نیل الاوطار میں اس پر جرح موجود ہے۔<sup>②</sup>

⑥ نبی کریم ﷺ نے عمامہ پر مسح کیا ہے۔<sup>③</sup>

اس کے برعکس ہدایہ (ج ۱ ص ۴۴) میں لکھا ہوا ہے کہ عمامہ پر مسح کرنا جائز نہیں ہے۔

إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ

ہدایہ کا یہ فتویٰ صحیح بخاری کی حدیث رسول ﷺ کے مقابلے میں مردود ہے۔

① چالیس حدیثیں، ص: ۶۔

② ج ۱ ص ۱۶۴، طبع بیروت لبنان۔

③ صحیح البخاری، ج: ۱، ص: ۲۳، ح: ۲۰۵۔

## وضو میں جرابوں پر مسح

❖ حدیث: 4 ❖ عَنْ ثَوْبَانَ، قَالَ: بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ سَرِيَّةً..... أَمَرَهُمْ أَنْ يَمْسَحُوا عَلَى الْعَصَائِبِ وَالتَّسَاحِينِ.

سیدنا ثوبان (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجاہدین کی ایک جماعت بھیجی..... انہیں حکم دیا کہ پگڑیوں اور پاؤں کو گرم کرنے والی اشیاء (جرابوں اور موزوں) پر مسح کریں۔ اس روایت کی سند صحیح ہے، اسے حاکم نیشاپوری رحمہ اللہ اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ دونوں نے صحیح کہا ہے۔<sup>①</sup>

اس حدیث پر امام احمد رحمہ اللہ کی جرح کے جواب کے لیے نصب الراية (ج ۱ ص ۱۶۵) وغیرہ دیکھیں۔

**فوائد:** امام ابوداؤد الجہتانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”وَمَسَحَ عَلَى الْجَوْرَيْنِ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ وَ أَبُو مَسْعُودٍ وَ الْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ وَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ وَ أَبُو أُمَامَةَ وَ سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ وَ عَمْرُو بْنُ حُرَيْثٍ، وَ رَوَى ذَلِكَ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَ ابْنِ عَبَّاسٍ“

علی بن ابی طالب، ابو مسعود (ابن مسعود) اور براء بن عازب، انس بن مالک، ابو امامہ، سہل بن سعد اور عمرو بن حرث نے جرابوں پر مسح کیا اور عمر بن خطاب اور ابن عباس سے بھی جرابوں پر مسح مروی ہے (بخاری رحمہ اللہ)<sup>②</sup>

صحابہ کرام کے یہ آثار مصنف ابن ابی شیبہ (۱۸۸/۱، ۱۸۹) مصنف عبدالرزاق (۱/۲۰۰، ۱۹۹) بخاری ابن حزم (۸۴/۲) الکنی للذی للولابی (۱۸۱/۱) وغیرہ میں باسند موجود ہیں۔

4- سنن أبي داود، ج: ۱، ص: ۲۱، ح: ۱۴۶۔

① المستدرک والتلخیص، ج: ۱، ص: ۱۶۹، ح: ۶۰۲۔

② سنن أبي داود: ۱/ ۲۴، ح: ۱۵۹۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا اثر الاوسط لابن المنذر (ج ۱ ص ۴۶۲) میں صحیح سند کے ساتھ موجود ہے، جیسا کہ آگے آ رہا ہے۔ علامہ ابن قدامہ فرماتے ہیں: "وَلَاَنَّ الصَّحَابَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ مَسَحُوا عَلَى الْجَوَارِبِ وَلَمْ يَظْهَرْ لَهُمْ مُحَالَفٌ فِي عَصْرِهِمْ فَكَانَ إِجْمَاعًا" اور چونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جرابوں پر مسح کیا ہے اور ان کے زمانے میں ان کا کوئی مخالف ظاہر نہیں ہوا، لہذا اس پر اجماع ہے کہ جرابوں پر مسح کرنا صحیح ہے۔<sup>①</sup>

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اس اجماع کی تائید میں مرفوع روایات بھی موجود ہیں جن میں سے ایک کا ذکر شروع باب میں گزر چکا ہے۔

نخین پر مسح متواتر احادیث سے ثابت ہے۔ جرابیں بھی نخین کی ایک قسم ہیں، جیسا کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ، ابراہیم نخعی اور نافع رضی اللہ عنہما وغیرہم سے مروی ہے۔ جو لوگ جرابوں پر مسح کے منکر ہیں، ان کے پاس قرآن، حدیث اور اجماع سے ایک بھی صریح دلیل نہیں ہے۔

① امام ابن المنذر النیسابوری رحمہ اللہ نے فرمایا: "حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ: ثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ: ثَنَا يَزِيدُ بْنُ مَرْزَانَةَ: ثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ سَرِيعٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ قَالَ: رَأَيْتُ عَلِيًّا بَالَ ثُمَّ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى الْجَوْرَيْنِ"

سیدنا عمرو بن حرث (رضی اللہ عنہ) نے کہا: میں نے دیکھا کہ (سیدنا) علی رضی اللہ عنہ نے پیشاب کیا، پھر وضو کیا اور جرابوں پر مسح کیا۔<sup>②</sup>

اس کی سند صحیح ہے۔

② سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے جرابوں پر مسح کیا۔<sup>③</sup>

③ سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے جرابوں پر مسح کیا۔<sup>④</sup>

④ سیدنا عقبہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے جرابوں پر مسح کیا۔<sup>⑤</sup>

① المغنی: ۱ / ۱۸۱، مسئلہ: ۴۲۶۔

② الاوسط، ج: ۱، ص: ۴۶۲، وفي الاصل: مردانية وهو خطأ مطبعی۔

③ دیکھئے: مصنف ابن أبي شيبة (۱ / ۱۸۸ ح ۱۹۷۹) وسنده حسن۔

④ دیکھئے: مصنف ابن أبي شيبة (۱ / ۱۸۹ ح ۱۹۸۴) وسنده صحيح۔

⑤ دیکھئے: مصنف ابن أبي شيبة (۱ / ۱۸۹ ح ۱۹۸۷) اور اس کی سند صحیح ہے۔



⑤ سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے جرابوں پر مسح کیا۔ ①

ابن منذر نے کہا: (امام) اسحاق بن راہویہ نے فرمایا: ”صحابہ کا اس مسئلے پر کوئی اختلاف نہیں ہے۔“ ②

تقریباً یہی بات ابن حزم نے کہی ہے۔ ③

ابن قدامہ کا قول سابقہ صفحے پر گزر چکا ہے۔

معلوم ہوا کہ جرابوں پر مسح کے جائز ہونے کے بارے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع ہے اور اجماع (بذات خود مستقل) شرعی حجت ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ میری امت کو گمراہی پر کبھی جمع نہیں کرے گا۔“ ④

مزید معلومات:

① ابراہیم الحنفی رحمہ اللہ جرابوں پر مسح کرتے تھے۔ ⑤

اس کی سند صحیح ہے۔

② سعید بن جبیر رحمہ اللہ نے جرابوں پر مسح کیا۔ ⑥

اس کی سند صحیح ہے۔

③ عطاء بن ابی رباح جرابوں پر مسح کے قائل تھے۔ ⑦

معلوم ہوا کہ تابعین کا بھی جرابوں پر مسح کے جواز پر اجماع ہے۔ والحمد للہ

۱: قاضی ابو یوسف جرابوں پر مسح کے قائل تھے۔ ⑧

① دیکھئے: مصنف ابن أبي شيبة (۱/۱۸۹ ح ۱۹۹۰) وسنده حسن۔

② الاوسط لابن المنذر: ۱/۴۶۴، ۴۶۵۔

③ المحلى ۲/۸۶، مسئلہ نمبر ۲۱۲۔ ④ المستدرک للحاکم: ۱/۱۱۶، ح:

۳۹۷، ۳۹۸، وسنده صحيح۔ نیز دیکھئے: ”ابراء اهل الحديث والقرآن مما في

الشواهد من التهمة والبهتان“ ص: ۳۲، تعنیف حافظ عبد اللہ محدث غازی پوری رحمہ اللہ (متوفی

۱۳۳۷ھ)۔ ⑤ مصنف ابن أبي شيبة: ۱/۱۸۸ ح ۱۹۷۷۔

⑥ ايضاً ۱/۱۸۹، ح: ۱۹۸۹۔ ⑦ المحلى ۲/۸۶۔

⑧ الهداية، ج: ۱، ص: ۶۱۔



۲: محمد بن الحسن الشیبانی بھی جرابوں پر مسح کا قائل تھا۔ ①

۳: آگے آ رہا ہے کہ امام ابو حنیفہ پہلے جرابوں پر مسح کے قائل نہیں تھے لیکن بعد میں انہوں نے رجوع کر لیا تھا۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: سفیان الثوری، ابن المبارک، شافعی، احمد اور اسحاق (بن راہویہ) جرابوں پر مسح کے قائل تھے (بشرطیکہ وہ موٹی ہوں)۔ ②

سید نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ”باقی رہا صحابہ کا عمل، تو ان سے مسح جراب ثابت ہے، اور تیرہ صحابہ کرام کے نام صراحتہ سے معلوم ہیں، کہ وہ جراب پر مسح کیا کرتے تھے۔۔۔۔۔“ ③

لہذا سید نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ کا جرابوں پر مسح کے خلاف فتویٰ اجماع صحابہ کے خلاف ہونے کی وجہ سے مردود ہے۔

جورب: سوت یا اون کے موزوں کو کہتے ہیں۔ ④

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ خفین (موزوں) جوربین مجلدین اور جوربین معلمین پر مسح کے قائل تھے مگر جوربین (جرابوں) پر مسح کے قائل نہیں تھے۔

لامرغینانی لکھتے ہیں: ”وَعَنْهُ أَنَّهُ رُجُوعٌ إِلَى قَوْلِهِمَا وَعَلَيْهِ الْفَتْوَى“

اور امام صاحب سے مروی ہے کہ انہوں نے صاحبین کے قول پر رجوع کر لیا تھا اور

اسی پر فتویٰ ہے۔ ⑤

صحیح احادیث، اجماع صحابہ، قول ابی حنیفہ اور مفتی بہ قول کے مقابلے میں دیوبندی اور بریلوی حضرات کا یہ دعویٰ ہے کہ جرابوں پر مسح جائز نہیں، جبکہ اس دعویٰ پر ان کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے۔

① ایضاً ۱/ ۶۱ باب المسح علی الخفین۔ ② دیکھئے: سنن الترمذی، ج: ۹۹۔

③ فتاویٰ نذیریہ، ج: ۱، ص: ۳۳۲۔

④ درس ترمذی، ج: ۱، ص: ۳۳۴، تصنیف محمد تقی عثمانی دیوبندی، نیز

دیکھئے: البناۃ فی شرح الہدایۃ للعینی، ج: ۱، ص: ۵۹۷۔ ⑤ الہدایۃ: ۱/ ۶۱۔

## اول وقت نماز پڑھنے کی فضیلت

﴿حدیث: 5﴾ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ: أَيُّ الْعَمَلِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: «الصَّلَاةُ فِي أَوَّلِ وَقْتِهَا».

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا: کون سا عمل افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: ”اول وقت میں نماز پڑھنا۔“

**فوائد:**

① اس صحیح حدیث سے اول وقت میں نماز پڑھنے کی فضیلت ثابت ہوتی ہے کیونکہ صحابی رسول: سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے بہترین اور فضیلت والے عمل کے متعلق دریافت کیا تو آپ ﷺ نے اول وقت میں نماز پڑھنے کو افضل عمل قرار دیا۔

② اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایسے اعمال کی جستجو میں رہتے تھے جو بہترین اور افضل ہوں تاکہ وہ ایسے اعمال سرانجام دے کر اللہ تعالیٰ کے ہاں اعلیٰ مقام حاصل کر سکیں۔

③ تاخیر سے نماز پڑھنا سنت رسول ﷺ اور عمل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے خلاف ہے اور یہ منافقین کا طرز عمل ہے کہ وہ نمازیں دیر سے پڑھتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «هَلِكُ صَلَاةُ الْمُنَافِقِ» ”یہ (تأخیر سے) عصر کی [نماز پڑھنا] منافق کی نماز ہے۔“ ①

5- صحیح ابن خزيمة ۱/ ۱۶۹، ح: ۳۲۷؛ صحیح ابن حبان، موارد الظمان: ۱/ ۴۲۸، ح: ۲۸۰ وسندہ صحیح۔ اسے حاکم اور ذہبی دونوں نے صحیح کہا ہے، المستدرک وتلخیصہ، ج: ۱، ص: ۱۸۸، ۱۸۹، ح: ۶۷۵۔

① صحیح مسلم ۱/ ۲۲۵ ح ۶۲۲۔

## نمازِ ظہر کا وقت

❦ حدیث: 6 ❦ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: كُنَّا إِذَا صَلَّيْنَا خَلْفَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِالظُّهَانِ، فَسَجَدْنَا عَلَى ثِيَابِنَا اتِّقَاءَ الْحَرِّ.

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ہم رسول اللہ ﷺ کے پیچھے ظہر کی نمازیں پڑھتے تھے تو گرمی سے بچنے کے لیے اپنے کپڑوں پر سجدہ کرتے تھے۔

## فوائد:

❶ اس روایت اور دیگر احادیث صحیحہ سے ثابت ہوتا ہے کہ نمازِ ظہر کا وقت زوال کے ساتھ شروع ہو جاتا ہے، اور ظہر کی نماز اول وقت پڑھنی چاہیے۔

❷ اس پر اجماع ہے کہ ظہر کا وقت زوال کے ساتھ شروع ہو جاتا ہے۔ ❶

❸ جن روایات میں آیا ہے کہ جب گرمی زیادہ ہو تو ظہر کی نماز ٹھنڈے وقت میں پڑھا کرو، ان تمام احادیث کا تعلق سفر کے ساتھ ہے، حضر (گھر، جائے سکونت) کے ساتھ نہیں، جیسا کہ صحیح البخاری (ج ۱ ص ۷۷ ح ۵۳۹۷) کی حدیث سے ثابت ہے۔ جو حضرات سفر والی

روایات کو حدیث بالا وغیرہ کے مقابلے میں پیش کرتے ہیں، ان کا موقف درست نہیں۔ انہیں چاہیے کہ یہ ثابت کریں کہ نبی کریم ﷺ نے مدینہ منورہ میں ظہر کی نماز ٹھنڈی کر کے پڑھی ہے۔؟!

❹ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب سایہ ایک مثل ہو جائے تو ظہر کی نماز ادا کرو اور جب دو مثل ہو جائے تو عصر پڑھو۔ ❷

❶- صحیح البخاری: ۱/ ۷۷، ح: ۵۴۲، واللفظ له وصحیح مسلم: ۱/ ۲۲۵ ح: ۲۲۰۔

❷- الافصاح لابن ہبیرہ ج ۱ ص ۷۶۔

❸- موطأ امام مالک ۱/ ۸ ح ۹ وسندہ صحیح۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ ظہر کی نماز زوال سے لے کر ایک مثل تک پڑھ سکتے ہیں، یعنی ظہر کا وقت زوال سے لے کر ایک مثل تک ہے اور عصر کا وقت ایک مثل سے لے کر دو مثل تک ہے۔ مولوی عبدالحی لکھنوی نے التعلیق المجد (ص ۴۱ حاشیہ ۹) میں اس موقوف اثر کا یہی مفہوم لکھا ہے۔ یہاں بطور تنبیہ عرض ہے کہ اس ”اثر“ کے آخری حصے ”فجر کی نماز اندھیرے میں ادا کر“ کی دیوبندی اور بریلوی دونوں فریق مخالفت کرتے ہیں، کیونکہ یہ حصہ ان کے مذہب سے مطابقت نہیں رکھتا۔

⑤ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ظہر کے وقت کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: جب دو پہر کو سورج ڈھل جائے اور سایہ تسے جتنا ہو جائے تو ظہر قائم ہوگئی۔ ① معلوم ہوا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس کے قائل تھے کہ ظہر کا وقت سورج کے زوال کے ساتھ ہی شروع ہو جاتا ہے۔

⑥ سُوید بن غفلہ رضی اللہ عنہ نماز ظہر اول وقت ادا کرنے پر اس قدر ڈٹے ہوئے تھے کہ مرنے کے لیے تیار ہو گئے، مگر یہ گوارا نہ کیا کہ ظہر کی نماز تاخیر سے پڑھیں اور لوگوں کو بتایا کہ ہم ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے پیچھے اول وقت میں نماز ظہر ادا کرتے تھے۔ ②

① مصنف ابن ابی شیبہ ۱/ ۲۲۳ ح ۲۲۷۰ و سنہ صحیح۔

② مصنف ابن ابی شیبہ ۱/ ۲۲۳ ح ۲۲۷۱ و سنہ حسن۔

## نماز عصر کا وقت

حدیث: 7 ﴿وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ (رضی اللہ عنہ) أَنَّ النَّبِيَّ (ﷺ) قَالَ: «أَمْنِي جِبْرِيلُ عِنْدَ الْبَيْتِ مَرَّتَيْنِ..... ثُمَّ صَلَّى الْعَصْرَ حِينَ كَانَ كُلُّ شَيْءٍ مِثْلَ ظِلِّهِ.....» (سیدنا) ابن عباس (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جبریل (علیہ السلام) نے بیت اللہ کے قریب مجھے دو دفعہ نماز پڑھائی..... پھر انہوں نے عصر کی نماز اس وقت پڑھائی جب ہر چیز کا سایہ اس کے برابر ہو گیا.....“۔

اس روایت کی سند حسن ہے، اسے ابن خزیمہ (ح ۳۵۲) ابن حبان (ح ۲۷۹) ابن الجارود (ح ۱۳۹) الحاکم (ح ۱۹۳) ابن عبد البر، ابو بکر ابن العربی اور النووی وغیرہم نے صحیح کہا ہے۔ ①

بغوی اور نیوی نے بھی حسن کہا ہے۔ ②

## فوائد:

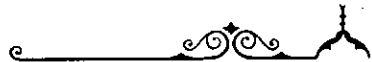
- ① اس روایت اور دیگر احادیث مبارکہ سے ثابت ہوتا ہے کہ عصر کا وقت ایک مثل پر شروع ہو جاتا ہے، ان احادیث کے مقابلے میں کسی ایک بھی صحیح یا حسن روایت سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ عصر کا وقت دو مثل سے شروع ہوتا ہے۔
- ② [عصر کا وقت ایک مثل پر شروع ہو جاتا ہے، یہ ائمہ ثلاثہ (مالک، شافعی، احمد) اور قاضی ابو یوسف اور محمد بن حسن الشیبانی وغیرہ کا مسلک ہے۔ ③]
- ③ سنن ابی داؤد کی ایک روایت ہے: ”آپ عصر کی نماز دیر سے پڑھتے تا آنکہ سورج

7- سنن الترمذی: ۱/ ۳۸، ۳۹، ح: ۱۴۹ وقال: ”حدیث ابن عباس حدیث حسن“۔

① نیل المقصود فی التعلیق علی سنن أبی داؤد، ح: ۳۹۳۔

② دیکھئے: آثار السنن، ص: ۸۹، ح: ۱۹۴۔ ③ دیکھئے رشید احمد گنگوہی کے افادات والی کتاب

”الکوکب الدرّی“ (ج: ۱، ص: ۹۰ حاشیہ) اور الاوسط لابن المنذر (۲/ ۳۲۹) [



صاف اور سفید ہوتا۔“ ①

یہ روایت بلحاظ سند سخت ضعیف ہے، محمد بن یزید الیمامی اور اس کا استاد یزید بن عبد الرحمن دونوں مجہول ہیں۔ ②

لہذا ایسی ضعیف روایت کو ایک مثل والی صحیح احادیث کے خلاف پیش کرنا انتہائی غلط و قابل مذمت ہے۔

④ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے قول: ”جب (سایہ) دو مثل ہو جائے تو عصر پڑھ“ کا مطلب یہ ہے کہ دو مثل تک عصر کی (افضل) نماز پڑھ سکتے ہو۔ ③

⑤ ایک حدیث میں آیا ہے کہ یہودیوں نے دوپہر (نصف النہار) تک عمل کیا، عیسائیوں نے دوپہر سے عصر تک عمل کیا اور مسلمانوں نے عصر سے مغرب تک عمل کیا تو مسلمانوں کو دوہرا جرما۔ ④

بعض لوگ اس سے استدلال کر کے عصر کی نماز لیٹ پڑھتے ہیں، حالانکہ مسلمانوں کا دوہرا جر (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے گزرنے والے) تمام یہود و نصاریٰ کے مجموعی مقابلے میں ہے۔ حضرو کے دیوبندی ”داکی نقشہ اوقات نماز“ کے مطابق سال کے دو سب سے بڑے اور سب سے چھوٹے دنوں کی تفصیل (حضرو کے وقت کے مطابق) درج ذیل ہے:

[۲۲ جون] دوپہر ۱۲-۱۱ مثل اول ۵۶-۳ (فرق ۳-۴۵)

غروب آفتاب ۲۳-۷ (فرق ۳-۲۸)

[۲۲ دسمبر] دوپہر ۱۲-۰۸ مثل اول ۴۷-۲ (فرق ۲-۳۹)

غروب آفتاب ۵-۰۵ (فرق ۲-۱۸)

اس حساب سے بھی عصر کا وقت ظہر کے وقت سے کم ہوتا ہے، لہذا اس حدیث سے بعض الناس کا استدلال مردود ہے۔

① ۱/ ۶۵، ح: ۴۰۸۔ ② دیکھئے: تقریب التہذیب: ۶۴۰۴، ۷۷۴۷۔

③ دیکھئے: التعلیق الممجد، ص: ۴۱ حاشیہ: ۹ اور سابق حدیث: ۶۔

④ دیکھئے: صحیح بخاری: ۵۵۷۔

## نماز فجر کا وقت

﴿حدیث: 8﴾ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ: أَنَّهُمْ تَسَحَّرُوا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ، ثُمَّ قَامُوا إِلَى الصَّلَاةِ، قُلْتُ: كَمْ بَيْنَهُمَا؟ قَالَ: قَدْرُ خَمْسِينَ أَوْ سِتِينَ، يَعْنِي آيَةً. سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ سحری کا کھانا کھایا۔ پھر آپ اور آپ کے ساتھی (فجر کی نماز) کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے، میں (قادہ تابعی/ یا انس رضی اللہ عنہ) نے ان (انس رضی اللہ عنہ/ یا زید رضی اللہ عنہ) سے کہا: سحری اور نماز کے درمیان کتنا وقفہ ہوتا تھا؟ تو انہوں نے کہا: پچاس یا ساٹھ آیات (کی تلاوت) کے برابر۔

## فوائد:

- اس حدیث سے معلوم ہوا کہ فجر کی نماز جلدی اور اندھیرے میں پڑھنی چاہیے۔ صحیح البخاری (۸۲۱/۵۷۸) و صحیح مسلم (۲۳۰/۶۲۵) کی حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا میں لکھا ہوا ہے کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ فجر کی نماز پڑھتی تھیں، جب نماز ختم ہو جاتی تو اپنے گھروں کو چلی جاتیں۔ اور اندھیرے میں کوئی شخص بھی ہمیں اور نساء المؤمنین (مومنین کی عورتوں) کو پہچان نہیں سکتا تھا۔
- سنن ترمذی (۱۵۳) کی جس روایت میں آیا ہے: «أَسْفَرُوا بِالْفَجْرِ، فَإِنَّهُ أَعْظَمُ لِلْأَجْرِ» ”فجر کی نماز اسفار میں (جب روشنی ہونے لگے) پڑھو کیونکہ اس میں بڑا اجر ہے۔“ اُس حدیث کی رو سے منسوخ ہے جس میں آیا ہے کہ نبی کریم ﷺ وفات تک فجر کی نماز اندھیرے میں پڑھتے رہے ہیں۔ حدیث میں آیا ہے:

”ثُمَّ كَانَتْ صَلَاتُهُ بَعْدَ ذَلِكَ التَّغْلِيْسِ حَتَّى مَاتَ وَلَمْ يَعُدْ إِلَى أَنْ يُسْفَرَ“

پھر آپ (ﷺ) کی نماز (فجر) وفات تک اندھیرے میں تھی اور آپ نے (اس دن کے بعد) کبھی روشنی میں نماز نہیں پڑھی۔ ①

اسے ابن خزیمرہ (ج ۱ ص ۱۸۱ ح ۳۵۲)، ابن حبان (الاحسان ج ۳ ص ۵ ح ۱۳۳۶) الحاکم (۱۹۲، ۱۹۳) اور خطابی نے صحیح قرار دیا ہے، اسامہ بن زید اللیشی کی حدیث حسن درجے کی ہوتی ہے۔ ②

یعنی اسامہ مذکور حسن الحدیث راوی ہیں۔

③ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”وَصَلَّ الصُّبْحَ وَالْجُحُومُ بَادِيَةٌ مُشْتَبِكَةٌ.....“ اور صبح کی نماز اس وقت پڑھو جب ستارے صاف ظاہر اور باہم الجھے ہوئے ہوں۔ ③ ایک روایت میں آیا ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”وَالصُّبْحُ بِغَلَسٍ“ اور صبح کی نماز اندھیرے میں پڑھو۔ ④

اس فاروقی حکم کے برعکس دیوبندی و بریلوی حضرات سخت روشنی میں صبح کی نماز پڑھتے ہیں، پھر یہ دعویٰ بھی کرتے ہیں کہ ”ہم خلفائے راشدین کی سنت پر عمل کرتے ہیں۔“ سبحان اللہ!

④ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”وَهُوَ الَّذِي اخْتَارَهُ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ مِنْهُمْ أَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِنَ التَّابِعِينَ، وَبِهِ يَقُولُ الشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ يَسْتَحِبُّونَ التَّغْلِيسَ بِصَلَاةِ الْفَجْرِ“ نبی ﷺ کے صحابہ میں سے کئی نے اسے اختیار کیا ہے، ان میں ابو بکر و عمر (رضی اللہ عنہما) اور ان کے بعد کے تابعین ہیں۔ شافعی، احمد اور اسحاق (بن راہویہ) کا یہی قول ہے۔ یہ فجر کی

① سنن أبي داود: ۱/ ۶۳، ح: ۳۹۴، وهو حديث حسن، الزهري عن عمن وللحديث شاهد عند الحاکم [۱/ ۱۹۰ ح ۶۸۲ وسنده حسن]، والناسخ والمنسوخ للحازمی، ص: ۷۷۔ ② دیکھئے: سیر اعلام النبلاء (۶/ ۳۴۳) وغیرہ۔ ③ موطأ امام مالك، ۱/ ۷، ح: ۶۰ وسنده صحيح۔ ④ السنن الكبرى للبيهقي: ۱/ ۴۵۶ وسنده حسن، حارث بن عمرو الهذلي لا ينزل حديثه عن درجة الحسن۔



## ہدایۃ المسلمین مذکرہ اہم مسائل

نماز اندھیرے میں پڑھنا پسند کرتے ہیں۔ ①

تنبیہ: اس سلسلے میں سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کا صریح عمل باسند صحیح نہیں ملا۔

نیز دیکھئے شرح معانی الآثار للطحاوی (۱/۱۸۱، ۱۸۲) واللہ اعلم

⑤ سیدنا ابو موسیٰ الاشعری اور سیدنا عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما صبح کی نماز اندھیرے میں

پڑھتے تھے۔ ②

خلیفہ عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے حکم جاری کیا کہ فجر کی نماز اندھیرے میں پڑھو۔ ③

⑥ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ صبح کی نماز اندھیرے میں

پڑھو اور لمبی قراءت کرو۔ ④

بہتر یہی ہے کہ صبح کی نماز اندھیرے میں شروع کی جائے اور اس میں لمبی قراءت

کی جائے۔

ہمارے ہاں تقلیدی حضرات صبح کی نماز رمضان میں سخت اندھیرے میں پڑھتے ہیں،

اور باقی مہینوں میں خوب روشنی کر کے پڑھتے ہیں، پتا نہیں فقہ کا وہ کون سا کلیہ یا جزئیہ ہے

جس سے وہ اس تفریق پر عامل ہیں، چونکہ سحری کے بعد سونا ہوتا ہے اس لیے وہ فریضہ نماز

جلدی ادا کرتے ہیں۔ یہ عمل وہ اتباع سنت کے جذبہ سے نہیں کرتے کیونکہ بدعتی شخص کو اللہ

تعالیٰ اپنے پیارے حبیب محمد ﷺ کی سنت پر عمل کرنے کی توفیق ہی نہیں دیتا۔

① سنن الترمذی تحت ح: ۱۵۳۔

② دیکھئے: مصنف ابن ابی شیبہ: ۱/ ۳۲۰، ح: ۳۲۳۹ وسندہ صحیح، ح: ۳۲۴۰

وسندہ صحیح۔

③ دیکھئے: مصنف ابن ابی شیبہ: ۱/ ۳۲۰، ح: ۳۲۳۷ وسندہ صحیح۔

④ الاوسط لابن المنذر: ۲/ ۳۷۵ وسندہ صحیح، وشرح معانی الآثار: ۱/ ۱۸۱،

مصنف ابن ابی شیبہ: ۱/ ۳۲۰، ح: ۳۲۳۵۔

## اذان و اقامت کا مسنون طریقہ

حدیث: ۹ ﴿عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: أَمَرَ بِلَالٌ أَنْ يَشْفَعَ الْأَذَانَ، وَأَنْ يُؤْتَرَ الْإِقَامَةَ، إِلَّا الْإِقَامَةَ.﴾

(سیدنا) انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا گیا تھا کہ اذان دہری اور اقامت اکہری کہیں، مگر اقامت (قد قامت الصلوة) کے الفاظ دوبار کہیں۔

اسی حدیث کی ایک دوسری سند میں آیا ہے: "أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَمَرَ بِلَالًا" بے شک رسول اللہ ﷺ نے بلال کو حکم دیا تھا۔ ①

### فوائد:

① اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ اذان کے الفاظ درج ذیل ہیں:

اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ، اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ۔ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ۔ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ۔ حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ۔ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ۔ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ۔ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ. ② اور اقامت کے الفاظ درج ذیل ہیں:

اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ۔ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ۔ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ۔ حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ۔ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ۔ قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ، قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ۔ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ۔ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ. ③

۹- صحیح البخاری: ۱/ ۸۵، ح: ۶۰۵ واللفظ له، صحیح مسلم: ۱/ ۱۶۴، ح: ۳۷۸۔

① سنن النسائی مع حاشیة السندهی، ج: ۱، ص: ۱۰۳، ح: ۶۲۸۔

② نیز دیکھئے: سنن ابی داود: ۴۹۹ وسنده حسن۔

③ نیز دیکھئے: سنن ابی داود: ۴۹۹ وسنده حسن۔

## ہدایۃ المسلمین نماز کے اہم مسائل

② مصنف عبدالرزاق کی ایک روایت میں آیا ہے: "أَنَّ بِلَالَ كَانَ يُشْنِي الْأَذَانَ وَيُشْنِي الْإِقَامَةَ" بے شک بلال رضی اللہ عنہ اذان اور اقامت دہری کہا کرتے تھے۔

لیکن یہ حدیث بلحاظ سند ضعیف ہے۔

۱: اس سند کے راوی ابراہیم التیمی مدلس ہیں۔①

ان کی یہ روایت عن کے ساتھ ہے۔ مدلس کی عن والی روایت محدثین کے علاوہ

دیوبندیوں اور بریلویوں کے نزدیک بھی ضعیف ہوتی ہے۔②

۲: اس سند کے دوسرے راوی حماد بن ابی سلیمان ہیں۔③

حماد مذکور مدلس ہونے کے ساتھ ساتھ مختلط بھی ہیں۔④

حافظ بیہقی نے کہا:

"وَلَا يُقْبَلُ مِنْ حَدِيثِ حَمَادٍ إِلَّا مَا رَوَاهُ عَنْهُ الْقُدَمَاءُ: شُعْبَةُ وَسُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَالِدَسْتَوَائِيُّ، وَمَنْ عَدَا هَؤُلَاءِ رَوَوْا عَنْهُ بَعْدَ الْإِخْتِلَاطِ"

حماد کی صرف وہی روایت مقبول ہے جو اس کے قدیم شاگردوں: شعبہ، سفیان ثوری اور (ہشام) الدستوائی نے بیان کی ہے، ان کے علاوہ سب لوگوں نے ان سے اختلاط کے بعد سنا ہے۔⑤

لہذا معمر کی حماد مذکور سے روایت ضعیف ہے، عدم تصریح سماع کا مسئلہ علیحدہ ہے۔

③ ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کی جس روایت میں دہری اقامت کا ذکر آیا ہے اس میں اذان بھی دہری، ہے یعنی چار دفعہ "أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ" اور چار دفعہ "أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ" ہے۔⑥

① کتاب المدلسین للعراقی، ص: ۲۴، ۳۵ و اسماء المدلسین للسيوطی، ص: ۹۳۔ ② دیکھئے: خزائن السنن: ۱/ ۱، فتاویٰ رضویہ: ۵/ ۲۴۵، ۲۶۶۔

③ دیکھئے: مصنف عبدالرزاق: ۱/ ۴۶۲، ح: ۱۷۹۰۔ ④ طبقات المدلسین بتحقیق: ۲/ ۴۵۔ ⑤ مجمع الزوائد: ۱/ ۱۱۹، ۱۲۰۔ ⑥ سنن أبي داود: ۵۰۲۔



اس طریقے سے عمل کیا جائے تو صحیح ہے ورنہ صرف بغیر ترجیع والی اذان پر عمل کرتے ہوئے، اقامت اس حدیث سے لینا اور اذان حدیث بلال سے لینا سخت نا انصافی ہے۔

④ رسول اللہ ﷺ کی سنت پر عمل صرف وہی شخص کر سکتا ہے جسے اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے ورنہ ناممکن ہے۔ آپ دیکھ لیں جو حضرات دہری اقامت کہتے ہیں وہ دہری اذان کبھی نہیں کہتے، پتہ نہیں اتباع سنت سے انہیں کیا پیر ہے؟

اللہ تعالیٰ اتباع سنت کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

## لباس کا بیان

حدیث: 10 ﴿عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا يُصَلِّي أَحَدُكُمْ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ لَيْسَ عَلَى عَاتِقِهِ شَيْءٌ»﴾۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی شخص اس طرح ایک کپڑے میں نماز نہ پڑھے کہ اس کے کندھوں پر کپڑے کا کوئی حصہ نہ ہو۔“

## فوائد:

① اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز میں کندھے ڈھانپنا فرض ہے۔

② بعض لوگ نماز میں مردوں پر سر ڈھانپنا بھی لازمی قرار دیتے ہیں لیکن اس کی شریعت میں کوئی دلیل نہیں ہے۔ شامک الترمذی (ص ۷۱ وفی نسختنا ص ۴ حدیث: ۱۲۵، ۳۳) کی روایت جس میں: ”يَكْثُرُ الْقِنَاعُ“ ”یعنی رسول اللہ ﷺ اکثر اوقات اپنے سرمبارک پر کپڑا رکھتے تھے“ آیا ہے وہ یزید بن ابان الرقاشی کی وجہ سے ضعیف ہے، یزید پر جرح کے لیے تہذیب التہذیب (ج ۱ ص ۲۷۰) وغیرہ دیکھیں۔

امام نسائی نے فرمایا: ”مُتْرُوكٌ بِصَرِيٍّ“ ①

حافظ بیہقی نے کہا: ”وَيَزِيدُ الرَّقَاشِيُّ ضَعْفَهُ الْجُمْهُورُ“ اور یزید الرقاشی کو

جمہور نے ضعیف کہا ہے۔ ②

تقریب التہذیب (۷۶۸۳) میں لکھا ہوا ہے: ”زَاهِدٌ ضَعِيفٌ“

دیوبندیوں اور بریلویوں کی معتبر و مستند کتاب ”در مختار“ میں لکھا ہوا ہے کہ جو شخص

عاجزی کے لیے ننگے سر نماز پڑھے تو ایسا کرنا جائز ہے۔ ③

10- صحیح البخاری: ۱/ ۵۲، ح: ۳۵۹، صحیح مسلم: ۱/ ۱۹۸، ح: ۵۱۶۔

① کتاب الضعفاء: ۶۴۲۔ ② مجمع الزوائد: ۶/ ۲۲۶۔

③ الدر المختار مع رد المحتار: ۱/ ۴۷۴۔

اب دیوبندی فتویٰ ملاحظہ فرمائیں:

**سوال** ایک کتاب میں لکھا ہے کہ جو شخص ننگے سر اس نیت سے نماز پڑھے کہ عاجزانہ درگاہ خدا میں حاضر ہو تو کچھ حرج نہیں۔

**جواب** یہ تو کتب فقہ میں بھی لکھا ہے کہ بہ نیت مذکورہ ننگے سر نماز پڑھنے میں کراہت نہیں ہے۔ ①

احمد رضا خان بریلوی صاحب نے لکھا ہے:

”اگر بہ نیت عاجزی ننگے سر پڑھتے ہیں تو کوئی حرج نہیں۔“ ②

بعض مساجد میں نماز کے دوران میں سر ڈھانپنے کو بہت اہمیت دی جاتی ہے، اس لیے انہوں نے تنکوں سے بنی ہوئی ٹوپیاں رکھی ہوتی ہیں، ایسی ٹوپیاں نہیں پہننی چاہئیں کیونکہ وہ عزت اور وقار کے منافی ہیں۔ کیا کوئی ذی شعور انسان ایسی ٹوپی پہن کر کسی پروتار مجلس وغیرہ میں جاتا ہے؟ یقیناً نہیں تو پھر اللہ تعالیٰ کے دربار میں حاضری دیتے وقت تو لباس کو خصوصی اہمیت دینی چاہیے۔

اس کے علاوہ سر ڈھانپنا اگر سنت ہے اور اس کے بغیر نماز میں نقص رہتا ہے تو پھر داڑھی رکھنا تو اس سے بھی زیادہ ضروری بلکہ فرض ہے کیا رسول اللہ ﷺ یا کسی امام نے داڑھی کے بغیر نماز پڑھنے کو جائز قرار دیا ہے؟ اللہ تعالیٰ فہم دین اور اتباع سنت کی توفیق عطا فرمائے۔ (امین) تنبیہ: راقم الحروف کی تحقیق میں، ضرورت کے وقت ننگے سر مرد کی نماز جائز ہے لیکن بہتر و افضل یہی ہے کہ سر پر ٹوپی، عمامہ یا رد مال ہو۔

نافع تابعی رحمہ اللہ کو سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے دیکھا کہ وہ ایک کپڑے میں نماز پڑھ رہے ہیں تو انہوں نے فرمایا: کیا میں نے تجھے دو کپڑے نہیں دیئے؟ کیا میں تجھے اس حالت میں باہر بھیجوں تو چلے جاؤ گے؟ نافع نے کہا: نہیں۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کیا اللہ اس کا زیادہ مستحق نہیں کہ اس کے سامنے زینت اختیار کی جائے یا انسان اس کے زیادہ مستحق ہیں؟ پھر انہوں نے نافع کو ایک حدیث سنائی جس سے دو کپڑوں میں نماز پڑھنے کا حکم ثابت ہوتا ہے۔ ③

① فتاویٰ ”دارالعلوم“ دیوبند: ۹۴ / ۴۔ ② احکام شریعت حصہ اول ص ۱۳۰۔ ③ السنن

## سینے پر ہاتھ باندھنا

❦ حدیث: 11 ❦ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، قَالَ: كَانَ النَّاسُ يُؤْمَرُونَ أَنْ يَضَعَ الرَّجُلُ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى ذِرَاعِهِ الْيُسْرَى فِي الصَّلَاةِ.

سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگوں کو (رسول اللہ ﷺ کی طرف سے) حکم دیا جاتا تھا کہ ہر شخص نماز میں اپنا دایاں ہاتھ اپنی بائیں ذراع پر رکھے۔

**فوائد:**

❶ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز میں سینے پر ہاتھ باندھنے چاہئیں، آپ اگر اپنا دایاں ہاتھ اپنی بائیں ”ذراع“ (کہنی کے سرے سے لے کر درمیانی انگلی کے سرے تک ہاتھ کے حصے) پر رکھیں گے تو دونوں ہاتھ خود بخود سینے پر آجائیں گے۔ ایک دوسری حدیث میں آیا ہے کہ آپ ﷺ نے اپنا دایاں ہاتھ اپنی بائیں ہتھیلی کی پشت، رُخ (کلائی) اور ساعد (کلائی سے لیکر کہنی تک) پر رکھا۔ ❶

سینے پر ہاتھ باندھنے کی تصدیق اس روایت سے بھی ہوتی ہے جس میں آیا ہے:

”يَضَعُ هَذِهِ عَلَى صَدْرِهِ..... إلخ“

آپ ﷺ یہ [ہاتھ] اپنے سینے پر رکھتے تھے..... إلخ ❷

11- صحیح البخاری: ۱/ ۱۰۲، ح: ۷۴۰؛ وموطأ الامام مالك: ۱/ ۱۵۹، ح: ۳۷۷ باب وضع اليدين احدهما على الاخرى في الصلوة، ورواية ابن القاسم بتحقيق: ۴۰۹۔

❶ سنن النسائي مع حاشية السندي، ج: ۱، ص: ۱۴۱، ح: ۸۹۰؛ سنن ابی داود، ج: ۱، ص: ۱۱۲، ح: ۷۲۷، اے ابن خزيمة (۱/ ۲۴۳، ح: ۴۸) اور ابن حبان (الاحسان ۲/ ۲۰۲، ح: ۴۸۵) نے صحیح کہا ہے۔

❷ مسند احمد، ج: ۵، ص: ۲۲۶، ح: ۲۲۳۱۳، واللفظ له، التحقيق لابن الجوزي، ج: ۱، ص: ۲۸۳، ح: ۴۷۷، وفي نسخة، ج: ۱، ص: ۳۳۸، مسنده حسن۔

② سنن ابی داود (ح ۷۵۶) وغیرہ میں ناف سے نیچے ہاتھ باندھنے والی جو روایت آئی ہے وہ عبدالرحمن بن اسحاق الکوفی کی وجہ سے ضعیف ہے۔ اس راوی پر جرح، سنن ابی داود کے محولہ باب میں ہی موجود ہے، علامہ نووی نے کہا:

”عبدالرحمن بن اسحاق بالاتفاق ضعیف ہے۔“ ①

نیوی فرماتے ہیں: ”وَفِيهِ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِسْحَاقَ الْوَسِيطِيُّ وَهُوَ ضَعِيفٌ“

اور اس میں عبدالرحمن بن اسحاق الواسطی ہے اور وہ ضعیف ہے۔ ②

مزید جرح کے لیے یعنی حنفی کی البدلیۃ فی شرح الہدیۃ (۲۰۸/۲) وغیرہ کتابیں دیکھیں، ہدایہ اولین کے حاشیہ ۱، (۱۰۲/۱) میں لکھا ہوا ہے کہ یہ روایت بالاتفاق ضعیف ہے۔

③ یہ مسئلہ کہ مرد ناف کے نیچے اور عورتیں سینے پر ہاتھ باندھیں کسی صحیح حدیث یا ضعیف حدیث سے قطعاً ثابت نہیں ہے، مرد اور عورت کے طریقہ نماز میں جو یہ فرق کیا جاتا ہے کہ مرد ناف کے نیچے ہاتھ باندھیں اور عورتیں سینے پر، اس کے علاوہ مرد سجدے کے دوران میں بازو زمین سے اٹھائے رکھیں اور عورتیں بالکل زمین کے ساتھ لگ کر بازو پھیلا کر سجدہ کریں، یہ سب آل تقلید کی موٹا گافیاں ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی تعلیم سے نماز کی ہیئت، تکبیر تحریمہ سے لے کر سلام پھیرنے تک مرد و عورت کے لیے ایک ہی ہے، مگر لباس اور پردے میں فرق ہے، مثلاً: عورت ننگے سر نماز نہیں پڑھ سکتی اور اس کے ٹخنے بھی ننگے نہیں ہونے چاہئیں۔ اہل حدیث کے نزدیک جو فرق دلائل سے ثابت ہو جائے وہ برحق ہے، اور بے دلیل و ضعیف باتیں مردود کے حکم میں ہیں۔

④ سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے منسوب تحت السرۃ (ناف کے نیچے) والی روایت سعید بن زہری کی وجہ سے سخت ضعیف ہے۔ حافظ ابن حجر نے کہا: ”مُنْكَرُ الْحَدِيثِ“ ③

⑤ بعض لوگ مصنف ابن ابی شیبہ سے ”تَحْتَ السَّرَّةِ“ والی روایت پیش کرتے ہیں

① نصب الراية للزيلعي الحنفی: ۱ / ۳۱۴۔ ② حاشیہ آثار السنن، ح: ۲۳۰۔

③ تقریب التہذیب: ۲۳۰۴۔ دیکھئے: مختصر الخلافيات للبيهقي (۱ / ۳۴۲)، تالیف

ابن فرح الاشيلي والخلافيات مخطوط ص ۳۷ ب) وكتب اسماء الرجال۔



## ہدایۃ المسلمین نماز کے اہم مسائل

حالانکہ مصنف ابن ابی شیبہ کے اصل (عام) قلمی اور مطبوعہ نسخوں میں ”تَحْتَ السَّرَّةِ“ کے الفاظ نہیں ہیں جبکہ قاسم بن قطلوبغا (کذاب بقول البقاعی الرضوء اللامع ۶/۱۸۶) نے ان الفاظ کا اضافہ گھڑ لیا تھا۔ انور شاہ کشمیری دیوبندی فرماتے ہیں: ”پس بے شک میں نے مصنف کے تین (قلمی) نسخے دیکھے ہیں، ان میں سے ایک بھی نسخے میں بھی یہ (تحت السرة والی عبارت) نہیں ہے۔“ ①

⑥ حدیثوں کے نزدیک مردوں اور عورتوں دونوں کو ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے چاہئیں۔ ②

⑦ تقلیدی مالکیوں کی غیر مستند اور مشکوک کتاب ”المدونۃ“ میں لکھا ہوا ہے کہ امام مالک نے ہاتھ باندھنے کے بارے میں فرمایا: ”مجھے فرض نماز میں اس کا ثبوت معلوم نہیں۔“ امام مالک اسے مکروہ سمجھتے تھے۔ اگر نوافل میں قیام لمبا ہو تو ہاتھ باندھنے میں کوئی حرج نہیں ہے، اس طرح وہ اپنے آپ کو مدد دے سکتا ہے۔ ③

اس غیر ثابت حوالے کی تردید کے لیے موطا امام مالک کی تیویب اور امام مالک کی روایت کردہ حدیث اہل بن سعد رحمہ اللہ ہی کافی ہے۔

⑧ جو لوگ ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھتے ہیں ان کی دلیل المعجم الکبیر للطبرانی (۴/۲۰۷ ح ۱۳۹) کی ایک روایت ہے جس کا ایک راوی حسیب بن محمد رکذاب ہے۔ ④

معلوم ہوا کہ یہ روایت موضوع ہے، لہذا اس کا ہونا اور نہ ہونا برابر ہے۔

⑨ سعید بن جبیر (تابعی) فرماتے ہیں کہ نماز میں ”فَوْقَ السَّرَّةِ“ یعنی ناف سے اوپر (سینے پر) ہاتھ باندھنے چاہئیں۔ ⑤

⑩ سینے پر ہاتھ باندھنے کے بارے میں مزید تحقیق کے لیے راقم الحروف کی کتاب ”نماز میں ہاتھ باندھنے کا حکم اور مقام“ ملاحظہ فرمائیں۔ اس کتاب میں مخالفین کے اعتراضات کے مدلل جوابات دیے گئے ہیں۔ والحمد للہ

① فیض الباری: ۲/۲۶۷۔ ② الفقہ علی المذاهب الاربعہ ۱/۲۵۱۔

③ دیکھئے: المدونۃ: ۱/۷۶۔ ④ دیکھئے: مجمع الزوائد: ۲/۱۰۲۔

⑤ امالی عبدالرزاق / الفوائد لابن مندۃ ۲/۲۳۴ ح ۱۸۹۹ وسندہ صحیح۔

## دعائے استفتاح

﴿مَدِیْت: 12﴾ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: أَقُولُ: «اللَّهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِي وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ، اللَّهُمَّ نَقِّنِي مِنْ خَطَايَايَ كَمَا يُنْقَى الثُّوبُ الْأَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ، اللَّهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَايَ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ».

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں (نماز کے پہلے کہتا ہوں) «اللَّهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِي وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ، اللَّهُمَّ نَقِّنِي مِنْ خَطَايَايَ كَمَا يُنْقَى الثُّوبُ الْأَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ، اللَّهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَايَ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ»۔ اے اللہ! میرے اور میری خطاؤں کے درمیان اس طرح دوری فرما دے جس طرح تو نے مشرق و مغرب کے درمیان دوری پیدا کی ہے۔ اے اللہ! مجھے میری خطاؤں سے اس طرح صاف کر دے جس طرح سفید کپڑا میل کچیل سے دور کیا جاتا ہے۔ اے اللہ! مجھے میری خطاؤں سے برف، پانی اور اولوں کے ساتھ دھو ڈال۔“ پڑھتا ہوں۔

### فوائد:

- ① اس حدیث سے ثابت ہوا کہ سکتہٴ اولیٰ میں: «اللَّهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِي» والی دعا پڑھنی چاہیے۔
- ② سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے ”سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ“ والی موقوف، غیر مرفوع روایت مروی ہے۔ ①

12- صحیح البخاری: ۱/ ۱۰۳، ح: ۷۴۴ واللفظ لہ، صحیح مسلم: ۱/ ۲۱۹ ح ۵۹۸۔

① صحیح مسلم، ج: ۱، ص: ۱۷۲، ح: ۳۹۹۔

## ہدایۃ السامعین نماز کے اہم مسائل

یہ دعائی کریم ﷺ سے بھی قیام اللیل میں ثابت ہے۔ ①

لہذا یہ دعا پڑھنا بھی جائز ہے۔

③ ان کے علاوہ بعض دیگر دعائیں بھی ثابت ہیں۔

④ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی تحقیق یہ ہے کہ جہری نمازوں میں مقتدی (اس دعا کے بجائے)

سورہ فاتحہ پڑھے اور اسے امام سے پہلے ختم کر لے۔ ②

اور یہی تحقیق بعض تابعین کی بھی ہے۔

⑤ کتب آل تقلید، آثار السنن وغیرہ کے حوالے اہل تقلید پر بطور الزام اور اتمام حجت

کے لیے پیش کیے جاتے ہیں۔

www.KitaboSunnat.com

① سنن أبي داود، ج: ۱، ص: ۱۲۰، ح: ۷۷۵ وسندہ حسن۔

② دیکھئے: آثار السنن مترجم، ص: ۲۲۳، ح: ۳۵۸ وقال: اسنادہ حسن۔

## بسم اللہ اونچی آواز سے پڑھنا

**حدیث: 13** عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِزَى، قَالَ: صَلَّيْتُ خَلْفَ عُمَرَ فَجَهَرَ بِبِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ. (سیدنا) عبدالرحمن بن ابی زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے (سیدنا) عمر رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی، آپ نے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اونچی آواز سے پڑھی۔

اس کے تمام راوی ثقہ و صدوق ہیں اور سند متصل ہے، لہذا یہ سند صحیح ہے۔

### فوائد:

① اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ جہری نمازوں میں امام کا جہراً بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھنا بالکل صحیح ہے۔

② سیدنا عبداللہ بن عباس اور سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے بھی بسم اللہ الرحمن الرحیم بالجہر ثابت ہے۔ ①

اور اسے ذہبی نے صحیح کہا ہے۔

③ بسم اللہ سرّاً (آہستہ) پڑھنا بھی جائز ہے، جیسا کہ صحیح مسلم (۱/۱۷۲، ج: ۳۹۹) وغیرہ کی احادیث سے ثابت ہے۔

④ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے اثر مذکور کے راویوں کی مختصر توثیق درج ذیل ہے:

① عبدالرحمن بن ابی زبیر رضی اللہ عنہ، صحابی صغیر ہیں۔ ②

② سعید بن عبدالرحمن رضی اللہ عنہ، ثقہ ہیں۔ ③

**13-** مصنف ابن ابی شیبہ: ۱/ ۴۱۲، ج: ۴۷۵۷؛ شرح معانی الآثار للطحاوی واللفظ له ۱/ ۱۳۷؛ السنن الكبرى للبيهقي: ۲/ ۴۸۔

① جزء الخطيب وصححه الذهبي في مختصر الجهر بالسلمة للخطيب، ص: ۱۸۰، ج: ۴۱۔ ② تقريب التهذيب: ۳۷۹۴۔ ③ تقريب التهذيب: ۲۳۴۶۔

## ہدایۃ المسلمین نذائے اہم مسائل

① ذر بن عبد اللہ ثقہ عابد رمی بالار جاء تھے۔

② عمر بن ذر ثقہ رمی بالار جاء تھے۔

⑤ عمر بن ذر سے یہ روایت خالد بن مخلد، ابو احمد اور ابن قتیبہ نے بیان کی ہے، ان راویوں کی توثیق کے لیے تہذیب التہذیب وغیرہ کا مطالعہ کریں۔

⑤ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما جب نماز شروع کرتے تو بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھتے، پھر جب آپ سورہ فاتحہ کی قراءت سے فارغ ہوتے تو بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھتے تھے۔ ③

امام ابو بکر بن ابی شیبہ نے اس اثر کو ”مَنْ كَانَ يَجْهَرُ بِهَا“ جو شخص اسے (بسم اللہ کو) جہر پڑھتا تھا، کے باب میں ذکر کیا ہے، جس سے معلوم ہوا کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بھی بسم اللہ جہر پڑھتے تھے۔

⑥ تقیم الحجرجہ سے روایت ہے کہ میں نے ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) کے پیچھے نماز پڑھی تو آپ نے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھی، پھر سورہ فاتحہ پڑھی حتیٰ کہ جب آپ ﴿عَلَّوْا﴾ اَلْمَغْضُوْبُ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّیْنَ پر پہنچے تو آمین کہی اور لوگوں نے بھی آمین کہی اور آپ ہر سجدہ کرتے وقت اللہ اکبر کہتے اور دو رکعتوں کے تشہد سے اٹھتے وقت اللہ اکبر کہتے اور جب سلام پھیرتے تو فرماتے: اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، میں تم سب سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کی نماز کے مشابہ ہوں۔ ④

اس حدیث سے (کبھی کبھار) بسم اللہ..... بالجہر کا استحباب ثابت ہوا، جیسا کہ حافظ ابن حبان نے صراحت کی ہے۔ ⑤

یاد رہے کہ بسم اللہ..... نماز میں سرّاً بھی جائز ہے بلکہ بہتر ہے۔

① تقریب التہذیب: ۱۸۴۰۔ ② تقریب التہذیب: ۴۸۹۳۔

③ مصنف ابن ابی شیبہ: ۱/ ۴۱۲ ح ۴۱۵۵ وسندہ صحیح۔

④ صحیح ابن خزيمة: ۱/ ۲۵۱، ح: ۴۹۹؛ صحیح ابن حبان، الاحسان: ۱۷۹۴،

وسندہ صحیح۔

⑤ دیکھئے: صحیح ابن حبان، ج: ۵، ص: ۱۰۰۔

## نماز میں سورہ فاتحہ پڑھنا

❖ حدیث: 14 ❖ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ»

سیدنا عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس شخص کی نماز نہیں جو سورہ فاتحہ نہ پڑھے۔“

اس حدیث کے راوی سیدنا عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ فاتحہ خلف الامام کے (جبری و سری سب نمازوں میں) قائل و فاعل تھے۔ ①

راوی حدیث سیدنا عبادہ رضی اللہ عنہ کے فہم کے مقابلے میں امام احمد وغیرہ کی تاویل صحیح نہیں ہے۔ خود امام احمد رحمہ اللہ فاتحہ خلف الامام کے قائل و فاعل تھے۔ ②

### فوائد:

① اس حدیث پاک سے ثابت ہوتا ہے کہ سورہ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی، چاہے امام ہو یا مقتدی یا منفرو۔ ③

② یہ حدیث متواتر ہے۔ ④

③ سورۃ المزمل کی آیت: ﴿قَافِرٌ وَّامَّا تَتَّبِعَنِ مِنَ الْقُرْآنِ ط﴾ سے ثابت ہوتا ہے کہ

14- صحیح البخاری: ۱ / ۱۰۴، ح: ۷۵۶؛ صحیح مسلم: ۱ / ۱۶۹، ح: ۳۹۴۔

① کتاب القراءات للبيهقي، ص: ۶۹، ح: ۱۳۳، واسنادہ صحیح، نیز دیکھئے:

”احسن الکلام“ تصنیف سرفراز خان صفدر دیوبندی، ج: ۲، ص: ۴۲ طبع دوم۔

② دیکھئے: سنن الترمذی، ح: ۳۱۱۔

③ دیکھئے: تبویب صحیح البخاری، اعلام الحديث فی شرح صحیح البخاری

للخطابی: ۱ / ۵۰۰۔

④ جزء القراءۃ للبخاری، ح: ۵۔

## ہدایۃ المسلمین نماز کے اہم مسائل

نماز میں مقتدی پر قراءت واجب (یعنی فرض) ہے۔ ①

حدیث بالانے اس قراءت کا تعین سورہ فاتحہ سے کر دیا ہے۔

④ آیت: ﴿وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا﴾ کا تعلق سورہ فاتحہ کے ساتھ

نہیں ہے، تحقیق کے لیے دیکھئے: جزء القراءة للبخاری (تحت ج ۳۶) اور مولانا عبدالرحمن مبارکپوری رحمہ اللہ کی شہرہ آفاق کتاب ”تحقیق الکلام“ وغیرہ بلکہ اس آیت کریمہ کا تعلق کفار

کی تردید سے ہے۔ ②

⑤ حدیث: ﴿إِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا﴾ (جزء القراءة: ج ۲۶۳) ما عدا الفاتحة پر

محمول ہے، کیونکہ اس کے راوی صحابی سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فاتحہ خلف الامام کا جہری نماز

میں حکم دیا ہے۔ ③

جولوگ اسے ماعد الفاتحہ پر محمول نہیں سمجھتے ان کے نزدیک یہ روایت منسوخ ہے کیونکہ

اس کے راوی کا یہ فتویٰ ہے کہ امام کے پیچھے (جہری نمازوں میں بھی) سورہ فاتحہ پڑھو، حنیفوں

کے نزدیک اگر راوی اپنی روایت کے خلاف فتویٰ دے تو وہ روایت منسوخ ہوتی ہے۔ ④

⑥ جمہور صحابہ کرام سے سورہ فاتحہ خلف الامام ثابت ہے۔ دیکھئے راقم الحروف کی کتاب

”الکواکب الدریۃ فی وجوب الفاتحہ خلف الإمام فی الصلوۃ الجہریۃ“

⑦ انصاف کا مطلب مکمل خاموشی نہیں ہوتا بلکہ سکوت مع الاستماع ہے۔ سر ا

پڑھنا انصاف کے منافی نہیں، جیسا کہ امام ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں تفصیلاً لکھا ہے۔

① دیکھئے: نور الانوار، ص: ۹۳، ۹۴، احسن الحواشی شرح اصول الشاشی،

ص: ۸۲، حاشیہ: ۷؛ غایۃ التحقیق شرح الحسامی، ص: ۷۳؛ النامی شرح

الحسامی، ص: ۱۵۵، ۱۵۶، ج: ۱؛ معلم الاصول، ص: ۲۵۰ وغیرہ۔

② دیکھئے: تفسیر قرطبی: ۱ / ۱۲۱، تفسیر البحر المحیط: ۴ / ۴۴۸، الکلام

الحسن: ۲ / ۲۱۲۔

③ دیکھئے: حدیث: ۱۲، فائدہ: ۴ و آثار السنن: ۳۵۸، وقال: ”امنادہ حسن“۔

④ دیکھئے: جزء القراءة للبخاری بتحقیقی: ۲۶۳۔

(ج ۳ ص ۳۵، بعد ج ۸ ۱۵) اور نسائی (ج ۱ ص ۲۰۸ ح ۱۴۰۴) کی حدیث: ”پھر خاموش رہے (اور جمعہ کا خطبہ سنے) حتیٰ کہ امام نماز سے فارغ ہو جائے“ بھی اس کی تائید کرتی ہے۔

⑧ سورہ فاتحہ کی اتنی اہمیت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے نماز قرار دیا ہے، حدیث قدسی کے مطابق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”میں نے نماز کو اپنے اور بندے کے درمیان آدھا آدھا تقسیم کر لیا ہے، جب بندہ کہتا ہے: ﴿الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ تو اللہ فرماتا ہے: حَمْدَنِي عَبْدِي میرے بندے نے میری تعریف بیان کی“ اسی طرح ہر آیت کے بعد اس کی مناسبت سے اللہ تعالیٰ جواب دیتا ہے، یعنی سورہ فاتحہ کے ذریعے سے بندہ اپنے رب کے ساتھ مناجات کرتا ہے۔



## فاتحہ خلف الامام

❦ حدیث: 15 ❦ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «هَلْ تَقْرُونَ مَعِيَ؟» قَالُوا: نَعَمْ! قَالَ: «لَا تَفْعَلُوا إِلَّا بِأَمِّ الْقُرْآنِ فَإِنَّهُ لَا صَلَوةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِهَا».

سیدنا عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام سے کہا: ”کیا تم میرے ساتھ (یعنی امام کے پیچھے) قراءت کرتے ہو؟“ تو انہوں (صحابہ) نے کہا: جی ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”سورۃ فاتحہ کے سوا کچھ بھی نہ پڑھو، کیونکہ جو شخص اس (فاتحہ) کو نہیں پڑھتا اس کی نماز ہی نہیں ہوتی۔“

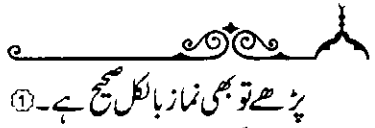
## فوائد:

❶ اس صحیح حدیث سے معلوم ہوا کہ جہری و سہری نمازوں میں مقتدی کا وظیفہ، فاتحہ خلف الامام سر اُپڑھنا ہے۔ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بھی جہری و سہری نمازوں میں قراءت خلف الامام پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ ❶  
اسے حاکم، ذہبی اور دارقطنی نے صحیح کہا ہے۔

❷ دیوبندیوں اور بریلویوں کے نزدیک امام و منفرد دونوں پر سورۃ فاتحہ فرض نہیں بلکہ صرف (پہلی) دو رکعتوں میں واجب ہے، آخری دو رکعتوں میں اگر جان بوجھ کر فاتحہ نہ

15۔ کتاب القراءة للبيهقي، ص: ٦٤، ح: ١٢١، وسنده حسن، طبع بيروت لبنان وقال البيهقي: "هذا إسناد صحيح رواه ثقات"۔ اس حدیث کو امام بیہقی کے علاوہ دارقطنی نے حسن (سنن دارقطنی: ١/ ٣٢٠، ح: ١٢٠٧) ضیاء مقدسی نے صحیح (المختارہ ٨/ ٣٤٦) قرار دیا ہے۔

❶ المستدرک علی الصحیحین، ج: ١، ص: ٢٣٩، ح: ٨٧٣؛ مصنف ابن ابی شیبہ: ١/ ٣٧٣، ح: ٣٧٤٨ وسنده حسن؛ شرح معانی الآثار للطحاوی: ١/ ٢١٨۔



پڑھے تو بھی نماز بالکل صحیح ہے۔ ①

اگر امام یا منفرد کی سورۃ فاتحہ پہلی دو رکعتوں میں بھی سہوارہ جائے تو دیوبندیوں و بریلویوں کے نزدیک سجدہ سہو سے کام چل جائے گا، رکعت دہرانے کی ضرورت نہیں ہے۔

③ سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا اثر: ”لَا قِرَاءَةَ مَعَ الْإِمَامِ فِي شَيْءٍ“ ②

قراءة المقتدی بالجہر پر محمول ہے اور فاتحہ اس کے عموم سے مخصوص ہے، مع الامام کا مطلب جہراً مع الامام ہے۔ یہی جواب سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما وغیرہ کے آثار کا ہے: ”مَنْ صَلَّى وَرَاءَ الْإِمَامِ كَفَّاهُ قِرَاءَةَ الْإِمَامِ رَأْسًا“، یعنی: مقتدی کے لیے امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھنا ضروری ہے اور اس کے علاوہ باقی قراءات میں امام کی قراءات کافی ہے۔

④ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کا اثر مرفوع حدیث کے مخالف ہونے کی وجہ سے قابل قبول نہیں۔

ظفر احمد تھانوی صاحب دیوبندی کہتے ہیں: ”وَلَا حُجَّةَ فِي قَوْلِ الصَّحَابِيِّ فِي مُعَارَضَةِ الْمَرْفُوعِ“ مرفوع حدیث کے مقابلے میں صحابی کا قول حجت نہیں ہوتا۔ ③ خود دیوبندیوں کے نزدیک دو رکعتیں فاتحہ کے بغیر ہو جاتی ہیں، جیسا کہ نمبر ۲ میں گزر چکا ہے جبکہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کے نزدیک ایک رکعت بھی فاتحہ کے بغیر نہیں ہوتی، لہذا اس اثر سے دیوبندیوں و بریلویوں کا استدلال، خود اُن کے مسلک کی رُو سے بھی صحیح نہیں ہے۔

⑤ فاتحہ خلف الامام کی دوسری مرفوع احادیث کے لیے تحقیق الکلام، الکواکب الدریہ وغیرہما کا مطالعہ کریں، نیز حدیث نمبر ۱۴ دیکھیں۔

⑥ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کسی آدمی کی نماز جائز نہیں ہے جب تک وہ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ نہ پڑھ لے، چاہے وہ امام ہو یا مقتدی، امام جہری قراءت کر رہا ہو یا سری، مقتدی پر لازم ہے کہ سری اور جہری (دونوں نمازوں) میں سورۃ فاتحہ پڑھے۔ ربیع بن سلیمان المرادی نے کہا: یہ امام شافعی کا آخری قول ہے جو اُن سے سنا گیا۔ ④

① دیکھئے: قدوری، ص: ۲۲، ۲۳، ہدایہ اولین، ج: ۱، ص: ۱۴۸؛ فتح القدیر لابن ہمام، ج: ۱، ص: ۳۹۵؛ بہشتی زیور، ص: ۱۶۳، حصہ دوم، ص: ۱۹، باب ہفتم مسئلہ ۱۷، بہار شریعت حصہ سوم ص: ۴۱۔ ② مسلم: ۱/۲۱۵، ح: ۵۷۷۔ ③ اعلاء السنن: ۱/۴۳۸، ح: ۴۳۲۔

④ معرفة السنن والآثار للبیہقی: ۲/۵۸، ح: ۹۲۸ وسندہ صحیح۔

## آمین بالجہر

❖ حدیث: 16 ❖ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ، أَنَّهُ صَلَّى خَلْفَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ،

فَجَهَرَ بِآمِينَ. إلخ

سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی، پس آپ ﷺ نے آمین بالجہر کہی۔

اس روایت کے بارے میں حافظ ابن حجر فرماتے ہیں: ”وسندہ صحیح“۔ ①

**فوائد: ①** اس حدیث اور دیگر احادیث مبارکہ سے ثابت ہوتا ہے کہ جہری نماز میں

امام و مقتدی دونوں آمین بالجہر کہیں گے۔ ② آمین بالجہر کی حدیث متواتر ہے۔ ②

③ جس روایت میں (سراً) آمین کا ذکر آیا ہے، امام شعبہ کے وہم کی وجہ سے ضعیف ہے۔

④ اگر امام شعبہ کے وہم والی روایت کو صحیح بھی تسلیم کیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ سری نماز میں خفیہ آمین کہنی چاہیے۔

⑤ سیدنا عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے اونچی آواز کے ساتھ آمین کہنا ثابت ہے۔ ③

کسی صحابی سے باسند صحیح، عبد اللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ کا رد کرنا ثابت نہیں، لہذا آمین بالجہر کی مشروعیت پر صحابہ کا اجماع ہے۔ (دیوبندی، تبلیغی مرکز رائے ونڈ میں اونچی آواز سے

16- سنن ابی داود: ۱/ ۱۴۲، ح: ۹۳۳، مع العون: ۱/ ۳۵۲ و سندہ حسن۔

① التلخیص الحبیہ: ۱/ ۲۳۶۔

② دیکھئے: کتاب الاول من کتاب التمییز للامام مسلم بن الحجاج النیسابوری رحمہ اللہ،

صاحب الصحیح، ص: ۴۰۔

③ صحیح البخاری قبل ح: ۷۸۰۔



لاؤ ڈسپیکر میں دعا اور اونچی آمین کہنے والے لوگ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ آمین دعا ہے اور دعا آہستہ کہنی چاہیے۔ اسے کہتے ہیں ”اوروں کو نصیحت، خودمیاں فضیحت“ (!)

⑥ صحیح مسلم والی حدیث: ”جب امام آمین کہے تو تم آمین کہو“ آمین بالجبر کی دلیل ہے، دیکھئے تبویب صحیح ابن خزیمہ (۲۸۶/۱ ج ۵۶۹) وغیرہ، کسی محدث نے اس سے آمین بالسر کا مسئلہ کشید نہیں کیا، ظاہر ہے کہ محدثین کرام اپنی روایات کو سب سے زیادہ جانتے ہیں۔



## رفع الیدین قبل الركوع وبعده

**حدیث: 17** عَنْ أَبِي قَلَابَةَ، أَنَّهُ رَأَى مَالِكَ بْنَ الْحُوَيْرِثِ إِذَا صَلَّى كَبَّرَ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ، وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ رَفَعَ يَدَيْهِ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ رَفَعَ يَدَيْهِ، وَحَدَّثَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَفْعَلُ هَكَذَا.

”ابو قلابہ (تابعی رضی اللہ عنہ) نے سیدنا مالک بن حویرث صحابی رضی اللہ عنہ کو دیکھا، آپ جب نماز پڑھتے اللہ اکبر کہتے، پھر اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے، اور جب رکوع کا ارادہ کرتے تو اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے اور حدیث بیان کرتے کہ رسول اللہ ﷺ ایسا ہی کرتے تھے۔“

### فوائد:

① اس حدیث اور دوسری احادیث سے ثابت ہے کہ نماز میں رکوع سے پہلے اور بعد رفع یدین کرنا چاہیے۔

② رسول اللہ ﷺ سے رکوع سے پہلے اور بعد والا رفع یدین متواتر ہے۔ ①

③ ترک رفع یدین کی کوئی روایت صحیح نہیں ہے، مثلاً سنن ترمذی (ج ۱ ص ۵۹ ح ۲۵۷)

وحسنہ و صحیح ابن حزم ۱۱۶۱ ح ۴۸-۴۵۲) اور سنن ابی داؤد (۴۸) وغیرہما کی روایت سفیان الثوری کے ”عن“ کی وجہ سے ضعیف ہے، سفیان الثوری مشہور مدلس ہیں۔ ②

**17-** صحیح البخاری: ۱/ ۱۰۲، ح: ۷۳۷؛ صحیح مسلم: ۱/ ۱۶۸، ح: ۳۹۱ واللفظ له۔

① دیکھئے: قطف الازہار المتناثرة للسيوطی، ص: ۹۵؛ نظم المتناثر، ص: ۹۶، ح: ۶۷ وغیرہما۔ ② دیکھئے: عمدة القاری للعینی (۱/ ۲۲۳) ابن الترمذی کی الجوہر النقی (۸/ ۲۶۲) سرفراز خان صفور کی خزائن السنن (۲/ ۷۷) ماثرین اوکاڑوی کا مجموعہ رسائل (ج ۳ ص ۴۳۱) اور آئینہ تسکین الصدور (ص ۹۰، ۹۲) فقہ الفقیہ (ص ۱۳۴) آثار السنن (ص ۱۲۶، تحت ح: ۳۸۴) وفی نسخة أخرى، ص: ۱۹۴) وغیرہ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اور مدلس کی عن والی روایت ضعیف ہوتی ہے، جیسا کہ اصول حدیث میں مقرر ہے۔  
**④ صحیح مسلم (ج ۴۳۰)** میں سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ والی روایت میں رفع یدین عند الركوع وبعده کا ذکر قطعاً موجود نہیں، بلکہ یہ روایت تشہد میں ہاتھ اٹھانے کے بارے میں ہے، جیسا کہ صحیح مسلم کی دوسری حدیث سے ثابت ہے۔ مسند احمد میں: ”وَهُمْ فُعُودٌ“ اور وہ بیٹھے ہوئے تھے، کے الفاظ بھی اس کی تائید کرتے ہیں۔ ①

محدثین نے اس پر سلام کے ابواب باندھے ہیں، اس پر علماء کا اجماع ہے کہ اس روایت کا تعلق رکوع والے رفع یدین سے نہیں ہے۔ ②

خود دیوبندی حضرات نے بھی اس روایت کو رفع یدین کے خلاف پیش کرنے کو نا انصافی قرار دیا ہے۔ ③

**⑤ رفع یدین کندھوں تک کرنا صحیح ہے اور کانوں تک بھی صحیح ہے، دونوں طریقوں میں سے جس پر عمل کیا جائے جائز ہے۔** بعض لوگ سیدنا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کی حدیث (صحیح مسلم ۱۶۸ ج ۳۹۱) سے کانوں تک رفع یدین ثابت کرتے ہیں (مثلاً محمد الیاس تقلیدی کی چالیس حدیثیں ص ۹۷۹) اور اس حدیث کا باقی حصہ دانستہ حذف کر دیتے ہیں، جس سے رکوع سے پہلے اور بعد والا رفع یدین ثابت ہوتا ہے۔

**⑥ صحابہ سے رفع یدین کا کرنا ثابت ہے، نہ کرنا ثابت نہیں ہے،** دیکھئے امام بخاری کی جزء رفع الیدین (ج ۲۹) بعض لوگوں کا سنن بیہقی (۸۱، ۸۰، ۲) سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا غیر ثابت شدہ اثر نقل کرنا صحیح نہیں ہے، سنن بیہقی کے محولہ صفحہ پر ہی اس اثر پر جرح موجود ہے۔

**⑦ ابو بکر بن عیاش رضی اللہ عنہ نے ابن عمر سے ترک رفع یدین والی جو روایت نقل کی ہے وہ کئی لحاظ سے مردود ہے:**

**اول:** ابو بکر بن عیاش جمہور محدثین کے نزدیک ضعیف ہے۔ ④

① دیکھئے: ج: ۵، ص: ۹۳، ح: ۲۱۱۶۶۔

② دیکھئے: جزء رفع یدین للبخاری: ۳۷؛ التلخیص الحبیبر: ۱/ ۲۴۱۔

③ دیکھئے: محمد تقی عثمانی کی درس ترمذی (۴/ ۳۶) محمود حسن کی الورد الشذی علی جامع

الترمذی (ص: ۶۳) اور تقاریر شیخ الہند (ص: ۶۵)۔ ④ دیکھئے: نور العینین، ص: ۱۵۷۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

علامہ یحییٰ حنفی نے کہا: ”وَأَبُو بَكْرٍ سَيِّئُ الْحَفْظِ“

اور ابو بکر (بن عیاش) بُرے حافظے والا ہے۔ ①

دوم: امام احمد نے اس روایت کو باطل قرار دیا ہے۔ ②

سوم: امام یحییٰ بن معین نے فرمایا: ابو بکر (بن عیاش) کی حصین سے روایت اس کا وہم ہے، اس روایت کی کوئی اصل نہیں ہے۔ ③

چہارم: یہ روایت شاذ ہے۔

تنبیہ: ابو بکر بن عیاش کے بارے میں رائج یہی ہے کہ وہ جمہور کے نزدیک ثقہ و صدوق راوی ہیں، لہذا ان کی حدیث حسن ہوتی ہے جیسا کہ راقم الحروف نے اپنی سابقہ تحقیق سے رجوع کرتے ہوئے تفصیل کے ساتھ نور العینین میں لکھا ہے لیکن یہ خاص روایت امام احمد اور امام ابن معین کی جرح کی وجہ سے ضعیف ہے، اس روایت کو کسی محدث نے بھی صحیح قرار نہیں دیا۔ ④

سلیمان الشیبانی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے سالم بن عبد اللہ (بن عمر) کو دیکھا، جب وہ نماز شروع کرتے تو رفع یدین کرتے تھے، پھر جب رکوع کرتے تو رفع یدین کرتے تھے پھر جب (رکوع سے) سر اٹھاتے تو رفع یدین کرتے تھے، میں نے اُن سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا: میں نے اپنے والد محترم (سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کو اسی طرح کرتے ہوئے دیکھا ہے اور انہوں (سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ ⑤

اس صحیح حدیث سے معلوم ہوا کہ رفع یدین پر مسلسل عمل جاری رہا ہے۔ رسول اللہ ﷺ رفع یدین کرتے تھے، پھر آپ کے بعد آپ کے صحابہ رفع یدین کرتے تھے، صحابہ کے بعد تابعین رفع یدین کرتے تھے، لہذا رفع یدین کو منسوخ یا متروک قرار دینا باطل ہے۔

① عمدۃ القاری، ج: ۱، ص: ۲۴۵۔

② مسائل احمد روایت ابن ہانی، ج: ۱، ص: ۵۰۔ ③ جزء رفع الیدین: ۱۶۔

④ تفصیل کے لیے دیکھئے: نور العینین طبع جدید، ص: ۱۶۸ تا ۱۷۲۔

⑤ حدیث السراج، ج: ۲، ص: ۳۴، ۳۵، ح: ۱۱۵، و سندہ صحیح۔

## طاق رکعتوں میں دو سجدوں کے بعد بیٹھ کر اٹھنا

**حدیث: 18** عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ، أَنَّهُ إِذَا رَأَى النَّبِيَّ ﷺ يَصَلِّي، فَإِذَا كَانَ فِي وَتْرٍ مِنْ صَلَاتِهِ لَمْ يَنْهَضْ حَتَّى يَسْتَوِيَ قَاعِدًا.

سیدنا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے، جب آپ نماز کی طاق رکعت (یعنی پہلی اور تیسری رکعت) میں ہوتے تو (دوسرے سجدے کے بعد) یکدم کھڑے نہ ہوتے بلکہ بیٹھ جاتے (پھر کھڑے ہوتے) تھے۔

### فوائد:

① اس حدیث پاک سے طاق رکعتوں میں دو سجدوں کے بعد بیٹھ کر اٹھنے کی مشروعیت ثابت ہوتی ہے۔ سیدنا ابو حمید الساعدی رحمۃ اللہ علیہ کی طویل حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز شروع کرتے وقت، رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد رفع یدین کرتے تھے، پہلی رکعت میں دوسرے سجدے سے جب فارغ ہوتے تو بیٹھ جاتے، دو رکعتیں پڑھ کر جب کھڑے ہوتے تو رفع یدین کرتے، اور آخری رکعت میں ”تورک“ کرتے تھے۔ ①

② بعض لوگ طاق رکعتوں میں دو سجدوں کے بعد بیٹھ کر اٹھنے کو واجب کہتے ہیں، کیونکہ صحیح بخاری کی ایک حدیث میں اس کا حکم آیا ہے۔ ②

حدیث بالا کے راوی سیدنا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کو آپ ﷺ نے حکم دیا تھا کہ «صَلُّوا

**18-** صحیح البخاری: ۱/ ۱۱۳، ح: ۸۲۳۔

① سنن الترمذی، ج: ۱، ص: ۶۷، ح: ۳۰۴، وقال: "هذا حديث حسن صحيح"۔ اس حدیث کو ابن خزيمة (ج: ۱، ص: ۲۹۷، ۲۹۸، ح: ۵۸۷، ۵۸۸) ابن حبان (الموارد: ۴۴۲، ۴۹۱، ۴۹۲) بخاری (فی جزء رفع الیدین، ح: ۵، ۶) ابن تیمیہ اور ابن القیم وغیرہم نے صحیح کہا ہے۔ اس کی سند متصل ہے اور عبد الحمید بن جعفر جمہور محدثین کے نزدیک ثقہ ہیں۔ (دیکھئے: نصب الرایۃ: ۱/ ۳۴۴) لہذا ان پر جرح مردود ہے۔

② دیکھئے: ۲/ ۹۲۴، ح: ۶۲۵۱۔



كَمَا رَأَيْتُمُونِي أَصْلِي» ”نماز اس طرح پڑھو جس طرح مجھے پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو۔“ ①

③ ابوداؤد کی جس حدیث میں ”لَمْ يَتَوَرَّكَ“ آپ نے تورک نہیں کیا، آیا ہے (اس میں چند

الفاظ پہلے ”فَتَوَرَّكَ“ پس آپ نے تورک کیا کے الفاظ ہیں)۔ ②

اگر یہ روایت صحیح ثابت ہوتی ہے تو اس کا صحیح مفہوم یہ ہے کہ آپ نے دوسرے

سجدے کے بعد تورک نہیں کیا، یعنی اپنی ران پر نہیں بیٹھے یہ حدیث طاق رکعتوں میں دو

سجدوں کے بعد بیٹھ کر اٹھنے کے مخالف نہیں، کیونکہ طاق رکعتوں میں دو سجدوں کے بعد بیٹھ

کر اٹھنے میں بغیر تورک بیٹھا جاتا ہے، جو لوگ اس حدیث سے صحیح بخاری کے مخالف

استدلال کرتے ہیں، انہیں چاہیے کہ سجدہ اولیٰ کے بعد تورک کریں۔ شرح معانی الآثار

(۱/۶۲۰) وغیرہ میں اس حدیث: ”لَمْ يَتَوَرَّكَ“ میں رکوع سے پہلے اور بعد والا رفع یدین

بھی موجود ہے آدمی حدیث سے استدلال اور آدمی کا انکار کیا معنی رکھتا ہے؟

تنبیہ: ابوداؤد (۳۳۳، ۹۶۶) والی اس حدیث کی سند ضعیف ہے، اس کا راوی عیسیٰ بن

عبداللہ بن مالک: مجہول الحال ہے، اسے ابن حبان کے علاوہ کسی دوسرے محدث نے ثقہ

و صدوق قرار نہیں دیا۔

④ نصب الراية (۱/۲۸۹) اور الجوہر النقی (۲/۱۲۵) وغیرہ میں طاق رکعتوں میں دو

سجدوں کے بعد بیٹھ کر اٹھنے کے مخالفین نے جو آثار نقل کیے ہیں، ان میں سے کوئی بھی صحیح

صریح نہیں ہے۔ بیہقی کی جس روایت میں: ”رَمَقْتُ ابْنَ مَسْعُودٍ“ ہے وہ سفیان کی

تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے، اسے ”عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ صَحِيحٌ“ کہا صحیح نہیں ہے،

دوسرے یہ کہ حدیث مرفوع کے مقابلے میں اپنی مرضی کے آثار پیش کرنا انتہائی غلط کام ہے۔

⑤ زمین پر دونوں ہاتھ ٹیک کر اٹھنا چاہیے۔ ③

لیکن یاد رہے کہ آٹا گوند ہنے کی طرح ہاتھ ٹیک کر اٹھنا صحیح سند کے ساتھ ثابت

نہیں ہے۔

① صحیح بخاری، ج: ۱، ص: ۶۳۱۔

② ۱/۱۴۵، ج: ۱، ۹۶۶، ۱/۱۱۳، ج: ۷۳۳۔ ③ دیکھئے: صحیح بخاری: ۸۲۴۔

## تشہد میں التحیات پڑھنا فرض ہے

حدیث: 19 ﴿عَنْ عَبْدِ اللَّهِ (بن مسعود رضی اللہ عنہ) فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «قُولُوا: التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ، السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، ثُمَّ لِيَتَخَيَّرَ مِنَ الدُّعَاءِ أَعْجَبَهُ إِلَيْهِ، فَيَدْعُو»

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”کہو: «التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ، السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ» تمام قولی، بدنی اور مالی عبادتیں اللہ ہی کے لیے ہیں۔ اے نبی ﷺ! آپ پر سلام، اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں، ہم پر بھی اور اللہ کے نیک بندوں پر بھی سلام ہو، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔“ پھر جو دعا پسند ہو نماز میں کرو۔“

### فوائد:

① اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تشہد میں التحیات پڑھنا فرض (واجب) ہے، کیونکہ نبی کریم ﷺ نے حکم فرمایا ہے: «قُولُوا» ”تم کہو۔“ واضح رہے کہ سلف صالحین کے فہم کو مد نظر رکھتے ہوئے الْأَمْرُ لِلْجُؤِبِ، امر (اگر قرینہ صاف نہ ہو تو) وجوب کے لیے ہوتا ہے۔

② کتب احادیث میں صحیح اسانید کے ساتھ التحیات کے دوسرے صیغے بھی مروی ہیں، اس

مسئلہ میں کوئی تنگی نہیں، جو اختیار کریں جائز ہے، تاہم تشہد ابن مسعود زیادہ رائج ہے۔

③ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ التحیات و درود کے بعد جو دعا پسند ہو وہ کریں، بشرطیکہ زبان عربی ہو اور دعا میں شریعت کی مخالفت نہ ہو، بعض لوگ صحیح مسلم (۱/۲۱۷ ج ۵۸۸) وغیرہ کی دعا: «اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ.....» کو صیغہ امر کی وجہ سے واجب قرار دیتے ہیں مگر ان کی تحقیق اس حدیث کے مخالف ہونے کی وجہ سے مردود ہے کیونکہ اس حدیث میں اختیار دیا گیا ہے کہ جو دعا چاہیں پڑھ لیں۔

④ «السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ» کا مطلب السلام علی النبی (ﷺ) ہے۔ ①

⑤ اگر کوئی شخص سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ وغیرہ کی اقتدا میں السلام علی النبی بھی پڑھ لے تو جائز ہے، رائج وہی ہے جو اوپر حدیث میں درج ہے۔

⑥ امام عبدالرزاق نے کہا: «أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ أَنَّ الصَّحَابَةَ كَانُوا يَقُولُونَ وَالنَّبِيُّ ﷺ حَيٌّ: السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ، فَلَمَّا مَاتَ قَالُوا: السَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ» عطاء (بن ابی رباح) نے کہا: نبی ﷺ جب زندہ تھے تو صحابہ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ کہتے تھے، جب آپ فوت ہوئے تو صحابہ نے السَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ کہا۔ ②

تنبیہ: یہ روایت مصنف عبدالرزاق مطبوع میں عن عن کے ساتھ چھپی ہوئی ہے اور ظاہر یہ ہوتا ہے کہ حافظ ابن حجر کے پاس مصنف کا کوئی دوسرا نسخہ تھا یا پھر انہوں نے کسی دوسری کتاب سے اس سند کو نقل کیا ہے۔ واللہ اعلم

④ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: «مِنْ سُنَّةِ الصَّلَاةِ أَنْ يُخْفَى التَّشَهُدُ»

تشہد کا خفیہ پڑھنا نماز کی سنت میں سے ہے۔ ③

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تشہد خفیہ دل میں (سرا) پڑھنا سنت ہے۔ والحمد للہ

① دیکھئے: صحیح البخاری: ۲/۹۲۶، ح: ۶۲۶۵، حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ۔

② فتح الباری: ۲/۳۱۴، ح: ۸۳۱، وقال: "وهذا اسناد صحيح".

③ المستدرک للحاکم: ۲/۲۳۰، ح: ۸۳۸ وسندہ صحیح، وله طریق آخر عند

أبي داود: ۹۸۶، الترمذی: ۲۹۱ وقال: "حسن غریب".

## نماز میں درودِ ابراہیمی کی فضیلت

**حدیث: 20** عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، قَالَ: «قُولُوا: اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ، اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ»

سیدنا کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہو: «اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ، اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ»

آلِ محمد پر رحمتیں نازل فرما جس طرح تو نے ابراہیم علیہ السلام پر اور آلِ ابراہیم پر رحمتیں نازل فرمائیں، یقیناً تو بزرگی والا قابلِ تعریف ہے۔ اے اللہ! محمد ﷺ پر اور آلِ محمد پر برکتیں نازل فرما جس طرح تو نے ابراہیم علیہ السلام اور آلِ ابراہیم پر برکتیں نازل فرمائیں۔ بلاشبہ تو بزرگی اور تعریف والا ہے۔“

### فوائد:

- ① اس حدیث سے ثابت ہوا کہ (آخری) تشہد میں درود (ابراہیمی) پڑھنا فرض ہے۔
- ② اس حدیث کے عموم اور حدیثِ نسائی سے استدلال کرتے ہوئے پہلے تشہد میں درود پڑھنا بھی صحیح ہے بلکہ زیادہ بہتر اور پسندیدہ ہے۔①

اور اگر پہلے تشہد میں درود نہ پڑھیں تو بھی جائز ہے، جیسا کہ سیدنا عبد اللہ بن

20- صحیح البخاری: ۱/ ۴۷۷، ح: ۳۳۸۰۔

① المجتبى: ۳/ ۲۴۱، ح: ۱۷۲۱؛ السنن الكبرى للبيهقي: ۲/ ۴۹۹، ۵۰۰۔

مسعود بن تنو کی موقوف روایت سے ثابت ہے۔ ①

③ درج بالا درود ابراہیمی کے بارے میں محمد الیاس فیصل دیوبندی تقلیدی نے نماز پیغمبر ص ۱۹۸ اور ”چالیس حدیثیں“ (ص ۲۵، ۲۲، ۲۱) میں غلطی سے صحیح مسلم (ج ۲، ص ۲۰۵) کا حوالہ دے دیا ہے، حالانکہ یہ روایت ان الفاظ کے ساتھ صحیح مسلم میں قطعاً موجود نہیں، صحیح بخاری کی حدیث کو جان بوجھ کر صحیح مسلم کی طرف منسوب کر دینا محمد الیاس صاحب کی خطا ہے اور اگر اس طرح کسی سے نادانستہ خطا ہو جائے تو اسے کذب بیانی نہیں کہنا چاہیے۔

① دیکھئے: مسند احمد: ۱/ ۴۲۲، ح: ۴۰۰۶، وسندہ صحیح۔

## درود کے بعد اشارہ کرنا

❦ حدیث: 21 ❦ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا قَعَدَ يَدْعُو، وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى فِخْذِهِ الْيُمْنَى، وَيَدَهُ الْيُسْرَى عَلَى فِخْذِهِ الْيُسْرَى، وَأَشَارَ بِإِصْبَعِهِ السَّبَّابَةِ، وَوَضَعَ إِبْهَامَهُ عَلَى إِصْبَعِهِ الْوُسْطَى، وَيَلْقِمُ كَفَّهُ الْيُسْرَى رُكْبَتَهُ.

سیدنا عبد اللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب (نماز میں) بیٹھتے (اور) دعا کرتے (تو) اپنا دایاں ہاتھ اپنی دائیں ران پر اور بائیں ہاتھ بائیں ران پر رکھتے اور شہادت کی انگلی سے اشارہ کرتے، اور اپنا انگوٹھا درمیانی انگلی (کی جڑ) پر رکھتے، اور بائیں ہتھیلی کو پھیلا کر اپنا گھٹنا پکڑ لیتے تھے۔

### فوائد:

❶ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تشہد میں عند الدعاء شہادت کی انگلی سے اشارہ کرنا مسنون ہے۔ بعض لوگ اَشْهَدُ اَنْ لَا پُر انگلی اٹھاتے اور اِلَّا اللّٰہ پر رکھ دیتے ہیں، یہ بات کسی حدیث سے ثابت نہیں، بلکہ احادیث کا ظاہر مفہوم یہی ہے کہ شروع سے آخر تک انگلی اٹھائی جائے۔ عاشق الہی میرٹھی دیوبندی لکھتے ہیں: ”تشہد میں جو رفع سببہ کیا جاتا ہے اس میں تردد تھا کہ اس اشارہ کا بقاء کس وقت تک کسی حدیث میں منقول ہے یا نہیں حضرت قدس سرہ کے حضور میں پیش کیا گیا فوراً ارشاد فرمایا کہ ”ترمذی کی کتاب الدعوات میں حدیث ہے کہ آپ نے تشہد کے بعد فلاں دعا پڑھی اور اس میں سببہ سے اشارہ فرما رہے تھے“ اور ظاہر ہے کہ دعا قریب سلام کے پڑھی جاتی ہے پس ثابت ہو گیا کہ اخیر تک اس کا باقی رکھنا حدیث میں منقول ہے۔“ ❶

21- صحیح مسلم: ۱/ ۲۱۶، ح: ۵۷۹۔ ❶ تذکرۃ الرشید ۱/ ۱۱۳، حضرت سے رشید احمد گنگوہی مراد ہیں۔ سنن ترمذی: ۳۵۵۷، کی روایت مذکورہ کو امام ترمذی نے حسن کہا ہے، لیکن میری تحقیق میں یہ روایت ضعیف ہے۔ دیکھیے: انوار الصحیفہ، د: ۱۴۹۹۔

## ہدایۃ المسلمین نذکے اہم مسائل

② بعض لوگوں نے چند فقہی روایات کی وجہ سے اس اشارہ سے منع کیا ہے، مثلاً: خلاصہ کیدانی کا مصنف لکھتا ہے: "الباب الخامس فی المحرمات والإشارة بالسبابة كأهل الحديث" پانچواں باب محرمات (حرام چیزوں) میں اور شہادت کی انگلی کے ساتھ اشارہ کرنا جس طرح اہل حدیث کرتے ہیں۔ (ص: ۱۶، ۱۵)

یہ قول درج بالا حدیث و دیگر دلائل کے مقابلے میں ہونے کی وجہ سے اصلاً مردود ہے۔

③ اس سنت صحیحہ کے خلاف بعض لوگوں نے اپنے مکاتیب وغیرہ میں انتہائی قابلِ مذمت "گوہر افشانی" کر رکھی ہے۔

④ ایک صحابی سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا، آپ اپنی دائیں ذراع اپنی بائیں ران پر رکھے ہوئے، اپنی شہادت کی انگلی کو تھوڑا جھکا کر اٹھائے ہوئے تھے۔ ①

⑤ سیدنا وائل بن حجر رحمہ اللہ سے ایک روایت میں آیا ہے کہ "ثُمَّ رَفَعَ إصْبَعَهُ فَرَأَيْتُهُ يُحَرِّكُهَا يَدْعُو بِهَا" پھر آپ (ﷺ) نے اپنی شہادت کی انگلی کو اٹھایا، پھر میں نے دیکھا کہ آپ اسے حرکت دے رہے تھے، اس کے ساتھ دعا کر رہے تھے۔ ②

اس صحیح حدیث کے مقابلے میں جس روایت میں "وَلَا يُحَرِّكُهَا" اور حرکت نہیں دیتے تھے، کے الفاظ آئے ہیں، اس کی سند محمد بن عجلان کی تدلیس (یعنی عن سے روایت کرنے) کی وجہ سے ضعیف ہے۔ ③

⑥ رسول اللہ ﷺ اپنی شہادت کی انگلی کو قبلہ رخ کرتے اور اس کی طرف دیکھتے رہتے تھے۔ ④

① سنن أبي داود: ۹۹۱ وسنده حسن؛ صححه ابن خزيمة: ۷۱۶؛ ابن حبان ، الاحسان: ۱۹۴۳۔ ② سنن النسائي: ۱۲۶۹، وسنده صحيح محفوظ۔

③ حال ہی میں الخلافیات للبيهقي آٹھ جلدوں میں قاہرہ سے طبع ہوئی ہے جو میری لاہوری میں موجود ہے، الحمد للہ۔ اس کتاب (۲/۴۰۰، ج: ۱۷۷۹ وسنده حسن) میں محمد بن عجلان نے سماع کی صراحت کر رکھی ہے۔ تاہم بعض اہل علم اسے شاذ قرار دیتے ہیں، واللہ اعلم۔ [ندیم ظہیر]

④ النسائي: ۱۱۶۱، وسنده صحيح، وصححه ابن خزيمة: ۷۱۹، وابن حبان ، الاحسان: ۱۹۴۳

## دعائیں چہرے پر ہاتھ پھیرنا

حدیث: 22 ﴿امام بخاری رحمہ اللہ نے فرمایا:

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي، عَنْ أَبِي نُعَيْمٍ - وَهُوَ وَهْبٌ - قَالَ: رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ وَابْنَ الزُّبَيْرِ رضی اللہ عنہما يَدْعُوَانِ، يُدِيرَانِ بِالرَّاحَتَيْنِ عَلَى الْوَجْهِ.

ابو نعیم وہب بن کیسان رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے عمر اور عبد اللہ بن عمر اور عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو دیکھا، آپ دونوں دعا کرتے تھے (پھر) اپنی دونوں ہتھیلیاں اپنے منہ پر پھیرتے تھے۔ اس روایت کی سند حسن ہے اور اس پر بعض لوگوں کی جرح مردود ہے۔

**فوائد:**

روایت مذکورہ میں محمد بن فلح اور فلح بن سلیمان دونوں جمہور محدثین کے نزدیک موثق ہونے کی وجہ سے حسن الحدیث ہیں اور باقی سند صحیح ہے۔

① دعائیں دونوں ہاتھ اٹھانا متواتر احادیث سے ثابت ہے۔ ①

درج بالا حدیث سے دعا کے بعد منہ پر ہاتھ پھیرنا ثابت ہوتا ہے۔

② فرض نماز کے بعد اجتماعی دعا کا کوئی ثبوت نہیں ہے، اگر دعا کے عام دلائل کو مد نظر رکھتے ہوئے بغیر التزام و لزوم کے کبھی کبھار اجتماعی دعا کر لی جائے تو کوئی حرج نہیں۔

③ فرض نماز کے بعد انفرادی دعا کا ثبوت کئی احادیث میں ہے۔

سیدنا عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی ایک روایت سے نماز کے بعد انفرادی طور پر ہاتھ اٹھانا

معلوم ہوتا ہے۔ ②

22- الادب المفرد للبخاری، ص: ۲۱۴، ح: ۶۰۹، باب: ۲۷۶۔

① نظم المتناثر من الحديث المتواتر للكتاني، ص: ۱۹۰۔

② مجمع الزوائد، ج: ۱۰، ص: ۱۶۹۔



## ہدیۃ المسلمین نذائے اہم مسائل

حافظ بیٹشی نے اس کے راویوں کو ثقہ کہا ہے۔

مجمع الزوائد والی روایت طبرانی (المعجم الکبیر/قطعة من الجزء ج ۲۱ ص ۷۳ ح ۹۰) کی سند حافظ ابن کثیر کی جامع المسانید (۵۲۹/۸) میں موجود ہے لیکن اس کا ایک راوی فضیل بن سلیمان جہور محدثین کے نزدیک ضعیف ہے۔ ①

محترم مولانا ارشاد الحق اثری رحمۃ اللہ علیہ نے فضیل کے بارے میں تقریب العذیب سے ”صُدُوْقٌ وَلَهُ خَطَا كَثِيْرٌ“ کے الفاظ نقل کیے ہیں۔ ②

اور جس کی خطا کثیر (زیادہ) ہو وہ ضعیف راوی ہوتا ہے۔

یاد رہے کہ فضیل بن سلیمان کی صحیحین میں روایات متابعات و شواہد کی وجہ سے صحیح ہیں۔

تنبیہ: یہ ضعیف روایت بھی فرض نمازوں کے بعد اجتماعی دعا کی صریح دلیل نہیں ہے۔

④ درخواست پر دعا کرنا صحیح احادیث سے ثابت ہے۔

⑤ امام اسحاق (بن راہویہ) ان احادیث پر (جن میں چہرے پر ہاتھ پھیرنے کا ذکر ہے) عمل مستحسن سمجھتے تھے۔ ③

امام عبدالرزاق نے فرمایا: ”وَرَأَيْتُ مَعْمَرًا يَفْعَلُهُ“ اور میں نے (امام) معمر (بن

راشد) کو ایسا کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ [یعنی وہ دعا میں سینے تک ہاتھ اٹھاتے، بعد ازاں

اپنے چہرے پر پھیرتے تھے۔] ④

① دیکھئے السلسلة الضعيفة للشيخ الالباني رحمۃ اللہ علیہ: ۵۶/۶، ح: ۲۵۴۴۔

② العلل المتناهية لابن الجوزي کا حاشیہ: ۲/۳۶۶، ح: ۱۴۱۹، حاشیہ نمبر: ۳۔

③ مختصر قیام اللیل للمروزی، ص: ۳۰۴۔

④ مصنف عبدالرزاق: ۳/۱۲۳، ح: ۵۰۰۳، وهو صحيح۔

## نفل نمازیں

**حدیث: 23** عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، أَنَّهَا قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، يَقُولُ: «مَا مِنْ عَبْدٍ مُسْلِمٍ يُصَلِّي لِلَّهِ كُلَّ يَوْمٍ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً تَطَوُّعًا، غَيْرَ فَرِيضَةٍ، بَنَى اللَّهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ»

نبی کریم ﷺ کی زوجہ محترمہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”جو مسلمان بندہ ہر روز نماز کی فرض رکعتوں کے علاوہ بارہ رکعات نفل (روزانہ) پڑھتا ہے تو اس کے لیے اللہ تعالیٰ جنت میں ایک گھر (محل) بنا دیتا ہے۔“

### فوائد:

① اس حدیث پاک اور دیگر احادیث مبارکہ میں فرض نمازوں کے علاوہ بارہ رکعات نفل کی بڑی فضیلت آئی ہے: چار ظہر سے پہلے اور دو بعد میں، دو مغرب کے بعد اور دو عشاء کے بعد اور دو صبح کی فرض نماز سے پہلے۔

② بعض روایات میں ظہر کے بعد چار (سنن الترمذی: ۴۲۷۷ وھو حدیث صحیح) اور عصر سے پہلے چار رکعات (ابوداؤد: ۱۲۷۱، وسندہ حسن) کی بھی فضیلت آئی ہے۔ یہ رکعتیں دو سلام سے پڑھنی چاہئیں۔ ①

③ صحیح بخاری (۱/۱۲۸ ح ۹۳۷) وغیرہ میں ظہر سے پہلے دو رکعتیں بھی ثابت ہیں۔

④ قیام اللیل للمروزی (ص ۷۴) میں بلاسند ابو عمر عبد اللہ بن خنیزہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ لوگ (نامعلوم اشخاص) مغرب کے بعد چار رکعات پڑھنے کو مستحب سمجھتے تھے۔

یہ روایت بلاسند ہونے کی وجہ سے ناقابلِ حجت ہے۔

**23** - صحیح مسلم: ۱ / ۲۵۱، ح: ۷۲۸۔

① دیکھئے: صحیح ابن حبان، الاحسان: ۴ / ۷۷، ح: ۲۴۴۴۔

## ہدایۃ المسلمین نماز کے اہم مسائل

⑤ مختصر قیام اللیل (ص ۵۸) میں بغیر کسی سند کے سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ لوگ (نامعلوم اشخاص) عشاء سے پہلے چار رکعات پڑھنے کو مستحب سمجھتے تھے۔

یہ روایت بھی بلا سند ہونے کی وجہ سے ناقابلِ حجت ہے۔

⑥ یہ تمام رکعتیں دودو کر کے پڑھنی چاہئیں، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”رات اور دن کی (نفل) نماز دودو رکعت ہے۔“ ①

ایک سلام کے ساتھ (نفل) چار اکٹھی رکعتیں، رسول اللہ ﷺ کی سنت سے ثابت نہیں ہیں۔ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: رات اور دن کی نماز، یعنی نفل نماز دودو رکعتیں ہے۔ ②

بعض آثار کو مدِ نظر رکھتے ہوئے ایک سلام سے نوافل و سنن کی چار رکعتیں، اکٹھی پڑھنی جائز ہیں، مگر افضل یہی ہے کہ دودو کر کے پڑھی جائیں۔

⑦ مغرب کی اذان کے بعد فرض نماز سے پہلے دو رکعتیں پڑھنے کا جواز ثابت ہے۔ قول رسول ﷺ بھی ہے۔ ③

اور فعل رسول ﷺ بھی۔ ④

⑧ مغرب کی نماز کے بعد چھ رکعتیں (ادائین) پڑھنے والی روایت عمر بن ابی خنیم (سخت ضعیف راوی) کی وجہ سے شدید ضعیف ہے۔ ⑤

① صحیح ابن خزيمة: ۲ / ۲۱۴، ح: ۱۲۱۰؛ صحیح ابن حبان، موارد الظمان، ح: ۶۳۶، وسندہ حسن۔

② السنن الکبریٰ للبیہقی: ۲ / ۴۸۷، وسندہ صحیح۔

③ صحیح البخاری: ۱ / ۱۵۷، ح: ۱۱۸۳۔

④ مختصر قیام اللیل للمروزی، ص: ۶۴، وقال: هذا اسناد صحیح علی شرط مسلم؛ صحیح ابن حبان، الاحسان: ۱۵۸۶، وسندہ صحیح۔

⑤ دیکھئے سنن الترمذی، ج: ۱، ص: ۹۸، ح: ۴۳۵۔

رسول اللہ ﷺ نے ایک دفعہ مغرب کی نماز پڑھی، پھر آپ عشاء تک (نفل) نماز

پڑھتے رہے۔ ①

⑨ جمعہ کے خطبہ سے پہلے نبی کریم ﷺ سے چار رکعتیں ثابت نہیں ہیں اور نہ کوئی خاص عدد، جتنی مقدار ہو پڑھیں۔ حالت خطبہ میں دو رکعتیں پڑھ کر بیٹھ جائیں، جمعہ کے بعد چار بھی صحیح ہیں۔ ② اور دو بھی ③ لیکن چار بہتر ہیں۔

① دیکھئے: سنن الترمذی: ۳۷۸۱ وقال: "حسن غریب" وسندہ حسن وصححه

ابن خزيمة: ۱۱۹۴؛ ابن حبان، الموارد: ۲۲۲۹ والذهبی فی تلخیص

المستدرک: ۳/ ۳۸۱۔

② صحیح مسلم: ۱/ ۲۸۸، ح: ۸۸۱۔

③ صحیح بخاری: ۱/ ۱۲۸، ح: ۹۳۷۔

## صبح کی دو سنتیں

﴿ حدیث: 24 ﴾ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: «إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَلَا صَلَاةَ إِلَّا الْمَكْتُوبَةُ»

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جب نماز کی اقامت ہو جائے تو فرض نماز کے علاوہ کوئی دوسری نماز نہیں ہوتی۔“

## فوائد:

① اس حدیث سے ثابت ہوا کہ فرض نماز (مثلاً نماز صبح وغیرہ) کی اقامت کے بعد سنتیں یا نفل پڑھنا غلط اور باطل ہے، قرآن پاک کی آیت: ﴿وَاذْكُرُوا مَعَ الزَّكِيْنَ﴾ اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔“ (البقرة: ۴۳) سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔

② صحیح بخاری و صحیح مسلم وغیرہما کی متعدد احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ صبح کی فرض نماز کے ہوتے ہوئے دو رکعتیں نہیں پڑھنی چاہئیں۔ صحیح ابن خزیمہ کی ایک روایت میں ہے: ”فَنَهَى أَنْ يُصَلِّيَ فِي الْمَسْجِدِ إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ“ یعنی آپ ﷺ نے اقامت ہو جانے کے بعد مسجد میں دوسری نماز پڑھنے سے منع فرمادیا۔ ①

③ ایک صحیح حدیث میں آیا ہے کہ (سیدنا) قیس بن قہد رضی اللہ عنہ نے صبح کے فرضوں کے بعد دو رکعتیں (سنتیں) پڑھیں تو رسول اللہ ﷺ نے معلوم ہو جانے پر انہیں کچھ نہ کہا، بلکہ سکوت فرمایا۔ ②

24- صحیح مسلم: ۱/ ۲۴۷، ح: ۷۱۰۔

① ۱۷۰/ ۲، ح: ۱۱۲۶، وسندہ حسن۔ ② دیکھئے: صحیح ابن خزیمہ: ۲/ ۱۶۴،

ح: ۱۱۱۶؛ صحیح ابن حبان: ۴/ ۸۲ ”الاحسان“، ح: ۲۴۶۲؛ المستدرک: ۱/

۲۷۴، ۲۷۵، ح: ۱۰۱۷۰، وهو حديث صحيح۔



اسے ابن خزیمہ، ابن حبان، حاکم اور ذہبی چاروں نے صحیح کہا ہے۔ اس روایت کی سند پر حافظ ابن عبد البر کی جرح، جمہور کے مقابلے میں ہونے کی وجہ سے مردود ہے۔

④ امام ابو حنیفہ کا (یعنی آپ سے مروی) قول ہے کہ ”جس کی صبح کی دو سنتیں رہ جائیں وہ یہ سنتیں نہ سورج کے طلوع ہونے سے پہلے پڑھے اور نہ طلوع ہونے کے بعد۔“ ①

امام صاحب کا یہ قول (اگر ان سے ثابت ہو تو) درج بالا حدیث صحیح کے خلاف ہے اور سنن ترمذی (۹۶۱/۱ ج ۴۲۳) وغیرہ کی اس ضعیف حدیث کے بھی خلاف ہے جس میں طلوع شمس کے بعد یہ سنتیں ادا کرنے کا ذکر ہے (یہ روایت قتادہ مدلس کے عنعنہ کی وجہ سے ضعیف ہے۔)

⑤ بعض تقلید پرستوں نے قرآن مجید اور احادیث صحیحہ کے خلاف بعض صحابہ کے آثار پیش کئے ہیں جن میں سے اکثر ثابت نہیں ہیں۔ مثلاً مجمع الزوائد (۷/۲) میں بحوالہ طبرانی (المعجم الکبیر: ۹/۳۱۹، ۹۳۸، ۹۳۸۵) جو اثر ہے کہ (سیدنا) ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے امام کی فرض نماز کے وقت دو سنتیں پڑھیں۔ یہ سند ابواسحاق مدلس کے عنعنہ کی وجہ سے ضعیف ہے۔ اگر طحاوی (کی شرح معانی الآثار) وغیرہ کے بعض آثار کو صحیح بھی مان لیا جائے تو قرآن اور صریح مرفوع احادیث کے مقابلے میں چند آثار کو پیش کرنا غلط اور باطل ہے۔ یاد رہے کہ متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جماعت کے دوران میں سنتیں پڑھنے کے قائل نہیں تھے۔

⑥ ظفر احمد عثمانی دیوبندی لکھتے ہیں: ”وَلَا حُجَّةَ فِي قَوْلِ الصَّحَابِيِّ فِي مُعَارَضَةِ الْمَرْفُوعِ“ (دیوبندیوں کے نزدیک) مرفوع حدیث کے مقابلے میں صحابی کے قول میں کوئی حجت نہیں ہے۔ ②

① [دیکھئے: الہدایۃ (۱/ ۱۵۶ باب إدراك الفریضة)]

② اعلاء السنن: ۱/ ۴۳۸، تحت ح: ۴۳۲، نیز دیکھئے: حدیث سابق: ۱۰۔

سرفراز خان صفدر دیوبندی لکھتے ہیں: ”یہ بالکل صحیح بات ہے کہ حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنے کے قائل تھے اور ان کی یہی تحقیق اور یہی مسلک و مذہب تھا مگر فہم صحابی اور موقوف صحابی حجت نہیں ہے خصوصاً قرآن کریم، صحیح احادیث اور جمہور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے آثار کے مقابلہ میں....“<sup>①</sup>

تنبیہ: فاتحہ خلف الامام کا مسئلہ نہ قرآن کریم کے خلاف ہے اور نہ صحیح احادیث و جمہور صحابہ کرام کے آثار کے خلاف ہے۔ نیز دیکھئے ج ۱۵

## نماز میں مسنون قراءت

❖ حدیث: 25 ❖ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقْرَأُ فِي الْفَجْرِ، يَوْمَ الْجُمُعَةِ: ﴿الْحَمْدُ لِلَّهِ﴾، ﴿هَلْ أَتَى عَلَى الْإِنْسَانِ﴾

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ صبح کی (فرض) نماز میں جمعہ کے دن ﴿الْحَمْدُ لِلَّهِ﴾ (سورۃ السجدۃ) اور ﴿هَلْ أَتَى عَلَى الْإِنْسَانِ﴾ (سورۃ الدھر) تلاوت فرماتے تھے۔

### فوائد:

- ❶ اس حدیث پاک سے نمازوں میں قراءت کے تعین کا مسئلہ ثابت ہوتا ہے۔
- ❷ تمام مساجد کے اماموں کو چاہیے کہ جمعہ کے دن صبح کی نماز میں سورۃ سجدہ اور سورۃ دھر کی تلاوت کریں۔
- ❸ جمعہ کی فرض نماز میں، پہلی رکعت میں سورۃ الاعلیٰ اور دوسری میں سورۃ غاشیہ پڑھنا مسنون ہے۔ ❶

نماز جمعہ کی پہلی رکعت میں سورۃ جمعہ اور دوسری رکعت میں سورۃ المنافقون پڑھنا بھی نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے۔ ❷

لہذا جس سنت پر بھی عمل کر لیں، ان شاء اللہ اجر و ثواب ملے گا۔

- ❹ اگر جمعہ کے دن عید آجائے تو جمعہ اور عید دونوں میں سورۃ الاعلیٰ اور سورۃ الغاشیہ پڑھنا مسنون ہے۔ ❸

25- صحیح البخاری: ۱/ ۱۲۲، ح: ۸۹۱؛ صحیح مسلم: ۱/ ۲۸۸، ح: ۸۸۰۔

❶ دیکھئے: صحیح مسلم، ج: ۱، ص: ۲۸۷، ۲۸۸، ح: ۸۷۸۔ ❷ دیکھئے: صحیح

مسلم: ۸۷۷، ترقیم دارالسلام: ۲۰۲۶۔ ❸ صحیح مسلم: ۱/ ۲۸۸، ح: ۸۷۸۔



## ہدایۃ المسلمین نماز کے اہم نکتے

- عید کی نماز میں سورۃ القمراورق والقرآن المجید پڑھنا بھی مسنون ہے۔ ①
- ⑤ پہلی رکعت میں چھوٹی اور دوسری رکعت میں لمبی سورت پڑھنا بھی جائز ہے، مثلاً: پہلی میں سورۃ الاعلیٰ اور دوسری میں سورۃ الغاشیہ۔
- ⑥ سورتوں میں تقدیم و تاخیر بھی جائز ہے، مثلاً: پہلے سورۃ النساء پڑھے اور بعد میں سورۃ آل عمران پڑھے۔ ②
- تاہم ترتیب بہتر ہے، جیسا کہ عام احادیث سے ثابت ہے۔
- ⑦ نماز میں ایک آیت بار بار پڑھنا بھی جائز ہے۔ ③
- ⑧ ان معینہ سورتوں کو صرف وہی حضرات پڑھتے ہیں جن کے ہاں سنت رسول اللہ ﷺ کی اہمیت ہے اور جنہیں اللہ تعالیٰ سنت پر عمل کی توفیق دیتا ہے، یاد رہے کہ سنت رسول بین الاقوامی حیثیت رکھتی ہے، اس چیز کا مشاہدہ کرنا چاہیں تو آپ نماز جمعہ میں قبیین سنت کی کسی بھی مسجد میں چلے جائیں، وہاں آپ دیکھیں گے کہ یہی مسنون سورتیں پڑھی جا رہی ہیں، جبکہ سنت سے ہٹ کر دوسرے اعمال علاقائی ہوتے ہیں، آپ دیگر مساجد میں جا کر دیکھ لیں کہ کسی مسجد میں کچھ سورتیں پڑھی جا رہی ہیں تو کسی دوسری مسجد میں کوئی اور سورتیں پڑھی جا رہی ہیں، اللہ تعالیٰ اپنے حبیب سیدنا محمد ﷺ کی سنت کا اتباع کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آریں)
- یہ بالکل صحیح ہے کہ نماز میں قرآن مجید میں سے جو بھی میسر ہو پڑھنا جائز ہے، لیکن جو قراءت سنت سے ثابت ہے، اسے پڑھنا سب سے بہتر اور بڑے ثواب کا کام ہے۔
- ⑨ جن نمازوں میں مخصوص قراءت ثابت ہے، اسے پڑھنا سنت، بہتر اور افضل ہے۔
- باقی نمازوں میں: ﴿فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ ط﴾ (المزمل: ۲۰) کی رو سے (سورۃ فاتحہ کے بعد) جو بھی قراءت کریں، جائز ہے۔

① صحیح مسلم: ۱/ ۲۹۱، ح: ۸۹۱۔

② دیکھئے: صحیح مسلم: ۱/ ۲۶۴، ح: ۷۷۲۔ ③ سنن النسائی: ۱/ ۱۵۶، ۱۵۷،

ح: ۱۰۱۱؛ صحیحہ الحاکم والذہبی: ۱/ ۲۴۱، ح: ۸۷۹ والבו صیری۔ مزید تحقیق کے لیے دیکھئے: مختصر قیام اللیل للمروزی، ص ۱۳۰۔

## تعداد اور رکعات وتر

❦ **حدیث: 26** ❦ عَنْ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: «الْوُتْرُ رَكْعَةٌ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ»

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”وتر ایک رکعت ہے رات کے آخری حصے میں۔“

### فوائد:

- ❶ اس حدیث سے ایک رکعت وتر کا جواز صراحت سے ثابت ہے۔
- ❷ نبی کریم ﷺ سے ایک رکعت کا ثبوت قولاً اور فعلاً دونوں طرح احادیث سے ثابت ہے۔ ❶

❸ حدیث میں آیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: «الْوُتْرُ حَقٌّ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ، فَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يُوتِرَ بِخَمْسٍ فَلْيَفْعَلْ، وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يُوتِرَ بِثَلَاثٍ فَلْيَفْعَلْ، وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يُوتِرَ بِوَاحِدَةٍ فَلْيَفْعَلْ» ”وتر ہر مسلمان پر حق ہے، پس جس کی مرضی ہو پانچ وتر پڑھے اور جس کی مرضی ہو تین وتر پڑھے اور جس کی مرضی ہو ایک وتر پڑھے۔“ ❷

اس حدیث کو حافظ ابن حبان نے اپنی صحیح میں درج کیا ہے۔ ❸

حاکم اور ذہبی دونوں نے بخاری و مسلم کی شرط صحیح کہا ہے۔ ❹

**26- صحیح مسلم: ۱/ ۲۵۷، ح: ۷۵۲۔**

❶ مثلاً دیکھئے: صحیح البخاری: ۱/ ۱۳۶، ح: ۹۹۶؛ صحیح مسلم: ۱/ ۲۵۵، ۲۵۷، ح: ۷۴۵-۷۵۱ وغیرہما۔

❷ سنن ابی داود: ۱/ ۲۰۸، ح: ۱۴۲۲؛ سنن النسائی: ۱/ ۲۴۹، ح: ۱۷۱۲، وسندہ صحیح۔ ❸ الاحسان: ۴/ ۶۳، ح: ۲۴۰۳۔

❹ المستدرک: ۱/ ۳۰۲۔

## ہدۃ المسائین نماز کے اہم مسائل

سیدنا ابویوب الانصاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وتر حق ہے، لہذا جو شخص پانچ وتر پڑھنا چاہے تو پانچ پڑھے، جو شخص تین وتر پڑھنا چاہے تو تین پڑھے اور جو شخص ایک وتر پڑھنا چاہے تو ایک وتر پڑھے۔ ①

④ تین رکعت وتر پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ دو رکعتیں پڑھ کر سلام پھیر دیں، پھر ایک وتر پڑھیں۔ ②

ایسی ایک روایت المسند رک سے نقل کرنے کے بعد انور شاہ کا شمیری دیوبندی کہتے ہیں: ”یہ روایت قوی ہے۔“

اس اعتراف کے بعد بیابگ دہل لکھواتے ہیں کہ ”میں چودہ سال تک اس حدیث (کے جواب) میں سوچتا رہا۔ اور پھر مجھے اس کا شافی و کافی جواب مل گیا۔“ ③

یہ جواب اصلاً مردود ہے اور باطنیوں کی تاویلات سے بھی زیادہ بعید ہے۔  
مومن کی تو یہ شان ہے کہ جب اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کریم ﷺ کا فرمان آجائے تو سر تسلیم خم کر دے۔ اس کا عمل اگر خلاف سنت تھا تو اب دلیل مل جانے پر اپنے عمل کو حدیث رسول کے مطابق کر لے۔ یہ کیسی ہٹ دھرمی ہے کہ حدیث رسول کو اپنے پہلے سے طے شدہ فرقے اور آباء و اجداد کے عمل کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کرتا پھرے؟

”خود بدلتے نہیں حدیث کو بدل دیتے ہیں“

اللہ تعالیٰ ایسی سوچ و فکر سے اپنی پناہ میں رکھے۔

① سنن النسائی: ۳/ ۲۳۸، ۲۳۹، ح: ۱۷۱۳، وسندہ صحیح۔

② دیکھیے: صحیح مسلم: ۱/ ۲۵۴، ح: ۷۳۸؛ صحیح ابن حبان، الاحسان، ۴/ ۷۰، ح: ۲۴۲۶؛ مسند احمد: ۲/ ۷۶، ح: ۵۴۶۱؛ المعجم الاوسط للطبرانی: ۱/ ۴۲۲، ح: ۷۵۷، نیز دیکھیے آنے والی حدیث: ۲۷۔

③ فیض الباری: ۲/ ۳۷۵؛ العرف الشدی: ۱/ ۱۰۷؛ معارف السنن: ۴/ ۲۶۴،

واللفظ له، درس الترمذی: ۴/ ۲۲۴۔



⑤ تین وتر، نماز مغرب کی طرح ادا کرنے ممنوع ہیں۔ ①

تین رکعت وتر ایک سلام سے پڑھنے، نبی کریم ﷺ سے باسند صحیح ثابت نہیں ہیں۔

⑥ خلیل احمد انیسٹھوی دیوبندی انوارِ ساطعہ کے بدعتی مولوی کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”وتر کی ایک رکعت احادیث صحاح میں موجود ہے اور عبداللہ بن عمرؓ اور ابن عباسؓ وغیرہما صحابہؓ اس کے مقرر اور مالکؒ، شافعیؒ و احمدؒ کا وہ مذہب پھر اس پر طعن کرنا مؤلف کا ان سب پر طعن ہے کہ وہ اب ایمان کا کیا ٹھکانا۔“ ②

معلوم ہوا کہ دیوبندیوں کے نزدیک ایک وتر پڑھنا بھی جائز ہے۔

① دیکھئے: صحیح ابن حبان، الاحسان: ۴ / ۱۷، ح: ۲۴۲۰ و سندہ صحیح، المستدرک: ۱ / ۳۰۴، ح: ۱۱۳۸-۱۱۳۷، وصححه المحاکم والذہبی علی شرط البخاری و مسلم وقال النیموی فی آثار السنن: [ ۶۲۵ ] ”و استاده صحیح“ ثم خالف الحديث وأوله بتأويل فاسد۔ ② براہین قاطعہ، ص: ۷۔

## وتر کا طریقہ

حدیث: 27 ﴿عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَفْصِلُ بَيْنَ الشَّفْعِ وَالْوَتْرِ بِتَسْلِيمٍ يُسْمِعُنَاهُ.﴾

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ (وتر کی) جفت (دو) اور وتر (ایک) رکعت کو سلام کے ساتھ جدا (علیحدہ) کرتے تھے اور یہ سلام ہمیں سناتے تھے، یعنی اونچی آواز سے سلام کہتے تھے۔

## فوائد:

① اس حدیث سے ثابت ہوا کہ تین رکعات وتر پڑھنے کا یہ طریقہ ہے کہ دو رکعتیں پڑھ کر سلام پھیر دیں، پھر ایک علیحدہ رکعت پڑھیں۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بھی اسی طرح وتر پڑھتے تھے۔ ①

② جن روایات میں آیا ہے: ”ثُمَّ يُصَلِّي ثَلَاثًا“ پھر آپ تین وتر پڑھتے تھے۔ ② ان کا مطلب یہ ہے کہ دو علیحدہ اور ایک علیحدہ پڑھتے تھے، دلیل کے لیے دیکھئے صحیح مسلم (۲۵۴/۱ ج ۴) کی حدیث: ”يُسَلِّمُ بَيْنَ كُلِّ رَكَعَتَيْنِ وَيُؤْتِرُ بِوَاحِدَةٍ“ یعنی آپ گیارہ رکعات اس طرح پڑھتے کہ ہر دو رکعت پر سلام پھیر دیتے اور آخر میں ایک وتر پڑھتے تھے۔

تنبیہ: بعض لوگ بغیر کسی دلیل کے یہ دعویٰ کرتے رہتے ہیں کہ قیام لیل چار چار رکعتیں پڑھنے والی حدیث اور تین رکعتیں پڑھنے والی حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ نفل نماز چار

27- صحیح ابن حبان، الاحسان: ۴/ ۷۰، ح: ۲۴۲۶۔

① دیکھئے: صحیح البخاری: ۶۰۱۔

② صحیح مسلم: ۱/ ۲۵۴، ح: ۷۳۸۔



ایک سلام سے، اور تین ایک سلام سے پڑھنی چاہیے۔

یہ بے دلیل دعویٰ صحیح مسلم کی حدیث کے خلاف ہونے کی وجہ سے قابلِ سماعت نہیں ہے۔

③ جن مرفوع روایات میں ایک سلام سے تین رکعتوں کا ذکر آیا ہے، وہ سب بلحاظ سند ضعیف ہیں، بعض میں قنادہ مدلس ہیں (لیکن یاد رہے کہ یہ عمل آثارِ صحابہ سے ثابت ہے۔) لہذا اگر کوئی شخص ان ضعیف روایات (اور آثارِ صحابہ) پر عمل کرنا چاہے تو دوسری رکعت میں تشہد کے لیے نہیں بیٹھے گا، بلکہ صرف آخری رکعت میں ہی تشہد کے لیے بیٹھے گا، جیسا کہ السنن الکبریٰ للبیہقی میں قنادہ کی روایت میں ہے۔

زاد المعاد (۳۳۰/۱) اور مسند احمد (۱۵۵/۶، ۱۵۶) والی روایت ”لَا يَفْصِلُ فِيْهِنَّ“ یزید بن یحضر کے ضعف اور حسن بھری رحمہ اللہ کے عنعنہ (دو علتوں) کی وجہ سے ضعیف ہے۔  
تنبیہ: بعض صحابہ کرام سے تین وتر ایک سلام کے ساتھ پڑھنا ثابت ہے، جیسا کہ سیدنا مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے (سیدنا) ابوبکر رضی اللہ عنہ کو (ان کی وفات کے بعد) رات کو دفن کیا تو (سیدنا) عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے وتر نہیں پڑھا، پھر وہ کھڑے ہو گئے اور ہم نے آپ کے پیچھے صف بنالی، پھر آپ نے ہمیں تین رکعات پڑھائیں (اور) صرف آخر میں سلام پھیرا۔ ①

اس روایت سے دو باتیں ثابت ہوئیں:

(۱) ایک سلام سے تین وتر پڑھنا جائز ہے۔

(۲) رمضان کے علاوہ دوسرے مہینوں میں بھی (کبھی کبھار) وتر کی جماعت جائز ہے،

کیونکہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ جمادی الاول میں فوت ہوئے تھے۔ ②

④ دو تشہد اور تین وتر والی مرفوع روایت بلحاظ سند موضوع و باطل ہے۔ ③

① شرح معانی الآثار للطحاوی: ۱/ ۲۹۳، و مسند حسن، و صحیحہ النیموی فی آثار السنن: ۶۱۸۔

② دیکھئے: تقریب التہذیب: ۳۴۶۷۔

③ دیکھئے: الاستیعاب: ۴/ ۴۷۱ ترجمہ ام عبد بنت اسود اور میزان الاعتدال۔

## ھدۃ المسامین نلا کے اہم مسائل

اس کے بنیادی راوی حفص بن سلیمان القاری اور ابان بن ابی عیاش ہیں، دونوں متروک و متہم ہیں، نیچے کی سند غائب ہے اور ایک مدلس کا معنے بھی ہے، اتنے شدید ضعف کے باوجود ”حدیث اور اہل حدیث“ کے مصنف نے اس موضوع روایت سے استدلال کیا ہے۔<sup>①</sup>

⑤ عطاء بن ابی رباح رضی اللہ عنہ تین وتر پڑھتے تھے تو ان میں بیٹھتے نہیں تھے اور صرف آخری رکعت میں تشهد پڑھتے تھے۔<sup>②</sup>

www.KitaboSunnat.com

① دیکھئے: کتاب مذکور، ص: ۵۶۳ طبع مئی ۱۹۹۳ء۔

② المستدرک للحاکم: ۱/ ۳۰۵، وسندہ حسن و اخطأ النیموی فضعه۔



## دعائے قنوت

حدیث: 28 ﴿عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ: عَلَّمَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ كَلِمَاتٍ أَقُولُهُنَّ فِي الْوُتْرِ..... «اللَّهُمَّ اهْدِنِي فِيمَنْ هَدَيْتَ وَعَافِنِي فِيمَنْ عَافَيْتَ وَتَوَلَّنِي فِيمَنْ تَوَلَّيْتَ وَبَارِكْ لِي فِيمَا أَعْطَيْتَ وَقِنِي شَرَّمَا قَضَيْتَ، إِنَّكَ تَقْضِي وَلَا يُقْضَى عَلَيْكَ وَإِنَّهُ لَا يَذِلُّ مَنْ وَالَيْتَ [وَلَا يَعْزُّ مَنْ عَادَيْتَ] تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ».

سیدنا حسن بن علی (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے مجھے چند کلمات سکھائے ہیں، جنہیں میں وتر (نماز) میں پڑھتا ہوں: «اللَّهُمَّ اهْدِنِي فِيمَنْ هَدَيْتَ وَعَافِنِي فِيمَنْ عَافَيْتَ وَتَوَلَّنِي فِيمَنْ تَوَلَّيْتَ وَبَارِكْ لِي فِيمَا أَعْطَيْتَ وَقِنِي شَرَّمَا قَضَيْتَ، إِنَّكَ تَقْضِي وَلَا يُقْضَى عَلَيْكَ وَإِنَّهُ لَا يَذِلُّ مَنْ وَالَيْتَ [وَلَا يَعْزُّ مَنْ عَادَيْتَ] تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ»۔ ”اے اللہ! مجھے ہدایت دے کر ان لوگوں میں شامل فرما جنہیں تو نے ہدایت عطا کی ہے اور مجھے عافیت دے کر ان لوگوں میں شامل فرما جنہیں تو نے عافیت بخشی ہے اور مجھے اپنا دوست بنا کر ان لوگوں میں شامل فرما جنہیں تو نے اپنا دوست بنایا ہے اور جو کچھ تو نے عطا کیا ہے اس میں میرے لیے برکت ڈال دے اور مجھے اس شر سے محفوظ رکھ جس کا تو نے فیصلہ فرمایا ہے، کیونکہ تیرا ہی فیصلہ صادر ہوتا ہے، تجھ پر کسی کا حکم نہیں چلتا، وہ کبھی ذلیل نہیں ہو سکتا جس کا تو والی بن جائے اور وہ کبھی عزت نہیں پاسکتا جس کا دشمن بن جائے۔ اے ہمارے رب! تو برکت والا اور بلند وبالا ہے۔“

28- سنن أبي داود: ١/ ٢٠٨، ٢٠٩، ح: ١٤٢٥؛ احمد: ١/ ١٩٩، ح: ١٧١٨، وسنده صحيح۔ اے ترمذی: ١/ ١٠٦، ح: ٤٦٤، نے حسن، ابن خزيمة: ٢/ ٢٥١-١٥٢، ح: ١٠٩٥، ١٠٩٦ اور نووی نے صحیح قرار دیا ہے۔



## فوائد:

- ① یہ مرفوع روایت قنوت وتر کے سلسلے میں سب سے صحیح ہے۔
- ② سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے موقوفاً ”اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ.....“ مروی ہے۔ یہ بھی صحیح ہے لیکن درج بالا کلمات فعلِ نبوی ﷺ ہونے کی صراحت کی وجہ سے رائج ہیں۔
- ③ سنن نسائی (۱/۲۳۸ ح ۱۷۰۰) اور سنن الدارقطنی (۲/۳۱۲ ح ۱۶۳۳)، وسندہ حسن، فطر بن خلیفہ صدوق حسن الحدیث وثقہ الجمهور (میں ہے کہ ”وَيَقْنُتُ قَبْلَ الرُّكُوعِ“ اور آپ ﷺ رکوع سے پہلے قنوت پڑھتے تھے (اور یہی رائج ہے۔)

- ④ سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ وتر میں رکوع سے پہلے دعائے قنوت پڑھتے تھے۔ ①
- ④ مصیبت وغیرہ کے وقت قنوت نازلہ بھی ثابت ہے۔ قنوت نازلہ میں رکوع کے بعد قنوت پڑھنا مسنون ہے اور اس میں دونوں ہاتھ دعا کی طرح اٹھانے مسنون ہیں۔ ②
- ⑤ قنوت نازلہ پر قیاس کرتے ہوئے قنوت وتر میں بھی ہاتھ اٹھانا جائز ہے اور نہ اٹھانا بھی جائز ہے۔ امام اہلسنت احمد بن حنبل اور امام اسحاق بن راہویہ دونوں قنوت وتر میں ہاتھ اٹھانے کے قائل تھے۔ ③

بہتر یہی ہے کہ حدیثِ انس رضی اللہ عنہ اور دیگر دلائل کی رو سے قنوت وتر میں ہاتھ نہ اٹھائے

جائیں۔ ④ واللہ اعلم

① الاوسط لابن المنذر: ۵/ ۲۰۸، ت: ۲۷۱۴، وسندہ حسن، ہمام بن یحییٰ سمع من عطاء بن السائب قبل اختلاطه، انظر شرح مشکل الآثار للطحاوی طبعة جدیدة ۱/ ۱۴۹، ح: ۱۶۱، والموسوعة الحديثية: ۳۰/ ۲۱۶۔

② دیکھئے: مسند احمد: ۳/ ۱۳۷، ح: ۱۲۴۲۹۔ ③ دیکھئے مسائل ابی داود، ص: ۶۶ اور مسائل احمد واسحاق (روایت اسحاق بن منصور الکوسج: ۱/ ۲۱۱، ت: ۴۶۵، ۲/ ۵۹، ت: ۳۴۶۸۔ ④ نیز دیکھئے: ماہنامہ الحديث: ۱۴، ص: ۱۵۔ امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے اسماعیل بن علقمہ سے دریافت کیا: آپ نے اپنے ساتھیوں میں سے کسی کو قنوت وتر میں ہاتھ اٹھاتے ہوئے دیکھا ہے؟ انہوں نے فرمایا: نہیں، میں نے عرض کیا: نہ یونس (ابن عبید) کو اور نہ ایوب (السیحانی) کو؟ انہوں نے فرمایا: نہیں (یہ بھی نہیں اٹھاتے تھے)۔ (العلل و معرفة الرجال: ۲/ ۳۸۲ ت ۴۷۸۲۔ [ندیم ظہیر]

⑥ جن آثار میں ہاتھ اٹھانے کا ذکر ہے اس سے مراد دعا والارفع یدین ہے۔ شروع نماز، رکوع سے پہلے اور بعد والارفع یدین نہیں، لہذا بعض مقلدین کا غلط بحث کرنا صحیح نہیں ہے۔

⑦ وتر یا قنوت نازلہ میں صراحت کے ساتھ چہرے پر ہاتھ پھیرنا ثابت نہیں ہے، مگر مطلق دعائیں جائز ہے۔ ①

لہذا قنوت میں چہرے پر ہاتھ نہیں پھیرنے چاہئیں۔

⑧ حکم بن حتیہ، حماد بن ابی سلیمان اور ابواسحاق السبعی (تابعین) سے ثابت ہے کہ وہ نماز میں جب دعائے قنوت پڑھنے کا ارادہ کرتے تو (قراءت سے) فارغ ہونے کے بعد تکبیر کہتے، پھر دعائے قنوت پڑھتے۔ ②

ابراہیم نخعی فرماتے ہیں: وتر کی آخری رکعت میں جب آپ قراءت سے فارغ ہو جائیں تو تکبیر کہہ کر اونچی آواز سے دعائے قنوت پڑھیں، پھر جب رکوع کرنا چاہیں تو تکبیر کہیں۔ ③

تنبیہ (۱): بعد میں تحقیق سے یہ ثابت ہو گیا کہ امام عبدالرزاق بن ہمام بھی مدلس ہیں۔ ④  
تنبیہ (۲): رکوع سے پہلے ہر تکبیر میں رفع یدین کرنا ثابت ہے۔ ⑤

⑨ قنوت وتر میں جمع کے صیغے کے ساتھ ”اَللّٰهُمَّ اهْدِنَا فِيمَنْ هَدَيْتَ وَعَافِنَا فِيمَنْ

① دیکھئے: حدیث نمبر: ۲۲۔ ② مصنف ابن ابی شیبہ: ۳۰۷/۲، ح: ۶۹۵۱ وسندہ

صحیح۔ ③ مصنف عبدالرزاق: ۳/۳۴، ح: ۴۷۰۲ وسندہ صحیح۔

④ دیکھئے: الفتح المبین، ص: ۴۵ اور یہ روایت عن سے ہے، لہذا یہ سند صحیح نہیں بلکہ ضعیف ہے۔

⑤ دیکھئے: حدیث: ۱۷، جس روایت میں واضح آتا ہے کہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ قنوت

وتر سے پہلے رفع یدین کرتے تھے وہ لیث بن ابی سلیم کے ضعف کی وجہ سے ضعیف ہے۔ (جزء

رفع الیدین للبخاری: ۹۹؛ مصنف ابن ابی شیبہ: ۲۰۷/۲؛ السنن الکبریٰ

للبیہقی: ۳/۴۱) لہذا بعض الناس کا اس روایت کی بنا پر قنوت وتر سے پہلے رفع الیدین کرنا

درست نہیں۔ [ندیم ظہیر]

## ہدایۃ المسلمین نماز کے اہم مسائل

عَاقِبَتٌ ...“ إلخ بھی ثابت ہے۔ ①

لہذا اگر امام وتر پڑھائے اور قنوت جبراً پڑھے تو اسے جمع کا صیغہ استعمال کرنا چاہیے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ نبی کریم ﷺ قنوت (یعنی قنوت نازلہ) پڑھتے تھے اور لوگ آپ کے پیچھے آمین کہتے تھے۔ ②

اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے قنوت وتر میں اونچی دعا اور مقتدیوں کا آمین کہنا جائز ہے۔ امام احمد بن حنبل اور امام اسحاق بن راہویہ اس کے قائل تھے کہ امام (اونچی) دعا کرے اور مقتدی آمین کہیں۔ ③

⑩ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما (بعض اوقات) وتر میں قنوت نہیں پڑھتے تھے۔ ④

لہذا معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص دعائے قنوت نہ پڑھے یا پڑھنا بھول جائے تو اس پر کوئی سجدہ سہو نہیں، اور اس کی نماز بالکل صحیح ہے۔

① دیکھئے: صحیح ابن حبان، الاحسان: ۷۲۰ وسندہ حسن۔

② دیکھئے: سنن أبي داود: ۱۴۴۳، وسندہ حسن؛ صححه ابن خزيمة: ۶۱۸؛ الحاکم: ۱/ ۲۲۵ علی شرط البخاری ووافقه الذہبی۔

③ دیکھئے: مختصر قیام اللیل للمروزی، ص: ۳۰۳؛ الاوسط لابن المنذر: ۵/ ۲۱۶؛ مسائل ابی داود، ص: ۶۷ اور مسائل الامام احمد و اسحاق (روایۃ اسحاق بن منصور الکوسج ۲/ ۵۹۱ فقرہ: ۳۴۶۸۔

④ مصنف ابن أبي شيبة: ۲/ ۳۰۶، ح: ۶۹۴۴ وسندہ صحیح۔

## قیام رمضان، یعنی تراویح

**حدیث: 29** عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي فِيمَا بَيْنَ أَنْ يَفْرُغَ مِنْ صَلَاةِ الْعِشَاءِ، وَهِيَ الَّتِي يَدْعُو النَّاسُ الْعَتَمَةَ، إِلَى الْفَجْرِ، إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً، يُسَلِّمُ بَيْنَ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ، وَيُؤْتِرُ بِوَاحِدَةٍ. (سیدہ) عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ عشاء کی نماز سے جسے لوگ عتمہ کہتے ہیں، فارغ ہونے کے بعد نماز فجر تک گیارہ رکعتیں پڑھتے تھے (اور) ہر دو رکعتوں کے بعد سلام پھیرتے اور (پھر) ایک رکعت وتر پڑھتے تھے۔

### فوائد:

① اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رات کی نماز کل گیارہ (۲+۲+۲+۲+۱) رکعات ہیں۔ صحیح بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ رمضان ہو یا غیر رمضان، رسول اللہ ﷺ گیارہ رکعات سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے (۱/۲۶۹ ح ۲۰۱۳، عمدۃ القاری ۱۲۸/۱ کتاب الصوم کتاب التراویح باب فضل من قام رمضان) اس کے مقابلے میں بیس والی جو روایت پیش کی جاتی ہے، محدثین نے بالاتفاق اسے رد کر دیا ہے۔

جناب انور شاہ کشمیری دیوبندی کہتے ہیں کہ ”اس کے ضعیف ہونے پر اتفاق ہے۔“ ①

② رسول اللہ ﷺ نے رمضان میں جو نماز پڑھی تھی، وہ آٹھ رکعتیں اور (تین) وتر تھے۔ ②

اس کے راوی جمہور کے نزدیک ثقہ ہیں۔ دیکھئے تعداد رکعات قیام رمضان کا تحقیق

29- صحیح مسلم: ۱/۲۵۴، ح: ۷۳۶۔

① العرف الشذی: ۱/۱۶۶۔

② صحیح ابن خزيمة: ۲/۱۳۸، ح: ۱۰۷۰؛ صحیح ابن حبان: ۴/۶۲، ۶۴، ح:

۲۴۰۱ وسندہ حسن۔

## ہدایۃ المسلمین نماز کے اہم مسائل

جائزہ (ص ۱۶، ۱۹، ۲۰۶) اس مفہوم کی مؤید ایک روایت مسند ابی یعلیٰ میں بھی ہے جسے حافظ بیٹھی جنت نے حسن کہا ہے۔ ①

③ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابی بن کعب اور سیدنا تمیم الداری رضی اللہ عنہما کو حکم دیا کہ لوگوں کو (رمضان میں رات کے وقت) گیارہ رکعات پڑھائیں۔ ②

اس حکم کے بموجب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم گیارہ رکعات پڑھتے تھے۔ ③

④ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے بیس رکعات تراویح قولاً وفعلاً یا تقریراً قطعاً ثابت نہیں ہیں، یزید بن رومان والی روایت منقطع ہے، دوسرے یہ کہ یہ نہ قول ہے نہ فعل نہ تقریر بلکہ نامعلوم لوگوں کا عمل ہے۔

⑤ امام مالک رحمہ اللہ بھی صرف گیارہ رکعات کے قائل تھے۔ ④

اور یہی تحقیق ابوبکر بن العربی وغیرہ کی ہے۔ ⑤

ابو العباس احمد بن عمر بن ابراہیم قرطبی (متوفی: ۶۵۶ھ) فرماتے ہیں: "وَقَالَ كَثِيرٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً أَخْذًا بِحَدِيثِ عَائِشَةَ الْمُتَقَدِّمِ" بہت سے علماء نے کہا ہے کہ قیام رمضان (تراویح) کا عدد گیارہ رکعات ہے، اس سلسلے میں انہوں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے حجت پکڑی ہے جو کہ گزر چکی ہے۔ ⑥

⑥ انور شاہ کشمیری صاحب کے نزدیک تراویح اور تہجد ایک ہی نماز ہے۔ ⑦

طحطاوی حنفی کہتے ہیں: "لَأَنَّ النَّبِيَّ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ لَمْ يُصَلِّهَا عَشْرِينَ بَلْ ثَمَانِيًا" کیونکہ نبی ﷺ نے بیس (رکعات) نہیں پڑھیں بلکہ آٹھ پڑھی ہیں۔ ⑧

① مجمع الزوائد: ۲ / ۷۴۔ ② موطأ امام مالک: ۱ / ۱۱۴، ح: ۲۴۹ وسندہ

صحیح، وصححه الضیاء المقدسی فی المختارة والنیوی وقواه الطحاوی۔

③ سنن سعید بن منصور وصححه السيوطی: الطحاوی فی الفتاوی: ۱ / ۳۵۰۔

④ کتاب الصلاة والتهجد لعبد الحق الاشبیلی، ص: ۲۸۷۔

⑤ دیکھئے: عارضة الاحوذی: ۴ / ۱۹۔ ⑥ المفهم لما اشکل من تلخیص کتاب

مسلم: ۲ / ۳۹۰، باب الترغیب فی قیام رمضان۔

⑦ فیض الباری: ۲ / ۴۲۰ العرف الشذی: ۱ / ۱۶۶۔ ⑧ حاشیة الطحطاوی علی

الدر المختار: ۱ / ۲۹۵، تعداد رکعات قیام رمضان کا جائزہ، ص: ۱۰۸۔

## تکبیرات عیدین

**حدیث: 30** عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ، قَالَ: قَالَ نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ: «التَّكْبِيرُ فِي الْفِطْرِ سَبْعٌ فِي الْأُولَى، وَخَمْسٌ فِي الْآخِرَةِ، وَالْقِرَاءَةُ بَعْدَهُمَا كِلَيْهِمَا».

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”عید الفطر (اور عید الاضحیٰ) میں پہلی (رکعت) میں سات تکبیریں ہیں اور دوسری میں پانچ تکبیریں اور قراءت دونوں رکعتوں میں تکبیروں کے بعد ہے۔“

اسے امام احمد بن حنبل، علی بن المدینی، البخاری اور النووی وغیرہم نے صحیح کہا ہے۔ ①

### فوائد:

① اس حدیث سے ثابت ہوا کہ عید کی نماز میں بارہ تکبیریں مسنون ہیں، سات پہلی رکعت میں اور پانچ دوسری رکعت میں۔

② نافع رحمہ اللہ نے کہا: میں نے عید الاضحیٰ اور عید الفطر (کی نماز) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ پڑھی، آپ نے پہلی رکعت میں سات تکبیریں کہیں اور دوسری میں پانچ۔ ②

اور یہی مسئلہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی ثابت ہے۔ ③

③ ابوداؤد کی ایک غیر قوی روایت میں چار تکبیروں کا ذکر بھی آیا ہے۔ ④

**30**۔ سنن أبي داود: ۱/ ۱۷۰، ح: ۱۱۵۱، وسنده حسن وهو صحيح بالشواهد۔

① التلخيص الحبير: ۲/ ۸۴، ح: ۶۹۱ ونيل المقصود في التعليق على سنن أبي داود، ح: ۱۱۵۱، لمؤلف هذا الكتاب۔

② موطأ امام مالك: ۱/ ۱۸۰، ح: ۴۳۵ بتحقيقه واسناده صحيح۔

③ دیکھئے: احکام العیدین للقریابی، ص: ۱۷۶، ح: ۱۲۸، واسناده صحيح۔

④ ۱/ ۱۷۰، ح: ۱۱۵۳۔

لیکن اس کی سند ابو عاصم راوی کی وجہ سے ضعیف ہے، ابو عاصم کے بارے میں خلیل احمد انیسٹھوی دیوبندی نے کہا: ابن حزم اور ابن القطان نے کہا: مجہول ہے اور ذہبی نے میزان میں کہا: ”غَيْرُ مَعْرُوفٍ“ ①

اس حدیث کے راوی امام کچول رحمہ اللہ بھی بارہ تکبیرات کے قائل تھے۔ ②

④ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: آپ ﷺ رکوع سے پہلے ہر تکبیر میں رفع یدین کرتے تھے۔ ③

اس روایت سے امام بیہقی اور امام ابن المند رحمہ اللہ نے استدلال کیا ہے کہ تکبیرات عیدین میں رفع یدین کرنا چاہیے۔ ④

یہ استدلال بالکل صحیح ہے اور اس کے خلاف کچھ بھی ثابت نہیں ہے۔

امام اوزاعی، امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل اور امام یحییٰ بن معین وغیرہم سے تکبیرات عیدین میں رفع یدین کرنا ثابت ہے۔ ⑤

اور نہ کرنا کسی مستند امام سے ثابت نہیں۔

⑤ سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نماز میں ہر اشارہ پر ہر انگلی کے بدلے میں ایک نیکی ملتی ہے۔ ⑥

اس کی سند حسن ہے۔ ⑦

لہذا ثابت ہوا کہ بارہ تکبیروں سے ایک سو بیس نیکیاں ملتی ہیں۔

فائدہ: حسن سند کے ساتھ ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ سجدہ تلاوت کے لیے تکبیر کہتے

① بذل المجہود: ۶/ ۱۹۰۔

② ابن ابی شیبہ: ۲/ ۱۷۵، ح: ۵۷۱۴ والفریابی، ح: ۱۲۲، باسناد صحیح۔

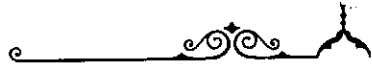
③ مسند احمد: ۲/ ۱۳۴، ح: ۶۱۷۵؛ صحیح ابن الجارود، ح: ۱۷۸۔

④ التلخیص الحیر: ۲/ ۸۶، ح: ۶۹۲۔

⑤ دیکھئے: ماہنامہ الحدیث حضور: ۱۷ ص ۱۶، ۱۵۔

⑥ المعجم الکبیر للطبرانی: ۱۷/ ۲۹۷، ح: ۸۱۹۔

⑦ مجمع الزوائد: ۲/ ۱۰۳۔



تھے، پھر سجدہ کرتے تھے۔ ①

لہذا ثابت ہوا کہ سجدہ تلاوت کی تکبیر کہتے وقت بھی رفع یدین کرنا چاہیے۔

امام اسحاق بن منصور فرماتے ہیں: ”ورأيت أحمد رحمه الله تعالى إذا

سجد في تلاوة في الصلوة رفع يديه“ اور میں نے (امام) احمد (بن حنبل) ؒ کو دیکھا ہے کہ جب آپ نماز میں سجدہ تلاوت کرتے تو (تکبیر کہتے وقت) رفع یدین کرتے

تھے۔ ②

① سنن أبي داود، ج: ۱، ص: ۲۰۷، ح: ۴۱۳۔

② کتاب المسائل عن احمد و اسحاق، المجلد الاول، ص: ۴۸۱۔



## مسافت سفر جس میں (نماز) قصر کرنا مسنون ہے

❦ حدیث: 31 ❦ عَنْ يَحْيَى بْنِ يَزِيدَ الْهِنَائِيِّ، قَالَ: سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، عَنْ قَصْرِ الصَّلَاةِ، فَقَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا خَرَجَ مَسِيرَةً ثَلَاثَةَ أَمْيَالٍ، أَوْ ثَلَاثَةَ فَرَاسِخَ - شُعْبَةُ الشَّاكُ - صَلَّى رَكَعَتَيْنِ.

یحییٰ بن یزید الہنائی سے روایت ہے کہ میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے نماز قصر کے بارے میں پوچھا، تو آپ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ جب تین میل یا تین فرسخ (نومیل) سفر کے لیے نکلتے [شعبہ کو] تین میل یا تین فرسخ کے بارے میں (شک ہے) تو آپ دو رکعتیں پڑھتے۔

### فوائد:

- ❶ اس حدیث پاک سے ثابت ہوتا ہے کہ نومیل پر قصر کرنا مسنون ہے۔
- ❷ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما تو تین میل پر بھی قصر کے جواز کے قائل تھے۔ ❶
- ❸ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بھی اسی کے قائل تھے۔ ❷
- ❹ حافظ ابن حزم رحمہ اللہ کے نزدیک سیدنا انس رضی اللہ عنہ۔ راوی حدیث بھی نومیل کے قائل تھے۔ ❸

احتیاط بھی اسی میں ہے کہ شک سے نکلتے ہوئے، کم از کم نومیل (یعنی تقریباً ۲۰ کلومیٹر) پر قصر کیا جائے، اس طرح تمام احادیث پر آسانی عمل ہو جاتا ہے۔

- ❺ صحیح بخاری کی جس روایت میں آیا ہے کہ عبد اللہ بن مسعود، عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

31- صحیح مسلم: ۱/ ۲۴۲، ح: ۶۹۱۔

❶ مصنف ابن ابی شیبہ: ۲/ ۴۴۳، ح: ۸۱۲۰ و مسندہ صحیح۔

❷ مصنف ابن ابی شیبہ: ۲/ ۴۴۵، ح: ۸۱۳۷ و مسندہ حسن، فقہ عمر اردو، ص:

۳۹۴۔ ❸ المحلی ۵/ ۸، مسئلہ: ۵۱۳۔

چار برد (۲۸ میل) پر قصر کرتے تھے، اس حدیث کے مخالف نہیں، کیونکہ نو میل پر قصر کرنے والا خود بخود اڑتا لیس (۲۸) میل پر قصر کرے گا۔ اس اثر میں یہ بات بالکل نہیں ہے کہ وہ اڑتا لیس میل (۲۸) سے کم پر قصر نہیں کرتے تھے۔

فائدہ: رسول اللہ ﷺ جب سفر کے لیے روانہ ہوتے تو اپنے اونٹ (سواری) پر بیٹھ جاتے تو یہ دعا پڑھتے تھے: «اللَّهُ أَكْبَرُ، اللَّهُ أَكْبَرُ، اللَّهُ أَكْبَرُ» «سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هَذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ وَإِنَّا إِلَىٰ رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ» اللَّهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ فِي سَفَرِنَا هَذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوَىٰ وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضَىٰ، اللَّهُمَّ هَوِّنْ عَلَيْنَا سَفَرَنَا هَذَا وَاطْوِ عَنَّا بُعْدَهُ، اللَّهُمَّ أَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ، وَالْخَلِيفَةُ فِي الْأَهْلِ، اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ وَعَثَاءِ السَّفَرِ وَكَآبَةِ الْمَنْظَرِ وَسُوءِ الْمُنْقَلَبِ فِي الْمَالِ وَالْأَهْلِ...» "اللہ اکبر، اللہ اکبر، اللہ اکبر (اللہ سب سے بڑا ہے) پاک ہے وہ ذات جس نے اس (سواری) کو ہمارے لیے مسخر (تابع) کیا اور ہم اسے تابع و فرمان بردار بنانے والے نہیں تھے اور بے شک ہم اپنے رب کی طرف ضرور لوٹنے والے ہیں، اے اللہ! ہم تجھ سے اپنے اس سفر میں نیکی اور تقویٰ مانگتے ہیں اور ایسے اعمال کرنے کی دعا مانگتے ہیں جن پر تو راضی ہوتا ہے۔ اے اللہ! ہمارے لیے ہمارا یہ سفر آسان کر دے اور اس کی دوری (لمبی مسافت) کو لپیٹ (کر کم کر) دے۔"

اے اللہ! تو ہی سفر کا ساتھی اور (ہمارے) اہل (و عیال) کا خلیفہ (نائبان) ہے۔ اے اللہ! میں تجھ سے سفر کی مصیبتوں اور (اپنے) مال و اہل (گھر والوں) میں تکلیف دہ مناظر اور بُری واپسی سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔"

جب آپ (ﷺ) سفر سے واپس آتے تو یہی کلمات پڑھتے اور مزید یہ فرماتے:

«آئِبُونَ، تَائِبُونَ، عَابِدُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ»

"واپس لوٹ رہے ہیں، توبہ کرنے والے ہیں، عبادت کرنے والے اور اپنے رب کی

حمد (تعریف) کرنے والے ہیں۔" ①

## مدت قصر

❦ حدیث: 32 ❦ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: أَقَامَ النَّبِيُّ تِسْعَةَ عَشَرَ، يَقْصُرُ  
فَتَحْنُ إِذَا سَافَرْنَا تِسْعَةَ عَشَرَ قَصْرًا وَإِنْ زِدْنَا أَتَمَمْنَا.

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: نبی کریم ﷺ نے انیس (۱۹) دن قیام کیا، آپ قصر کرتے تھے۔ پس اگر ہم انیس (۱۹) دن سفر میں ہوتے تو قصر کرتے، اور اگر اس سے زیادہ (قیام میں) رہتے تو پوری پڑھتے۔“

## فوائد:

❶ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ انیس (۱۹) دن ٹھہرنے کی نیت والا مسافر نماز قصر کرے گا۔ اور اگر اس سے زیادہ ٹھہرنے کا ارادہ ہو تو پوری پڑھے گا۔

❷ سنن ترمذی (۱۲۲۱ ج ۵۳۸) میں بلا سند آیا ہے کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جس مسافر نے پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت کر لی وہ پوری نماز پڑھے گا، یہ اثر صحیح سند کے ساتھ مصنف عبدالرزاق (۵۳۳۲ ج ۴۳۳) و مصنف ابن ابی شیبہ (۴۵۵۲ ج ۸۲۱) و سندہ صحیح میں موجود ہے۔

مشہور تابعی امام سعید بن المسیب رحمہ اللہ نے فرمایا: اگر کوئی آدمی پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت کرے تو نماز پوری پڑھے گا۔ ❶

❸ کتاب الآثار محمد بن الحسن الشیبانی میں: ”أَخْبَرَنَا أَبُو حَنِيفَةَ عَنْ حَمَّادٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ“ کی سند سے ایک روایت موجود ہے۔ (ص ۲۰۱ ج ۱۸۸) لیکن یہ سند سخت ساقط الاعتبار بلکہ موضوع ہے۔

32- صحیح البخاری: ۱/ ۱۴۷، ج: ۱۰۸۰۔

❶ مصنف ابن ابی شیبہ: ۲/ ۴۵۴، ج: ۸۲۱۲ و سندہ صحیح۔

۱: محمد بن الحسن محدثین کے نزدیک سخت مجروح ہے، بلکہ امام ابن معین نے کہا:  
”جَهَنَّمِي كَذَّابٌ“ ①

۲: حماد بن ابی سلیمان غلط ہیں۔ ②

امام ابو حنیفہ کا حماد سے سماع قبل از اختلاط ثابت نہیں ہے۔ ③

④ جو لوگ مدت سفر کی تحدید تین دن کے اندر کرتے ہیں، ان کے پاس کوئی صریح صحیح دلیل نہیں ہے نہ صریح کے مقابلے میں عموماً پر قیاس کرنا مرجوح ہے۔ واللہ اعلم

⑤ سفر میں پوری نماز پڑھنا بھی جائز ہے۔ ④

⑥ سفر میں ظہر و عصر کی دو نمازیں (دور کعتیں + دور کعتیں) اور مغرب و عشاء کی دو نمازیں (تین رکعتیں + دور کعتیں) جمع کر کے پڑھنا جائز ہے۔

امام ابن شہاب الزہری نے سالم بن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا سفر میں ظہر و عصر کی نمازیں جمع کی جاسکتی ہیں؟ انہوں نے فرمایا: جی ہاں، اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ کیا تم نے عرفات میں لوگوں کو (جمع کی) نماز پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا؟ ⑤

جمع بین الصلا تین درج ذیل حالتوں میں جائز ہے: سفر، حج، بارش، کفار سے جنگ میں، حالت خوف، شرعی عذر، مثلاً: رفع حرج شدید اور مرض شدید وغیرہ۔

⑦ بارش میں جمع بین الصلا تین جائز ہے۔ جب امراء (حکمران) بارش میں مغرب و عشاء کی نمازیں جمع کرتے تو سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ان کے ساتھ یہ نمازیں جمع کر لیتے تھے۔ ⑥

① لسان المیزان: ۵/ ۱۳۹، کتاب الضعفاء للعقيلي: ۴/ ۵۵ ت ۱۶۱۲، وسندہ

صحيح۔ ② مجمع الزوائد: ۱/ ۱۱۹، ۱۲۰۔

③ دیکھئے: حديث: ۹، نزديكے نمبر: ۲۔

④ مثلاً دیکھئے: سنن النسائي: ۳/ ۱۲۱، ح: ۱۴۵۷، وسندہ صحيح، العلاء بن زهير

نقہ ولا شدوذ فی روايتہ۔ ⑤ موطأ مالك: ۱/ ۱۴۵، ح: ۳۳۰ وسندہ صحيح۔

⑥ الموطأ: ۱/ ۱۴۵، ح: ۳۲۹ وسندہ صحيح۔

⑧ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سفر میں اقامت کے علاوہ کچھ (اذان) نہیں کہتے تھے سوائے صبح کے، وہ صبح کی اذان اور اقامت دونوں کہتے تھے اور فرماتے: اذان تو اس امام کے لیے ہوتی ہے جس کے لیے لوگ جمع ہوتے ہیں۔ ①

معلوم ہوا کہ اذان کے بغیر اور صرف اقامت کے ساتھ بھی نماز باجماعت ہو جاتی ہے۔ اگر شرعی عذر نہ ہو تو سفر میں بھی اذان بہتر ہے۔ شہر اور گاؤں میں اذان اسلام کا شعار ہے۔

① الموطأ: ۱ / ۷۳، ح: ۱۵۵، وسندہ صحیح۔

## سفر میں جمع بین الصلاتین

### الجمع بین الصلاتین فی السفر

حدیث: 33 ﴿عَنْ مُعَاذٍ، قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ، فَكَانَ يُصَلِّي الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ جَمِيعًا، وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ جَمِيعًا. سَيِّدنا معاذ (بن جبل) رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم غزوہ تبوک میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ نکلے، آپ ظہر و عصر کی نماز اکٹھی (یعنی جمع کر کے) پڑھتے تھے، اور مغرب و عشاء کی نماز اکٹھی پڑھتے تھے۔“

### فوائد:

- ① اس حدیث سے سفر میں جمع بین الصلاتین کا جواز ثابت ہوتا ہے۔
- ② نبی کریم ﷺ قرآن مجید کے شارح اعظم و مبین اعظم تھے، یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ آپ کا قول یا فعل قرآن پاک کے خلاف ہو، لہذا سفر میں جمع بین الصلاتین کو قرآن مجید کے خلاف سمجھنا غلط ہے۔
- ③ متعدد صحابہ، جمع بین الصلاتین فی السفر کے قائل و فاعل تھے، مثلاً: سیدنا ابن عمر، عبداللہ بن مسعود، سعد بن ابی وقاص اور ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ۔ ①
- ④ عذر کے بغیر نمازیں جمع کرنا صحیح نہیں ہے۔
- سفر، بارش اور شدید عذر کی بنیاد پر جمع کرنا جائز ہے۔ (کما ثبت فی صحیح مسلم وغیرہ) یہ سب شرعی عذر ہیں۔
- ⑤ جمع تقدیم مثلاً (ظہر کے وقت عصر اور ظہر دونوں کو اکٹھا پڑھنا) و جمع تاخیر (مثلاً عصر

33- صحیح مسلم: ۱/ ۲۴۶، ح: ۷۰۶۔

① دیکھئے: ماہنامہ الحدیث حضور: ۵۲، ص: ۱۹، ۲۰۔

## ہدایۃ المسلمین نماز کے اہم مسائل

کے وقت، ظہر اور عصر کی نمازیں اکٹھی پڑھنا (دونوں طرح جائز ہے۔ ①)  
 امام احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ فرماتے تھے: سفر میں دونوں نمازوں کے  
 اوقات میں سے کسی کے وقت میں (مثلاً ظہر کے وقت میں عصر اور عصر کے وقت میں ظہر)  
 دو نمازیں جمع کرنا جائز ہے۔ ②

⑥ سفر میں جمع بین الصلاتین کی روایات صحیح بخاری میں بھی موجود ہیں۔ ③

⑦ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بارش میں بھی دو نمازیں اکٹھی پڑھتے تھے۔ ④  
 صحیح مسلم (۷۰۵) وغیرہ کی احادیث کا عموم بھی اسی کا مؤید ہے کہ بارش میں جمع بین  
 الصلاتین جائز ہے۔

اس سلسلے میں تفصیلی تحقیق کے لیے دیکھئے راقم الحروف کا مضمون: ”سفر میں دو نمازیں  
 جمع کر کے پڑھنا جائز ہے۔“ ⑤

⑧ نافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے حکمران جب بارش والی رات مغرب کی نماز  
 لیٹ کرتے اور عشاء کی نماز شفق غائب ہونے سے پہلے جلدی پڑھتے تو سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما  
 ان کے ساتھ پڑھ لیتے تھے اور اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے۔ قاسم (بن محمد بن ابی بکر)  
 اور سالم (بن عبد اللہ بن عمر) کو میں نے دیکھا ہے کہ وہ ایسی رات میں ان کے ساتھ نماز  
 پڑھ لیتے تھے۔ ⑥

اس اثر سے معلوم ہوا کہ بارش میں جمع تقدیم بھی جائز ہے، کیونکہ شفق غائب ہونے  
 سے پہلے نماز عشاء کا وقت داخل ہی نہیں ہوتا اور یہ بھی ثابت ہوا کہ عذر کی حالت میں جمع  
 تقدیم کرنا بھی جائز ہے۔

① مسند احمد: ۵ / ۲۴۱، ۲۴۲، ح: ۲۲۰۹۴ وسندہ صحیح؛ سنن ابی داود:

۱۲۲۰۔ نیز دیکھئے: ماہنامہ الحدیث حضور: ۵۲، ص: ۲۱، ۲۲۔

② سنن الترمذی: ۵۵۴۔ ③ دیکھئے: صحیح بخاری: ۱ / ۱۴۹، ح: ۱۱۰۶-۱۱۱۲۔

④ موطأ امام مالک، ص: ۱۲۶، وغیرہ، وسندہ صحیح۔

⑤ ماہنامہ الحدیث حضور: ۵۲، ص: ۱۷ تا ۲۵۔

⑥ مصنف ابن ابی شیبہ: ۲ / ۲۳۴، ح: ۶۲۶۶ وسندہ صحیح۔

## صلوة الاستسقاء

❦ حدیث: 34 ❦ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ يَسْتَسْقِي، فَتَوَجَّهَ إِلَى الْقِبْلَةِ يَدْعُو وَحَوْلَ رِداءَهُ، ثُمَّ صَلَّى رَكَعَتَيْنِ جَهَرَ فِيهِمَا بِالْقِرَاءَةِ.

سیدنا عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ استسقاء کے لیے نکلے، پس آپ نے دعا کرتے ہوئے قبلہ کی طرف رخ کیا اور اپنی چادر پٹائی، پھر آپ نے دو رکعتیں پڑھیں، ان میں آپ جہر کے ساتھ قراءت کر رہے تھے۔ ﷺ

### فوائد:

❶ صحیح البخاری (۱۰۲۵) کی دوسری روایت میں ہے: "ثُمَّ صَلَّى لَنَا رَكَعَتَيْنِ" پھر آپ نے ہمیں دو رکعتیں پڑھائیں۔

❷ اس حدیث سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ جماعت کے ساتھ استسقاء کی نماز مسنون ہے۔ اس کے برخلاف ہدایہ میں لکھا ہوا ہے:

”لَيْسَ فِي الْإِسْتِسْقَاءِ صَلَوةٌ مَسْنُونَةٌ فِي جَمَاعَةٍ“

(امام ابو حنیفہ نے کہا:) استسقاء کے موقع پر نماز باجماعت مسنون نہیں ہے۔ ❶ معلوم ہوا کہ امام ابو حنیفہ تک یہ صحیح حدیث نہیں پہنچی ورنہ (اگر ہدایہ والا فتویٰ ان سے باسند صحیح ثابت ہوتا) وہ کبھی صحیح حدیث کے خلاف فتویٰ نہ دیتے۔ جس طرح فقہ حنفی کا بہت بڑا حصہ امام ابو حنیفہ سے باسند صحیح ثابت نہیں، اسی طرح غالب امکان یہی ہے کہ ہدایہ والا یہ فتویٰ بھی امام ابو حنیفہ سے باسند صحیح ثابت نہیں ہوگا۔ واللہ اعلم

34- صحیح البخاری: ۱/ ۱۳۹، ح: ۱۰۲۴، واللفظ له، وصحیح مسلم: ۱/

۲۹۳، ح: ۸۹۴۔ ❶ ۱/ ۱۷۶، باب الاستسقاء۔



## صلوۃ التسبیح

**حدیث: 35** عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لِلْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ: «يَا عَبَّاسُ، يَا عَمَّاهُ، أَلَا أُعْطِيكَ؟ أَلَا أَمْنُحُكَ؟ أَلَا أَحْبُوكَ؟ أَلَا أَفْعَلُ بِكَ عَشْرَ خِصَالٍ، إِذَا أَنْتَ فَعَلْتَ ذَلِكَ غَفَرَ اللَّهُ لَكَ ذَنْبَكَ أَوَّلَهُ وَآخِرَهُ، قَدِيمَهُ وَحَدِيثَهُ، خَطَاؤَهُ وَعَمْدَهُ، صَغِيرَهُ وَكَبِيرَهُ، سِرَّهُ وَعَلَانِيَتَهُ، عَشْرَ خِصَالٍ: أَنْ تُصَلِّيَ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ تَقْرَأُ فِي كُلِّ رَكَعَةٍ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ وَسُورَةً، فَإِذَا فَرَعْتَ مِنَ الْقِرَاءَةِ فِي أَوَّلِ رَكَعَةٍ وَأَنْتَ قَائِمٌ، قُلْتَ: سُبْحَانَ اللَّهِ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ، وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَاللَّهُ أَكْبَرُ، خَمْسَ عَشْرَةَ مَرَّةً، ثُمَّ تَرَكِعُ، فَتَقُولُهَا وَأَنْتَ رَاكِعٌ عَشْرًا، ثُمَّ تَرْفَعُ رَأْسَكَ مِنَ الرُّكُوعِ، فَتَقُولُهَا عَشْرًا، ثُمَّ تَهْوِي سَاجِدًا، فَتَقُولُهَا وَأَنْتَ سَاجِدٌ عَشْرًا، ثُمَّ تَرْفَعُ رَأْسَكَ مِنَ السُّجُودِ فَتَقُولُهَا عَشْرًا، ثُمَّ تَسْجُدُ، فَتَقُولُهَا عَشْرًا، ثُمَّ تَرْفَعُ رَأْسَكَ، فَتَقُولُهَا عَشْرًا، فَذَلِكَ خَمْسٌ وَسَبْعُونَ، فِي كُلِّ رَكَعَةٍ تَفْعَلُ ذَلِكَ فِي أَرْبَعِ رَكَعَاتٍ، إِنْ اسْتَطَعْتَ أَنْ تُصَلِّيَهَا فِي كُلِّ يَوْمٍ مَرَّةً فَافْعَلْ، فَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فِي كُلِّ جُمُعَةٍ مَرَّةً، فَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فِي كُلِّ شَهْرٍ مَرَّةً، فَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فِي كُلِّ سَنَةٍ مَرَّةً، فَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ، فِي كُلِّ عُمْرِكَ مَرَّةً».

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ”اے عباس، اے چچا جان! کیا میں آپ کو کچھ عطا نہ کروں؟ کیا آپ کو کچھ عنایت نہ کروں؟ کیا میں آپ کو کوئی تحفہ پیش نہ کروں؟ کیا میں آپ کو (درج ذیل عمل کی وجہ سے)

**35**۔ سنن أبی داود: ۱/ ۱۹۱، ح: ۱۲۹۷۔ اس کی سند حسن ہے، اسے ابوبکر الآجری، ابوالحسن المقدسی، ابوداؤد وغیرہم نے صحیح کہا ہے۔ الترغیب والترہیب: ۱/ ۴۶۸۔



دس اچھی خصلتوں والا نہ بنا دوں؟ کہ جب آپ یہ عمل کریں تو اللہ ذوالجلال آپ کے پہلے اور پچھلے، پرانے اور نئے، انجانے میں اور جان بوجھ کر کیے گئے تمام چھوٹے بڑے، چھپے ہوئے اور ظاہر گناہ معاف فرما دے؟ (اور وہ عمل یہ ہے) کہ آپ چار رکعات نفل اس طرح ادا کریں کہ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ اور کوئی ایک دوسری سورۃ پڑھیں، جب آپ اس قراءت سے فارغ ہو جائیں تو قیام کی حالت میں ہی یہ کلمات پندرہ بار پڑھیں: «سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ» پھر آپ رکوع میں جائیں (اور رکوع کی تسبیحات سے فارغ ہو کر) رکوع میں ہی انہی کلمات کو دس بار دہرائیں، پھر آپ رکوع سے اٹھ جائیں اور (سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ وغیرہ سے فارغ ہو کر) دس بار یہی کلمات پڑھیں، پھر سجدہ میں جائیں (اور سجدہ کی تسبیحات اور دعائیں پڑھنے کے بعد) ان کلمات کو دس بار پڑھیں، پھر سجدہ سے سر اٹھائیں (اور اس جلسہ میں جو دعائیں ہوں پڑھ کر) دس بار انہی کلمات کو دہرائیں، پھر (دوسرے) سجدے میں چلے جائیں (پہلے سجدے کی طرح) دس بار پھر اس تسبیح کو ادا کریں، پھر سجدہ سے سر اٹھائیں (اور جلسہ استراحت میں کچھ اور پڑھے بغیر) دس بار اس تسبیح کو دہرائیں، ایک رکعت میں کل پچتر (۷۵) تسبیحات ہوئیں، اسی طرح ان چاروں رکعات میں یہ عمل دہرائیں، اگر آپ طاقت رکھتے ہوں تو یہ نماز تسبیح روزانہ ایک بار پڑھیں اور اگر آپ ایسا نہ کر سکتے ہوں تو ہر جمعہ میں ایک بار پڑھیں، یہ بھی نہ کر سکتے ہوں تو ہر مہینے میں ایک بار پڑھیں، یہ بھی نہ کر سکیں تو سال میں ایک بار، اگر آپ سال میں بھی ایک بار (یہ نماز ادا) نہ کر سکتے ہوں تو زندگی میں ایک بار ضرور پڑھیں۔“

### فوائد:

- ① امام عبد اللہ بن المبارک المروزی رحمہ اللہ بھی نماز تسبیح کے قائل تھے۔
- ② تفصیل کے لیے راقم الحروف کی کتاب ”نیل المقصود فی التعلیق علی سنن ابی داؤد“ دیکھیں۔ یہ نماز جماعت کے ساتھ ثابت نہیں، لہذا صلوٰۃ التسبیح انفرادی ہی پڑھنی چاہیے۔

## سورج اور چاند گرہن کی نماز

**حدیث: 36** عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بِهِمْ فِي كُسُوفِ الشَّمْسِ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ فِي سَجْدَتَيْنِ الْأَوَّلُ أَطْوَلُ.

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے انہیں سورج گرہن کی نماز دو رکعتوں میں چار رکوع کے ساتھ پڑھائی تھی، پہلا رکوع زیادہ طویل تھا۔

### فوائد:

① اس حدیث مبارک اور دیگر احادیث صحیحہ سے معلوم ہوتا ہے کہ کسوف و خسوف (سورج گرہن اور چاند گرہن) کی نماز دو دو رکعتیں ہیں، ہر رکعت میں دو رکوع کرنے مسنون ہیں، اور یہی جمہور علماء کا مسلک ہے۔

② اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ یہ نماز باجماعت پڑھنی مسنون ہے۔

③ دیوبندیوں و بریلویوں کے نزدیک ہر رکعت میں صرف ایک رکوع ہے دو نہیں ہیں دیکھئے (الہدایہ ۱۷۵) جبکہ اس قول پر کوئی صریح دلیل نہیں ہے، لہذا درج بالا حدیث کے مخالف ہونے کی وجہ سے مردود ہے۔

④ سجدتین سے مراد رکعتین ہے، جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ”صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ سَجْدَتَيْنِ قَبْلَ الظُّهْرِ، وَسَجْدَتَيْنِ بَعْدَ الظُّهْرِ، وَسَجْدَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ.....“۔ إلخ. ①

اس حدیث سے واضح معلوم ہوا کہ عربی زبان میں سجدتین رکعتین کو بھی کہتے ہیں، لہذا سیاق و سباق اور فہم سلف صالحین کو دیکھ کر ہی ترجمہ کرنا چاہیے۔

36- صحیح البخاری: ۱ / ۱۴۵، ح: ۱۰۶۴، صحیح مسلم: ۱ / ۲۹۶، ح: ۹۰۱۔

① صحیح البخاری: ۱ / ۱۱۷۲، صحیح مسلم: ۷۲۹۔

## سجدہ سہو

﴿حدیث: 37﴾ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ: رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «فَإِذَا نَسِيَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ». سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”پس اگر تم میں کوئی شخص (نماز میں) بھول جائے تو (سجدہ سہو) دو سجدے کرے۔“

### فوائد:

- ① اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز میں اگر بھول چوک ہو جائے تو سہو کے دو سجدے کرنے چاہئیں۔ یہ سجدے سلام سے پہلے بھی جائز ہیں اور سلام کے بعد بھی جائز ہیں۔
- ② اگر تعداد رکعات مثلاً تین چار میں شک ہو جائے تو یقین کو اختیار کر کے سلام سے پہلے دو سجدے کرنے چاہئیں۔ ①
- ③ اگر تشہد اول بھول جائے تو آخر میں سجدہ سہو کریں۔ ②
- ④ فتاویٰ عالمگیری (۱/۱۲۵) میں لکھا ہوا ہے:

”وَالصَّوَابُ أَنْ يُسَلَّمَ تَسْلِيمَةً وَاحِدَةً وَعَلَيْهِ الْجُمُهُورُ“

صحیح مسئلہ یہ ہے کہ ایک طرف سلام پھیرے، یہی جمہور کا مذہب ہے۔

خواجہ محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ فرماتے ہیں: ”نہ جانے ان جمہور سے کون سے لوگ مراد ہیں، بعض ضرورت سے زیادہ کاروباری لوگوں کے متعلق مشہور ہے کہ وہ کوئی سودا بیچتے وقت

37- صحیح مسلم: ۱/۲۱۳، ح: ۵۷۲ ملخصاً۔

① صحیح مسلم: ۱/۲۱۱، ح: ۵۷۱۔

② ابو داود، ج: ۱، ص: ۱۵۵، ح: ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، صحیح و اصلہ متفق علیہ

[صحیح البخاری: ۱۲۲۴؛ صحیح مسلم: ۵۷۰] وصحہ الترمذی، ج: ۱، ص:

۸۹؛ ابن ماجہ، ص: ۷۴، ح: ۱۲۰۶، ۱۲۰۷۔

## ہدایۃ السامعین تک کے مسائل

کہتے ہیں کہ خدا کی قسم اس کا اتنا مول لگ گیا ہے۔ اب کسی کو کیا معلوم کہ وہ حضرت گھر سے مول لگوا کر آئے ہیں، مذہبی کتابوں میں گھریلو جمہوریت کی بات نہیں کرنی چاہیے، یہ بڑی ذمہ داری کی بات ہوتی ہے، انسان مغالطے میں پڑ جاتا ہے۔“ ①

⑤ محقق اہل حدیث حافظ خولجہ محمد قاسم صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”حنفیہ سلام کے بعد جہدہ سہو کے قائل ہیں اور عام نمازوں کے آخر میں یہ مکمل التحیات پڑھتے ہیں اور دونوں طرف سلام پھیرتے ہیں یہ پتا نہیں انہیں کس نے بتا دیا ہے کہ جہدہ سہو کرنا ہو تو صرف تشہد پڑھ کر ایک طرف سلام پھیرنا چاہیے، ایسی کوئی حدیث نہیں ہے۔“ ②

⑥ سیدنا عقبہ بن عامر رحمہ اللہ نماز میں پہلا تشہد پڑھے بغیر کھڑے ہو گئے تو لوگوں نے سبحان اللہ کہا، پھر جب آپ نے نماز پڑھی تو بیٹھے بیٹھے (آخر میں) سہو کے دو جہدے کیے، پھر فرمایا: میں نے آپ کی آوازیں سنی تھیں اور یہ (میرا عمل) سنت ہے۔ ③

معلوم ہوا کہ آدمی اگر پورا کھڑا ہو جائے تو پھر بیٹھنا نہیں چاہیے اور آخر میں سہو کے دو جہدے کر لے۔

⑦ مختلف احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جہدہ سہو سلام سے پہلے اور سلام کے بعد دونوں طرح جائز ہے، لیکن یاد رہے کہ بعض آل تقلید کا جہدہ سہو میں (ہمیشہ) صرف ایک طرف سلام پھیرنا ثابت نہیں ہے۔ سلام کے بعد تشہد پڑھ کر سلام پھیرنا بھی صحیح ہے اور مکمل تشہد کے بعد دو جہدے کر کے سلام پھیر دینا بھی صحیح ہے۔

⑧ بعض مرفوع روایات میں مطلق نماز میں ایک طرف سلام پھیرنے کا ذکر آیا ہے مگر یہ ساری روایات ضعیف ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے موقوفاً مطلق نماز میں سامنے کی طرف ایک سلام پھیرنا بھی ثابت ہے۔ ④

مگر مرفوع احادیث متواترہ اور جمہور صحابہ سے مطلق نماز میں دونوں طرف سلام پھیرنا ثابت ہے۔ مثلاً سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ دونوں طرف سلام پھیرتے تھے۔ ⑤

① حی علی الصلاة، ص: ۱۶۳۔ ② حی علی الصلوٰۃ، ص: ۱۶۳۔ ③ مصنف ابن ابی شیبہ: ۳/ ۳۵، ح: ۴۴۹۸ و مسندہ صحیح۔ ④ السنن الکبریٰ للبیہقی: ۲/ ۱۷۸، و مسندہ حسن، الاوسط: ۳/ ۲۲۲۔ ⑤ دیکھئے الاوسط: ۳/ ۲۲۱ و مسندہ حسن۔

## صف کے پیچھے اکیلا نمازی

**حدیث: 38** عَنْ عَلِيٍّ بْنِ شَيْبَانَ قَالَ: خَرَجْنَا حَتَّى قَدِمْنَا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَبَايَعَنَاهُ، وَصَلَّيْنَا خَلْفَهُ، ثُمَّ صَلَّيْنَا وَرَاءَهُ صَلَاةً أُخْرَى، فَقَضَى الصَّلَاةَ، فَرَأَى رَجُلًا قَرْدًا يُصَلِّي خَلْفَ الصَّفِّ، قَالَ: فَوَقَّفَ عَلَيْهِ نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ حِينَ انْصَرَفَ، قَالَ: «اسْتَقْبِلْ صَلَاتَكَ، لَا صَلَاةَ لِلَّذِي خَلْفَ الصَّفِّ».

(سیدنا) علی بن شیبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آپ کی بیعت کی، اور آپ کے پیچھے نماز پڑھی، پھر ہم نے آپ کے پیچھے ایک دوسری نماز پڑھی، آپ نے نماز ادا کی تو ایک شخص کو دیکھا کہ صف کے پیچھے اکیلا نماز پڑھ رہا ہے، آپ اس کے پاس کھڑے ہو گئے، جب اس نے سلام پھیرا تو آپ نے حکم دیا کہ اپنی نماز دوبارہ پڑھو۔ آپ نے فرمایا: ”اس شخص کی نماز نہیں ہوتی جو صف کے پیچھے اکیلا نماز پڑھے۔“

### فوائد:

- 1 اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صف کے پیچھا کیلئے نماز پڑھنے والے آدمی کی نماز نہیں ہوتی۔
- 2 سیدنا وابوہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں بھی ہے کہ آپ ﷺ نے ایسے شخص کو دوبارہ نماز پڑھنے کا حکم دیا جو صف کے پیچھے اکیلا نماز پڑھے۔ ①

- 3 حدیث ابی بکرہ رضی اللہ عنہ کو اس مسئلہ میں پیش کرنا صحیح نہیں ہے۔ سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ آخر

**38- سنن ابن ماجہ، ص: ۷۰، ح: ۱۰۰۳، وقال البوصیری: "استاده صحيح رجاله ثقات"۔ اے ابن خزيمة (۳/ ۳۰، ح ۱۵۶۹) اور ابن حبان (الموارد، ح: ۴۰۱) نے صحیح قرار دیا ہے۔**

- ① [سنن أبي داود: ۱/ ۱۰۶، ح: ۶۸۲؛ صحيحه ابن حبان: ۲۲۰۱-۲۱۹۸؛ ابن الجارود: ۳۱۹، وغيرهم وحسنه الترمذی: ۲۳۰؛ البغوی: ۸۲۴۔]

تک صف کے پیچھے اکیلے نہیں تھے، بلکہ چل کر صف میں شامل ہو گئے تھے۔ اسی طرح مدرک رکوع کے سلسلے میں حدیث ابی بکرہ رضی اللہ عنہ سے استدلال کرنا بھی غلط ہے۔ ①

④ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے کہ جابر بن عبد اللہ الانصاری رضی اللہ عنہ آ کر آپ کی بائیں طرف کھڑے ہو گئے، آپ نے انہیں ہاتھ سے پکڑ کر دائیں طرف کھڑا کر دیا پھر جابر بن صخر رضی اللہ عنہ آئے تو آپ کی بائیں طرف کھڑے ہو گئے، آپ نے دونوں (صحابیوں) کو ہاتھ سے دھکیل کر پیچھے کر دیا۔ ②

ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک صحابی آ گئے، آپ نے انہیں دائیں طرف کھڑا کر دیا، پھر دوسرے تشریف لائے تو رسول اللہ ﷺ آگے بڑھ گئے اور آپ نے نماز پڑھائی۔ ③

اگر کوئی شخص ان احادیث سے استدلال کر کے اگلی صف سے ایک آدمی کھینچ کر ملا لے تو جائز ہے، تاہم صف کے بالکل آخری کونے سے کھینچنے تک قطع صف سے بچ جائے۔ بعض علماء اس کو ترجیح دیتے ہیں کہ درمیان سے آدمی کھینچنے تک ”وَسَطُوا الْإِمَامَ“ وغیرہ پر عمل ہو جائے۔ ④

یہ روایت یحییٰ بن بشیر کی والدہ: لعمۃ الواحد اور یحییٰ بن بشیر کی جہالت کی وجہ سے ضعیف ہے۔

⑤ امام عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ (تابعی) نے اس آدمی کے بارے میں فرمایا جو مسجد میں داخل ہوا اور صف پوری ہو چکی ہو: اگر وہ صف میں داخل ہو سکتا ہے تو داخل ہو جائے ورنہ پھر

① دیکھئے: جزء القراءة للبخاری، ح: ۱۳۶۔

② دیکھئے: صحیح مسلم: ۳۰۱۰، دار السلام: ۷۵۱۶۔

③ صحیح ابن خزيمة: ۱۸/۳، ح: ۱۵۳۶، وسندہ صحیح، سعید بن ابی ہلال حدث بہ قبل اختلاطہ۔

④ سنن ابی داود، ح: ۶۸۱۔



کسی آدمی کا ہاتھ پکڑ کر اپنے ساتھ کھڑا کرے اور اکیلے نماز نہ پڑھے۔ ①

⑥ حنفی اصول بزودی (ص ۶۰) میں وابصہ بن معبد رضی اللہ عنہ وغیرہ صحابہ کو جو مجہول لکھا ہوا ہے وہ انتہائی غلط بات ہے، اس قسم کے اصول کی شعبہ بازی سے تقلید پرست حضرات، سیاہ کو سفید اور سفید کو سیاہ ثابت کرنے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں، حالانکہ حق یہ ہے کہ تمام صحابہ عدول ہیں اور ان میں سے کوئی بھی مجہول نہیں۔ رحمۃ اللہ علیہم





## تعدیل ارکان

❖ حدیث: 39 ❖ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ - وَذَكَرَ الْحَدِيثَ - فَقَالَ: «إِذَا قُمْتَ إِلَى الصَّلَاةِ، فَكَبِّرْ، ثُمَّ اقْرَأْ مَا تيسَّرَ مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ، ثُمَّ ارْكَعْ حَتَّى تَطْمِئِنَّ رَأْسَكَ، ثُمَّ ارْفَعْ حَتَّى تَعْتَدِلَ قَائِمًا، ثُمَّ اسْجُدْ حَتَّى تَطْمِئِنَّ سَاجِدًا، ثُمَّ ارْفَعْ حَتَّى تَطْمِئِنَّ جَالِسًا، ثُمَّ اسْجُدْ حَتَّى تَطْمِئِنَّ سَاجِدًا، ثُمَّ افْعَلْ ذَلِكَ فِي صَلَاتِكَ كُلِّهَا».

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک نبی کریم ﷺ - اور حدیث ذکر کی اور اس میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم نماز کے لیے کھڑے ہو تو اللہ اکبر کہو، پھر قرآن میں سے جو میسر ہو پڑھو، پھر رکوع کرو حتیٰ کہ اطمینان سے رکوع کرلو، پھر سر اٹھاؤ حتیٰ کہ اطمینان سے کھڑے ہو جاؤ، پھر سجدہ کرو حتیٰ کہ اطمینان سے سجدہ کرلو، پھر اٹھو حتیٰ کہ اطمینان سے بیٹھ جاؤ، پھر سجدہ کرو حتیٰ کہ اطمینان سے سجدہ کرلو، پھر ساری نمازوں (رکعتوں) میں ایسے ہی کرو۔“

## فوائد:

- ❶ اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ نماز میں تعدیل ارکان فرض ہے۔
- ❷ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ رکوع و سجود صحیح طریقے سے نہیں کر رہا تھا تو فرمایا: ”مَا صَلَّيْتَ وَلَوْ مُمْتًا عَلَى غَيْرِ الْفِطْرَةِ الَّتِي فَطَرَ اللَّهُ مُحَمَّدًا ﷺ“  
تو نے نماز نہیں پڑھی اور اگر تو (اس حالت میں) مرجاتا تو اس فطرت (دین اسلام) پر نہ مرتاجس پر اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو مامور کیا تھا۔ ❶

- ❸ بریلویوں اور دیوبندیوں کی معتبر کتاب الہدایہ میں لکھا ہوا ہے کہ تعدیل ارکان

39- صحیح البخاری: ۱/ ۱۰۹، ح: ۷۹۳؛ صحیح مسلم: ۱/ ۱۷۰، ح: ۳۹۷۔

❶ صحیح البخاری: ۱/ ۱۰۹، ح: ۷۹۱۔



”قَلَيْسَ بِفَرَضٍ“ فرض نہیں ہے۔ ①

بلکہ محمود حسن دیوبندی کی تقریر ترمذی (ص: ۱۱ مترجما) میں بلا سند لکھا ہوا ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے (قاضی) ابو یوسف کے پیچھے نماز پڑھی، ابو یوسف نے تعدیل ارکان کے بغیر جلدی جلدی نماز پڑھادی، اسی وجہ سے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہمارے یعقوب (یعنی ابو یوسف آج) فقیہ ہو گئے ہیں، یہ علیحدہ بات ہے کہ کسی دوسرے وقت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس نماز کا اعادہ بطور نفل کر لیا۔

④ آلِ تھلید کی ”فقہ شریف“ کی مستند (!) کتاب فتاویٰ عالمگیری میں لکھا ہوا ہے کہ اگر سجدہ میں دونوں ہاتھ اور دونوں گھٹنے زمین پر نہ رکھے جائیں تو (خفی) اجماع ہے کہ نماز صحیح ہے۔ ②

ظاہر ہے کہ یہ قول صحیح احادیث کے خلاف ہونے کی وجہ سے مردود ہے اور ایسی نماز تو کوئی بازی گری پڑھ سکتا ہے۔ العیاذ باللہ

⑤ جزء القراءت للبخاری کی ایک روایت میں آیا ہے:

«إِذَا قُمْتَ إِلَى الصَّلَاةِ، فَكَبِّرْ، ثُمَّ اقْرَأْ أَرْكَعَ»

یعنی جب ”فرض“ نماز کی اقامت ہو جائے تو اللہ اکبر کہہ کر پھر قراءت کر۔ ③

یہ مسی الصلوٰۃ والی حدیث کا ایک ٹکڑا ہے اور اس سے قراءت خلف الامام بھی ثابت ہوتی ہے۔

⑥ حدیث مسی الصلوٰۃ کی ایک سند میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: «ثُمَّ اسْجُدْ

حَتَّى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا، ثُمَّ ارْفَعْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ جَالِسًا، ثُمَّ اسْجُدْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ

سَاجِدًا، ثُمَّ ارْفَعْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ جَالِسًا»۔ ”پھر سجدہ کر حتیٰ کہ اطمینان سے سجدہ کرے،

پھر اٹھ حتیٰ کہ اطمینان سے بیٹھ جائے پھر سجدہ کر حتیٰ کہ اطمینان سے سجدہ کرے پھر اٹھ حتیٰ

کہ اطمینان سے بیٹھ جائے۔“ ④

معلوم ہوا کہ دو سجدوں کے بعد بیٹھنا ضروری ہے۔

⑦ نیز دیکھئے حدیث: ۱۸

## نماز جنازہ کا طریقہ

❖ حدیث: 40 ❖ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَوْفٍ، قَالَ: صَلَّيْتُ خَلْفَ ابْنِ عَبَّاسٍ عَلَى جَنَازَةٍ فَقَرَأَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ (وَسُورَةَ وَجْهَرَ حَتَّى أَسْمَعَنَّا) وَقَالَ: لِيَعْلَمُوا أَنَّهَا سُنَّةٌ [وَحَقٌّ].

طلحہ بن عبد اللہ بن عوف نے کہا: میں نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پیچھے نماز جنازہ پڑھی، پس انہوں نے سورۃ فاتحہ (اور ایک سورت جہر بلند آواز سے ہمیں سنا کر) پڑھی اور فرمایا: (میں نے اس لیے جہر پڑھی ہے تاکہ) جان لو کہ یہ سنت (اور حق) ہے۔

**فوائد: ①** اس حدیث سے نماز جنازہ میں سورۃ فاتحہ کی مشروعیت ثابت ہوتی ہے۔

«لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ» کا عموم بھی اس کا مؤید ہے۔ ①

② مروجہ ثنا "سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ..... وَفِيهِ: وَجَلَّ ثَنَاءُكَ" اور مروجہ درود: "رحمت و ترحم" کا کتاب و سنت سے کوئی ثبوت نہیں ہے۔

② اگر صحابی مِنَ السُّنَّةِ وغیرہ کے الفاظ کہے تو اس سے مراد رسول اللہ ﷺ کی سنت ہوتی ہے۔ ③

یہی بات اصول حدیث میں لکھی ہوئی ہے۔ محمد بن ابراہیم الحلی نے فقہ الاثر فی صغولم الاثر (ص ۹۴) میں کہا: "وَأَمَّا قَوْلُ الصَّحَابِيِّ: مِنَ السُّنَّةِ، ذَاكِرًا قَوْلًا أَوْ

40- [صحیح البخاری: ۱ / ۱۷۸، ح: ۱۳۳۵] / ترجمے میں پہلی بریکٹ " ] " کے الفاظ سنن النسائي: ۱ / ۲۸۱، ح: ۱۹۸۹، وسنده صحيح، اور دوسری کے مستقی ابن الجارود، ح: ۵۳۴، ۵۳۶، کے ہیں، آخری بریکٹ کے الفاظ نسائی اور ابن الجارود کے ہیں۔

② [صحیح البخاری: ۷۵۶] ③ دیکھئے: صحیح البخاری: ۲ / ۷۸۵، ح: ۵۲۱۳؛ صحیح مسلم: ۱ / ۴۷۲، ح: ۱۴۶۱ وغیرہما۔



فَعَلًا فَلَهُ حُكْمُ الرَّفْعِ عِنْدَ الْأَكْثَرِ وَهُوَ مَذْهَبُ عَامَةِ الْمُتَقَدِّمِينَ مِنْ أَصْحَابِنَا وَ مُخْتَارُ صَاحِبِ الْبَدَائِعِ مِنْ مُتَأَخِّرِيهِمْ“

اور صحابی کا قول مِنَ السُّنَنِ سے متعلق ہوا فعل سے، آخر سے نزدیک مرفوع کے حکم میں ہے اور یہی مسلک ہمارے عام متقدمین کا ہے اور اسے ہی بدائع الصنائع کے مصنف (ملا کا سانی) نے اختیار کیا ہے جو کہ متاخرین میں سے ہیں۔

④ جنازہ میں قراءت وغیرہ جبراً بھی جائز ہے، جیسا کہ صحیح البخاری و سنن الترمذی سے ظاہر ہے اور سراً بھی، جیسا کہ سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ وغیرہ کی حدیث میں ہے۔ (دیکھئے فائدہ نمبر ۶)

⑤ نماز جنازہ کی تکبیروں میں رفع یدین کرنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما وغیرہ سے ثابت ہے۔ ① بلکہ ایک حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی یہ رفع یدین ثابت ہے۔ ②

⑥ سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”السُّنَّةُ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَائِزِ أَنْ يُكَبَّرَ، ثُمَّ يَقْرَأَ بِأَمِّ الْقُرْآنِ، ثُمَّ يُصَلِّيَ عَلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم ثُمَّ يُخْلِصُ الدُّعَاءَ لِلْنَمِيَّتِ، وَلَا يَقْرَأُ إِلَّا فِي التَّكْبِيرَةِ الْأُولَى، ثُمَّ يُسَلِّمُ فِي نَفْسِهِ عَنْ يَمِينِهِ“ نماز جنازہ میں سنت یہ ہے کہ تم تکبیر کہو، پھر سورۃ فاتحہ پڑھو، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھو۔ پھر خاص طور پر میت کے لیے دعا کرو، قراءت صرف پہلی تکبیر میں کرو، پھر اپنے دل میں (یعنی سراً، خفیہ آواز سے) دائیں طرف سلام پھیر دو۔ ③

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے یہ قطعاً ثابت نہیں کہ سورۃ فاتحہ کے بغیر جنازہ ہو جاتا ہے یا انہوں نے سورۃ فاتحہ کے بغیر جنازہ پڑھا ہو۔ جس روایت میں آیا ہے کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما جنازے میں قراءت نہیں کرتے تھے، اس سے مراد یہ ہے کہ جبری قراءت نہیں کرتے

① مصنف ابن ابی شیبہ: ۳/ ۲۹۶، ح: ۱۱۳۸۰، وسندہ صحیح۔

② دیکھئے: کتاب العلل للدارقطنی: ۱۳/ ۲۲، مسئلہ: ۲۹۰۸ وسندہ صحیح محفوظ۔

③ مستفی ابن الجارود، ح: ۵۴۰ وسندہ صحیح، مصنف عبدالرزاق: ۳/ ۴۸۸،

۴۸۹، ح: ۶۴۲۸۔

## ہدیۃ المسلمین نماز کے اہم مسائل

تھے۔ نماز جنازہ میں وہی درود پڑھنا چاہیے جو نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے۔ (یعنی نماز والا) ”رحمت و ترحمہ“ والا، خود ساختہ درود نبی ﷺ سے ثابت نہیں ہے۔

⑦ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے جنازے میں سبحانک اللہم . . . إلخ پڑھنے کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: میں نے اس کے بارے میں کچھ بھی نہیں سنا۔ ①

[انتہی کتاب ہدیۃ المسلمین]

www.KitaboSunnat.com



صحیح  
نمازِ نبوی ﷺ

حافظ زبیر مہدی



## فہرست

- حرفِ اول ..... 110
- وضو کا طریقہ ..... 111
- صحیح نمازِ نبوی (مکبیر تحریمہ سے سلام تک) ..... 115
- دعائے قنوت ..... 133
- نماز کے بعد اذکار ..... 134

تنبیہ: مردوں اور عورتوں کے طریقہ نماز میں کوئی فرق قرآن و حدیث سے ثابت نہیں ہے۔

- نمازِ جنازہ پڑھنے کا صحیح اور مدلل طریقہ ..... 136

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## حرفِ اول

اقرارِ توحید کے بعد نماز اسلام کا دوسرا اور اہم رکن ہے۔ کتاب و سنت میں جہاں اس کی پابندی پر زور دیا گیا ہے وہاں رسول اللہ ﷺ کا فرمان: «صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أَصَلِّي» اس کی ادائیگی میں ”طریقہ نبوی“ کو لازم قرار دیتا ہے۔

زیر نظر کتاب ”مختصر صحیح نماز نبوی“ اسی اہمیت کے پیش نظر لکھی گئی ہے۔ جس میں استاذِ محترم حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ نے صحیح اور حسن لذاتہ احادیث کی زو سے بڑے احسن انداز سے طریقہ نماز کو بیان کیا ہے۔ نیز کئی ایک مقامات پر آثارِ سلف صالحین سے مسائل کی وضاحت اس پر طرہ ہے۔

مذکورہ کتاب اگرچہ مختصر ہے مگر جامعیت و افادیت کے لحاظ سے ممتاز حیثیت کی حامل ہے۔

”مختصر صحیح نماز نبوی“ اس سے قبل ماہنامہ ”الحدیث“ حضور میں چھپ چکی ہے لیکن احباب کے اصرار پر ترمیم و اضافہ کے ساتھ اب اسے کتابی شکل میں شائع کیا جا رہا ہے۔ استاذِ محترم مستقبلِ قریب میں اس موضوع پر ایک تفصیلی کتاب لکھنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ (ان شاء اللہ)

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو اپنے حفظ و امان میں رکھے اور صحت و عافیت دے تاکہ کئی ایسے ارادوں کی تکمیل ہو سکے۔ (آمین)

حافظ ندیم ظہیر

معاون مدیر ماہنامہ ”الحدیث“ حضور

(۲۰۰۶/۹/۲۴ء)



## وضو کا طریقہ

- ① وضو کے شروع میں ”بِسْمِ اللّٰهِ“ پڑھیں۔  
نبی کریم ﷺ نے فرمایا: «لَا وُضُوْءَ لِمَنْ لَّمْ يَذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ»  
جو شخص وضو (کے شروع) میں اللہ کا نام نہیں لیتا اس کا وضو نہیں ہے۔<sup>①</sup>  
آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حکم دیا: «تَوَضَّؤْا بِسْمِ اللّٰهِ» وضو کرو: بِسْمِ اللّٰهِ<sup>②</sup>
- ② وضو (پاک) پانی سے کریں۔<sup>③</sup>
- ③ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:  
«لَوْ لَا اَنْ اَشُقَّ عَلَى اُمَّتِيْ اَوْ عَلَى النَّاسِ لَا مَرْتُهُمْ بِالسَّوَاكِ مَعَ كُلِّ صَلَاةٍ»  
اگر مجھے میری امت کے لوگوں کی مشقت کا ڈر نہ ہوتا تو میں انہیں ہر نماز کے ساتھ  
مسواک کرنے کا حکم دیتا۔<sup>④</sup>  
آپ ﷺ نے رات کو اٹھ کر مسواک کی اور وضو کیا۔<sup>⑤</sup>

- ① سنن ابن ماجہ: ۳۹۷ و مسندہ حسن ، و رواہ الحاکم فی المستدرک ۱/ ۱۴۷۔
- ② سنن النسائی: ۱/ ۶۱ ح ۷۸ و مسندہ صحیح ، و ابن خزيمة فی صحیحہ ۱/ ۷۴ ح ۱۴۴ و ابن حبان فی صحیحہ (الاحسان: ۶۵۴۴/۶۵۱۰)
- ③ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿لَقَدْ تَجِدُوا اُمَّةً قَدْ تَمَیَّزُوا فِیْ مَا بَیْنَ يَدَیْهِمْ اَلْفَ سَنَةٍ مِنْ بَیْنِ يَدَیْهِمْ اَلْفَ سَنَةٍ﴾ ”پس اگر تم پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی سے تیمم کر لو“ (النساء: ۴۳، المائدة: ۶)
- سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما گرم پانی سے وضو کرتے تھے۔  
(مصنف ابن أبی شیبہ ۱/ ۲۵ ح ۲۵۶ و مسندہ صحیح)
- لہذا معلوم ہوا کہ گرم پانی سے بھی وضو کرنا جائز ہے۔ [تنبیہ: نیز شریعت اور دھواغیرہ سے وضو کرنا جائز نہیں ہے]
- ④ صحیح البخاری: ۸۸۷ و صحیح مسلم: ۲۵۲۔
- ⑤ صحیح مسلم: ۲۵۶۔



- ④ پہلے اپنی دونوں ہتھیلیاں تین دفعہ دھوئیں۔
  - ⑤ پھر تین دفعہ کلی کریں اور ناک میں پانی ڈالیں۔
  - ⑥ پھر تین دفعہ اپنا چہرہ دھوئیں۔
  - ⑦ پھر تین دفعہ اپنے دونوں ہاتھ کہنیوں تک دھوئیں۔
  - ⑧ پھر (پورے) سر کا مسح کریں۔
- اپنے دونوں ہاتھوں سے مسح کریں، سر کے شروع حصے سے ابتدا کر کے گردن کے پچھلے حصے تک لے جائیں اور وہاں سے واپس شروع والے حصے تک لے آئیں۔
- سر کا مسح ایک بار کریں۔

① صحیح البخاری: ۱۵۹ / صحیح مسلم: ۲۲۶۔ ☆ میمون تابعی رضی اللہ عنہ جب وضو کرتے تو اپنی انگلی کو حرکت دیتے تھے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ۱/۳۹ ح ۴۲۵ / مسندہ صحیح) استبراء کے لیے جاتے ہوئے اذکار والی انگلی کا اتارنا ثابت نہیں ہے، اس سلسلے میں مروی حدیث ابن جریج کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے۔ دیکھئے: سنن ابی داؤد: ۱۹، بتحقیق۔

② صحیح البخاری: ۱۵۹ / صحیح مسلم: ۲۲۶ / بہتر یہی ہے کہ ایک ہی چلو سے کلی کریں اور ناک میں پانی ڈالیں، جیسا کہ صحیح بخاری: ۱۹۱ / صحیح مسلم: ۲۳۵ سے ثابت ہے۔ تاہم اگر کلی علیحدہ اور ناک میں پانی علیحدہ ڈالیں تو بھی جائز ہے۔ (دیکھئے التاریخ الکبیر لابن ابی خشیمة، ص: ۵۸۸، ح: ۱۴۱۰ / مسندہ حسن) ③ صحیح البخاری: ۱۵۹ / صحیح مسلم: ۲۲۶۔

④ صحیح البخاری: ۱۵۹ / صحیح مسلم: ۲۲۶ / اگر با وضو کر سر پر عمامہ باندھا ہو تو دوبارہ وضو کرنے کی صورت میں اس پر مسح جائز ہے، بشرطیکہ اسے کھولنا نہ ہو۔ دیکھئے: صحیح البخاری: ۲۰۵۔

سیدنا ابوالامامہ رضی اللہ عنہ عمامے پر مسح کرتے تھے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ۱/۲۲ ح ۲۲۲ / مسندہ حسن) سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے ٹوپی پر مسح کیا۔ (التاریخ الکبیر للبخاری ۱/۴۲۸ / مسندہ صحیح)

⑤ صحیح البخاری: ۱۵۹ / صحیح مسلم: ۲۲۶۔

⑥ صحیح البخاری: ۱۸۵ / مسلم: ۲۳۵۔ ⑦ سنن ابی داؤد: ۱۱۱ / مسندہ صحیح بعض روایتوں میں سر کا مسح تین دفعہ کرنے کا ذکر بھی آیا ہے۔ مثلاً دیکھئے: سنن ابی داؤد: ۱۰۷، ۱۱۰ / وهو حدیث حسن۔

## ہدیۃ السامعین نماز کے اہم مسائل

- پھر دونوں کانوں کے اندر اور باہر کا ایک دفعہ مسح کریں۔ ①
- پھر اپنے دونوں پاؤں، ٹخنوں تک تین تین بار دھوئیں۔ ②
- وضو کے دوران میں (ہاتھوں اور پاؤں کی) انگلیوں کا خلال کرنا چاہیے۔ ③
- داڑھی کا خلال بھی کرنا چاہیے۔ ④
- تنبیہ: وضو کے بعد شرمگاہ پر پانی کے چھینے مارنا بھی ثابت ہے۔ (سنن ابی داؤد: ۱۶۶) وہو
- حدیث حسن لذاتہ (یہ شک اور دوسو سے کوڑا اکل کرنے کا بہترین حل ہے۔ دیکھئے مصنف ابن ابی شیبہ (۱/۱۶۷))

- ① سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب وضو کرتے تو شہادت والی دونوں انگلیاں اپنے کانوں میں ڈالتے (اور ان کے ساتھ دونوں کانوں کے) اندرونی حصوں کا مسح کرتے اور انگوٹھوں کے ساتھ باہر والے حصے پر مسح کرتے تھے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ۱/۱۸ ح ۱۷۳ و مسندہ صحیح)
- تنبیہ: سر اور کانوں کے مسح کے بعد، اٹلے ہاتھوں کے ساتھ گردن کے مسح کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔
- ② صحیح البخاری: ۱۵۹ و مسلم: ۲۲۶۔

- اگر پاؤں میں چڑے کے مونڈے ہوں، جور مین جلدین اور جور مین معطلین ہوں یا جراثیم ہوں تو ان پر مسح جائز ہے۔ جراثیم پر مسح سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام سے ثابت ہے۔ دیکھئے: الاوسط لابن المنذر (۱/۴۶۲ و مسندہ صحیح) اور مصنف ابن ابی شیبہ (۱/۱۸۸، ۱۸۹)
- تنبیہ: تشبیک (انگلیوں میں انگلیاں ڈالنا) بذات خود جائز ہے، لیکن وضو کر کے مسجد جاتے ہوئے تشبیک منع ہے۔ (دیکھئے: سنن ابی داؤد: ۵۶۲ و مسند حسن)

- ③ ابو داؤد: ۱۴۲ و مسندہ حسن [الترمذی: ۳۹ و قال: "هذا حديث حسن غريب"]

- ④ الترمذی: ۳۱ و قال: "هذا حديث حسن صحيح" اس کی سند حسن ہے۔

☆ جس شخص کا ازار ٹخنوں سے نیچے ہو، اسے دوبارہ وضو کرنا چاہیے۔

دیکھئے السنن الکبریٰ للبیہقی (۲/۲۴۲ و مسندہ حسن)

۱۲ وضو کے بعد درج ذیل دعائیں پڑھیں:

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ  
وَرَسُولُهُ ①

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ  
إِلَيْكَ ②

۱۳ وضو کے بعض نواقض (وضو توڑنے والے عوامل) درج ذیل ہیں:

پیشاب، پاخانہ، نیند (سنن الترمذی: ۳۵۳۵ وقال: "حسن صحیح" وهو حدیث حسن) مذی (صحیح بخاری: ۱۳۲ صحیح مسلم: ۳۰۳) شرمگاہ کو ہاتھ لگانا (سنن ابی داؤد: ۱۸۱ وصحیح الترمذی: ۸۲ وهو حدیث صحیح) اونٹ کا گوشت کھانا۔ (صحیح مسلم: ۳۶۰)

اور (سمیلین سے) ہوا (ریح) کا خارج ہونا (ابوداؤد: ۲۰۵ وسندہ حسن)

① صحیح مسلم: ب ۱۷ / ۲۳۴ - ☆ تنبیہ: سنن الترمذی (۵۵) کی ضعیف روایت میں "اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ التَّوَّابِينَ وَاجْعَلْنِي مِنَ الْمُتَطَهِّرِينَ" کا اضافہ موجود ہے لیکن یہ سند اقطاع کی وجہ سے ضعیف ہے، ابوداؤد ریس الخولانی اور ابوعثمان (سعید بن ہانی) مسند الفاروق لابن کثیر (۱۱۱) دونوں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہما سے کچھ بھی نہیں سنا، دیکھئے میری کتاب: "انوار الصحیفة فی الاحادیث الضعیفة" (ت: ۵۵)

وضو کے بعد آسمان کی طرف چہرہ یا انگلی اٹھا کر اشارہ کرنے کا صحیح حدیث میں کوئی ثبوت نہیں ہے۔ سنن ابی داؤد والی روایت (۱۷۰) ابن عمرؓ کے مجہول ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے۔

وضو کے دوران میں دعائیں پڑھنا ثابت نہیں ہے۔

② السنن الکبریٰ للامام النسائی: ح ۹۹۰۹، وعمل اليوم واللیلة: ح ۸۰ وسندہ صحیح، اسے حاکم اور ذہبی نے صحیح کہا ہے۔ (مستدرک الحاکم: ۱/ ۵۶۶ ح ۲۰۷۲) حافظ ابن حجر لکھتے ہیں: "هذا حديث صحيح الإسناد"

(نتائج الافکار: ۱/ ۲۴۵)

تنبیہ: غسل جنابت کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے استنجاء کریں، پھر (سر کے مسح اور پاؤں دھونے کے علاوہ) مسنون وضو کریں اور پھر سارے جسم پر اس طرح پانی بہالیں کہ کوئی جگہ خشک نہ رہ جائے اور آخر میں پاؤں دھولیں۔

## صحیح نماز نبوی

### تکمیل تحریر سے سلام تک

- ① رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو قبلہ (کعبہ) کی طرف رخ کرتے، رفع الیدین کرتے اور فرماتے: اللہ اکبر۔ ①
- اور فرماتے: جب تو نماز کے لیے کھڑا ہو تو تکبیر کہہ۔ ②
- ② آپ ﷺ اپنے دونوں ہاتھ کندھوں تک اٹھاتے تھے۔ ③
- یہ بھی ثابت ہے کہ آپ ﷺ اپنے دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھاتے تھے۔ ④
- لہذا دونوں طرح جائز ہے، لیکن زیادہ حدیثوں میں کندھوں تک رفع الیدین کرنے کا ثبوت ہے، یاد رہے کہ رفع الیدین کرتے وقت ہاتھوں کے ساتھ کانوں کا پکڑنا یا چھونا کسی دلیل سے ثابت نہیں ہے۔ مردوں کا ہمیشہ کانوں تک اور عورتوں کا کندھوں تک رفع الیدین کرنے کی تخصیص کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے۔

تنبیہ: نماز ہو، وضو یا غسل ہو یا کوئی عبادت نیت کرنا ضروری ہے کیونکہ اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے۔ دیکھئے صحیح بخاری (۱) و صحیح مسلم (۱۹۰۷) یاد رہے کہ زبان سے نماز یا وضو کی نیت ثابت نہیں ہے۔

- ① ابن ماجہ: ۸۰۳ و مسندہ صحیح، وصححه الترمذی: ۳۰۴ وابن حبان، الاحسان: ۱۸۶۲ وابن خزيمة: ۵۸۷۔ اس کے راوی عبد الحمید بن جعفر، جہور محدثین کے نزدیک ثقہ و صحیح الحدیث ہیں، دیکھئے: نصب الراية (۱/۳۴۴) ان پر جرح مردود ہے۔ محمد بن عمرو بن عطاء ثقہ ہیں۔ (تقریب التہذیب: ۶۱۸۷) محمد بن عمرو بن عطاء کا ابو حمید الساعدی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مجلس میں شامل ہونا ثابت ہے، دیکھئے: صحیح البخاری (۸۲۸) لہذا یہ روایت متصل ہے۔ البحر الزخار (۲/۱۶۸ ح ۵۳۶) میں اس کا ایک شاہد بھی ہے جس کے بارے میں ابن السلقن نے کہا: "صحیح علی شرط مسلم" (البدر المنیر ۳/۴۵۶)

- ② البخاری: ۷۵۷، مسلم: ۳۹۷/۴۵۔ ③ البخاری: ۷۳۶، مسلم: ۳۹۰۔

- ④ مسلم: ۲۶، ۲۵/۳۹۱۔

☆ حالت نماز میں نظر جھکا لیں۔ دیکھئے: نصب الراية (۱/۴۱۶) اور نور العینین (طبع جدید

ص ۱۹۵، ۱۹۶)



③ آپ ﷺ (انگلیاں) پھیلا کر رفع یدین کرتے تھے۔ ①

④ آپ ﷺ اپنا دایاں ہاتھ اپنے بائیں ہاتھ پر، سینے پر رکھتے تھے۔ ②

لوگوں کو (رسول اللہ ﷺ کی طرف سے) یہ حکم دیا جاتا تھا کہ نماز میں دایاں ہاتھ بائیں ذراع پر رکھیں۔ ③

ذراع: کہنی کے سرے سے درمیانی انگلی کے سرے تک ہوتا ہے۔ (القاموس الوحید ص ۵۶۸)  
سیدنا اہل بن حجر رحمہ اللہ نے فرمایا کہ پھر آپ ﷺ نے اپنا دایاں ہاتھ اپنی بائیں ہتھیلی، کلائی اور ساعد پر رکھا۔ ④

ساعد: کہنی سے ہتھیلی تک کا حصہ (ہے)۔ دیکھئے القاموس الوحید (ص ۶۹)۔  
اگر ہاتھ پوری ذراع (ہتھیلی، کلائی اور ہتھیلی سے کہنی تک) پر رکھا جائے تو خود بخود ناف سے اوپر اور سینے پر آ جاتا ہے۔

⑤ رسول اللہ ﷺ تکبیر (تحریمہ) اور قراءت کے درمیان درج ذیل دعا (سر الینی بغیر جہر کے) پڑھتے تھے: «اللَّهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِي وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ، اللَّهُمَّ نَفِّسْنِي مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَفَّيْتَ الثَّوْبَ الْأَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ، اللَّهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَايَ بِالْمَاءِ وَالثَّلَجِ وَالْبَرْدِ» ⑤

① ابوداؤد: ۷۵۳ وسندہ صحیح، وصححه ابن خزيمة: ۴۵۹ وابن حبان، الاحسان: ۱۷۷۴ والحاكم: ۱/۲۳۴ ووافقه الذهبي۔

② احمد فی مسندہ ۲۲۶/۵ ح ۲۲۳۱۳ وسندہ حسن، وعنه ابن الجوزی فی التحقيق: ۲۸۳/۱ ح ۴۷۷ دوسرا نسخہ: ۱/۳۳۸ ح ۴۳۴۔ ③ البخاری: ۷۴۰ وموطأ امام مالك: ۱/۱۵۹ ح ۳۷۷۔ ④ ابوداؤد: ۷۲۷ وسندہ صحیح، النسائی: ۸۹۰، وصححه ابن خزيمة: ۴۸۰ وابن حبان: ۱۸۵۷۔

تنبیہ: مردوں کا ناف سے نیچے اور صرف عورتوں کا سینے پر ہاتھ باندھنا (یہ تخصیص) کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے۔ نیز دیکھئے ماہنامہ المدیہ: ۱۳/۱۹۔ ⑤ البخاری: ۷۴۴، مسلم: ۱۴۷/۵۹۸۔

درج بالا دعا کا ترجمہ: اے اللہ! میرے اور میری خطاؤں کے درمیان ایسی ڈوری بنا دے جیسا کہ مشرق و مغرب کے درمیان دوری ہے، اے اللہ! مجھے خطاؤں سے اس طرح (پاک) صاف کر دے جیسا کہ سفید کپڑا پہل سے (پاک) صاف ہوتا ہے، اے اللہ! میری خطاؤں کو پانی، برف اور اولوں کے ساتھ دھو ڈال (معاف کر دے)۔

درج ذیل دعا بھی آپ ﷺ سے ثابت ہے:

«سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالَى جَدُّكَ وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ» ①

ثابت شدہ دعاؤں میں سے جو دعا بھی پڑھ لی جائے، بہتر ہے۔

⑥ اس کے بعد آپ ﷺ درج ذیل دعا پڑھتے تھے:

«أَعُوذُ بِاللَّهِ السَّمِيعِ الْعَلِيمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ مِنْ هَمَزِهِ وَنَفْخِهِ وَنَفْثِهِ» ②

⑦ آپ ﷺ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھتے تھے۔ ③

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ سرایا جہر پڑھنا دونوں طرح جائز ہے لیکن کثرت دلائل

کی رو سے عام طور پر سر پڑھنا بہتر ہے۔ ④

اس مسئلے میں سختی نہیں کرنی چاہیے۔

① ابوداؤد: ۷۷۵ وسندہ حسن، النسائی: ۹۰۰، ۹۰۱، ابن ماجہ: ۸۰۴،

الترمذی: ۲۴۲، وأعل بما لا یقدح وصححه الحاكم: ۲۳۵/۱ ووافقه الذہبی۔

ترجمہ: اے اللہ! تو پاک ہے، اور تیری تعریف کے ساتھ، تیرا نام ہر کتوں والا ہے اور تیری شان بلند ہے

تیرے سوا دوسرا کوئی اللہ (معبود برحق) نہیں ہے۔ ② ابوداؤد: ۷۷۵ وسندہ حسن۔

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ پڑھنا بھی جائز ہے۔ دیکھئے: صحیح البخاری: ۶۱۱۵؛ صحیح

مسلم: ۲۶۱۰، دارالسلام: ۶۶۴۶، اور کتاب الام للامام الشافعی (۱/۱۰۷)

③ النسائی: ۹۰۶، وسندہ صحیح، وصححه ابن خزيمة: ۴۹۹ وابن حبان:

الاحسان: ۱۷۹۴، والحاكم علی شرط الشيخین: ۲۳۲/۱ ووافقه الذہبی۔

☆ تنبیہ: اس روایت کے راوی سعید بن ابی ہلال نے یہ حدیث اختلاط سے پہلے بیان کی ہے، خالد بن

یزید کی سعید بن ابی ہلال سے روایت صحیح بخاری: ۱۳۶؛ صحیح مسلم (۱۹۷۷/۴۲)

میں موجود ہے۔

④ ”جہراً“ کے جواز کے لیے دیکھئے: النسائی: ۹۰۶، وسندہ صحیح، ”سراً“ کے جواز کے لیے دیکھئے:

صحیح ابن خزيمة: ۴۹۵ وسندہ حسن، صحیح ابن حبان، الاحسان: ۱۷۹۶،

وسندہ صحیح۔

8 پھر آپ ﷺ سورہ فاتحہ پڑھتے تھے۔ ①

﴿اَعُوْذُ بِاللّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ لَا الْوَحْمٰنِ الرَّحِيْمِ لَا مِلٰكَ يَوْمَ الدِّيْنِ ۝ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْزُ ۝ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۚ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ﴾

سورہ فاتحہ آپ ﷺ ٹھہر ٹھہر کر پڑھتے اور ہر آیت پر وقف کرتے تھے۔ ②

آپ ﷺ فرماتے تھے: «لَا صَلَوةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ»  
”جو شخص سورہ فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہوتی۔“ (صحیح البخاری: ۷۵۶)

اور فرماتے: «كُلُّ صَلَوةٍ لَا يَقْرَأُ فِيْهَا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَهِيَ خِدَاجٌ فَهِيَ خِدَاجٌ»  
”ہر نماز جس میں سورہ فاتحہ نہ پڑھی جائے وہ ناقص ہے، ناقص ہے۔“ [ابن ماجہ: ۸۴۱ و سندہ حسن]

9 پھر آپ ﷺ آمین کہتے تھے ③، سیدنا واکل بن حجر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی، آپ نے اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھا، پھر جب آپ نے ولا الضالین (جبراً) کہی تو آمین (جبراً) کہی ④ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جبری نماز میں (امام اور مقتدیوں کو) آمین جبراً کہنی چاہیے۔ ☆

سیدنا واکل بن حجر رضی اللہ عنہما سے دوسری روایت میں آیا ہے: (وخفض بها صوته)

اور آپ ﷺ نے اس (آمین) کے ساتھ اپنی آواز پست رکھی۔ ⑤

① النسائی: ۹۰۶، وسندہ صحیح دیکھئے حاشیہ سابقہ: ۳ ☆ سورہ فاتحہ کا ترجمہ: سب تعریفیں اللہ رب العالمین کے لیے ہیں، جو رحمن و رحیم ہے، یوم جزا کا مالک ہے۔ (اے اللہ!) ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔ ہمیں سیدھا راستہ دکھا۔ ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام کیا ہے۔ نہ کہ ان لوگوں کا راستہ جن پر غضب کیا گیا اور جو گمراہ ہیں۔ ② ابوداؤد: ۴۰۰۱، الترمذی: ۲۹۲۷ وقال: "غریب" وصححه الحاكم على شرط الشيخين (۲/۲۳۲) ووافقه الذهبي وسندہ ضعیف وله شاهد قوى فى مسند احمد: ۶/۲۸۸ ح ۲۷۰۰۳ وسندہ حسن والحديث به حسن۔ ③ النسائی: ۹۰۶، وسندہ صحیح، نیز دیکھئے فقرہ: ۷ حاشیہ: ۳

④ ابن حبان الاحسان: ۱۸۰۲، وسندہ صحیح ☆ ایک روایت میں آیا ہے کہ "فجہر بآمین" پس آپ ﷺ نے آمین بالجہر کہی۔ ابوداؤد: ۹۳۳ وسندہ حسن ⑤ احمد: ۴/۳۱۶ ح ۱۱۸ ۱۹۰۴۸، ورجاله ثقات وهو معلول وأعله البخاری وغيره۔



## ہدایۃ المسلمین نماز کے اہم مسائل

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سری نماز میں آمین سر اُکھنی چاہیے، سری نمازوں میں آمین سر اُکھنے پر مسلمانوں کا اجماع ہے۔ والحمد للہ

⑩ پھر آپ ﷺ سورت سے پہلے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھتے۔

⑪ آپ ﷺ نے فرمایا: ”پھر سورۃ فاتحہ پڑھو اور جو اللہ چاہے پڑھو۔“

نبی ﷺ پہلی دو رکعتوں میں سورۃ فاتحہ اور کوئی ایک سورت پڑھتے تھے۔

اور آخری دو رکعتوں میں (صرف) سورۃ فاتحہ پڑھتے تھے۔

آپ ﷺ قراءت کے بعد رکوع سے پہلے سکتے کرتے تھے۔

⑫ پھر آپ ﷺ رکوع کے لیے تکبیر (اللہ اکبر) کہتے۔

⑬ آپ ﷺ اپنے دونوں ہاتھ کندھوں تک اٹھاتے تھے۔

آپ (عند الركوع وبعده) رفع یدین کرتے پھر (اس کے بعد) تکبیر کہتے۔

① مسلم: ۵۳/۴۰۰ قال رسول اللہ ﷺ: (أُنزلت علي آفًا سورة، فقرأ بسم الله الرحمن الرحيم إنا أعطيناك الكوثر فصل لربك وانحر إن شانتك هو الأبر) سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ نماز میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورت سے پہلے بسم اللہ الرحمن الرحیم نہ پڑھی تو مہاجرین و انصار سخت ناراض ہوئے تھے۔ اس کے بعد معاویہ رضی اللہ عنہ سورت سے پہلے بھی بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھتے تھے، رواہ الشافعی (الام: ۱/۱۰۸) وصححه الحاكم علی شرط مسلم (۲/۲۳۳) ووافقه الذہبی۔ اس کی سند حسن ہے۔

② ابوداؤد: ۸۵۹، وسنده حسن۔ ③ البخاری: ۷۶۲ و مسلم: ۴۵۱۔

④ البخاری: ۷۷۶، مسلم: ۱۵۵/۴۵۱۔ آخری دو رکعتوں میں کوئی سورت ملانا بھی جائز ہے۔ دیکھئے: صحیح مسلم (۴۵۲) اور یہی کتاب ص ۲۳ فقرہ ۲۸ حاشیہ: ۶۔

⑤ ابوداؤد: ۷۷۷، ۷۷۸، ابن ماجہ: ۸۴۵ وهو حدیث صحیح / حسن بصری مدلس ہیں (طبقات المدلسین بتحقیقی: ۴۰/۲) لیکن ان کی سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے حدیث صحیح ہوتی ہے اگرچہ تصریح سماع نہ بھی ہو کیونکہ وہ سمرہ رضی اللہ عنہ کی کتاب سے روایت کرتے تھے، نیز دیکھئے: نیل المقصود فی التعلیق علی سنن أبی داؤد: ۳۵۴۔

تنبیہ: اگر سورۃ فاتحہ گئی ہو تو اس سکتے میں پڑھ لیں۔ دیکھئے: نصر الباری فی تحقیق جزء القراءة للبخاری (۲۷۴، ۲۷۵)

⑥ البخاری: ۷۸۹، مسلم: ۲۸/۳۹۲۔ ⑦ البخاری: ۷۳۸، مسلم: ۲۲/۳۹۰۔

⑧ مسلم: ۲۲/۳۹۰۔



اگر پہلے تکبیر اور بعد میں رفع یدین کر لیا جائے تو یہ بھی جائز ہے، ابو حمید الساعدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ تکبیر کہتے تو رفع یدین کرتے۔<sup>①</sup>

② آپ ﷺ جب رکوع کرتے تو اپنے ہاتھوں سے اپنے گھٹنے، مضبوطی سے پکڑتے پھر اپنی کمر جھکاتے (اور برابر کرتے) ③ آپ ﷺ کا سر نہ تو (پیٹھ سے) اونچا ہوتا اور نہ نیچا (بلکہ برابر ہوتا تھا) ④

آپ ﷺ اپنی دونوں ہتھیلیاں اپنے گھٹنوں پر رکھتے تھے، پھر اعتدال (سے رکوع) کرتے۔ نہ تو سر (بہت) جھکاتے اور نہ اسے (بہت) بلند کرتے ⑤ یعنی آپ ﷺ کا سر مبارک آپ کی پیٹھ کی سیدھ میں بالکل برابر ہوتا تھا۔

⑥ آپ ﷺ نے رکوع کیا تو اپنے دونوں ہاتھ اپنے گھٹنوں پر رکھے گویا کہ آپ نے انہیں پکڑ رکھا ہے اور دونوں ہاتھ کمان کی ڈوری کی طرح تان کر اپنے پہلوؤں سے دور رکھے۔ ⑦

⑧ آپ ﷺ رکوع میں: «سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ» کہتے (رہتے) تھے۔ ⑨

آپ ﷺ اس کا حکم دیتے تھے کہ یہ (دعا) رکوع میں پڑھیں۔ ⑩

آپ ﷺ سے رکوع میں یہ دعائیں بھی ثابت ہیں:

① ابوداؤد: ۷۳۰ وسندہ صحیح، نیز دیکھئے فقرہ: احاشیہ: ۱۔ ② البخاری: ۸۲۸۔

③ مسلم: ۴۹۸/۲۴۰۔ ④ ابوداؤد: ۷۳۰ وسندہ صحیح۔

⑤ ابوداؤد: ۷۳۴، وسندہ حسن، وقال الترمذی: ۲۶۰: "حدیث حسن صحیح"

وصححه ابن خزيمة: ۶۸۹ وابن حبان، الاحسان: ۱۸۶۸۔ ☆ تنبیہ: ﷺ بن سلیمان

صحیحین کے راوی ہیں اور حسن الحدیث ہیں، جمہور محدثین نے ان کی توثیق کی ہے، لہذا یہ روایت حسن

لذاتہ ہے، ﷺ مذکور پر جرح مردود ہے۔ والحمد لله۔ ⑥ مسلم: ۷۷۲، ولفظہ: "ثم ركع

فجعل يقول: سبحان ربي العظيم، فكان ركوعه نحواً من قيامه" ⑦ ابوداؤد: ۸۶۹

وسندہ صحیح، ابن ماجہ: ۸۸۷ وصححه ابن خزيمة: ۶۰۱، ۶۷۰ وابن حبان،

الاحسان ۱۸۹۵ والحاكم: ۱/۲۲۵، ۲/۴۷۷) واختلف قول الذهبي فيه، میمون

بن مهران (تابعی) اور زہری (تابعی) فرماتے ہیں کہ رکوع و سجود میں تین تسبیحات سے کم نہیں پڑھنی

چاہئیں۔ (ابن أبي شيبة في المصنف ۱/۲۵۰ ح ۲۵۷۱ وسندہ حسن)

«سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ، اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي» ① یہ دعا آپ کثرت

سے پڑھتے تھے۔

«سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ، رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ» ②

«سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ، لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ» ③

«اللَّهُمَّ لَكَ رَكَعْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَلَكَ اسَلَّمْتُ، خَشَعَ لَكَ

سَمْعِي وَبَصَرِي وَمُخْيِي وَعَظْمِي وَعَصَبِي» ④

ان دعاؤں میں سے کوئی دعا بھی پڑھی جاسکتی ہے، ان دعاؤں کا ایک ہی رکوع یا

سجدے میں جمع کرنا اور اکٹھا پڑھنا کسی صریح دلیل سے ثابت نہیں ہے۔

تاہم حالت تشہد «ثُمَّ لِيَتَخَيَّرَ مِنَ الدُّعَاءِ أَعْجَبَهُ إِلَيْهِ فَيَدْعُو» (البخاری: ۸۳۵،

واللفظہ، مسلم: ۴۰۲) کی عام دلیل سے ان دعاؤں کا جمع کرنا بھی جائز ہے۔ ☆ واللہ اعلم

⑦ ایک شخص نماز صحیح نہیں پڑھتا تھا، آپ ﷺ نے اسے نماز کا طریقہ سکھانے کے لیے

فرمایا: ”جب تو نماز کے لیے کھڑا ہو تو پورا وضو کر، پھر قبلہ کی طرف رخ کر کے تکبیر

(اللہ اکبر) کہہ پھر قرآن سے جو میسر ہو (سورہ فاتحہ) پڑھ، پھر اطمینان سے رکوع کر، پھر

اٹھ کر (اطمینان سے) برابر کھڑا ہو جا پھر اطمینان سے سجدہ کر، پھر اطمینان سے اٹھ کر بیٹھ جا،

پھر اطمینان سے (دوسرا) سجدہ کر، پھر (دوسرے سجدے سے) اطمینان سے اٹھ کر بیٹھ جا،

پھر اپنی ساری نماز (کی ساری رکعتوں) میں اسی طرح کر۔ ⑤

① البخاری: ۷۹۴، ۸۱۷، مسلم: ۴۸۴۔

② مسلم: ۴۸۷۔

③ مسلم: ۴۸۵۔

④ مسلم: ۷۷۱۔

⑤ البخاری: ۶۲۵۱۔

☆ نیز دیکھئے فقرہ: ۲۵۔

18 جب آپ ﷺ رکوع سے سر اٹھاتے تو رفع یدین کرتے اور «سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ» کہتے تھے ① «رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ» کہنا بھی صحیح اور ثابت ہے۔ ②

رکوع کے بعد درج ذیل دعائیں بھی ثابت ہیں:

«اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ ③۔ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْءُ السَّمَوَاتِ وَمِلْءُ الْأَرْضِ وَمِلْءُ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ ④ اَهْلَ النَّاءِ وَالْمَجْدِ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ، وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ ⑤ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ، حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ» ⑥

19 رکوع کے بعد قیام میں ہاتھ باندھنے چاہئیں یا نہیں، اس مسئلے میں صراحت سے کچھ بھی ثابت نہیں ہے لہذا دونوں طرح عمل جائز ہے مگر بہتر یہی ہے کہ قیام میں ہاتھ نہ باندھے جائیں۔ ⑦

20 پھر آپ ﷺ تکبیر (اللہ اکبر) کہہ کر (یا کہتے ہوئے) سجدے کے لیے جھکتے ⑧

① البخاری: ۷۳۵، راجح یہی ہے کہ امام مقتدی اور مفرد سب «سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ» پڑھیں۔ سنن الدارقطنی: ۱/۳۳۹، ۳۴۰، ح: ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، وسندہ حسن، محمد بن سیرین اس کے قائل تھے کہ مقتدی بھی سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہے۔ دیکھئے: مصنف ابن ابی شیبہ: ۱/۲۵۳، ح: ۲۶۰۰ وسندہ صحیح۔

② البخاری: ۷۸۹، بعض اوقات «رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ» جہراً کہنا بھی جائز ہے، عبدالرحمن بن ہریر الاخرج سے روایت ہے کہ «سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يُرْفَعُ صَوْتُهُ بِاللَّهِمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ» یعنی میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو اونچی آواز کے ساتھ «اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ» پڑھتے ہوئے سنا ہے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ: ۱/۲۴۸، ح: ۲۵۵۶ وسندہ صحیح)

③ البخاری: ۷۹۶۔ ④ مسلم: ۴۷۶۔ ⑤ مسلم: ۴۷۸/۲۰۶۔ ⑥ البخاری: ۷۹۹۔

⑦ امام احمد بن حنبل سے پوچھا گیا کہ رکوع کے بعد ہاتھ باندھنے چاہئیں یا چھوڑ دینے چاہئیں تو انہوں نے فرمایا: «أَرَجُو أَنْ لَا يَضِيقَ ذَلِكَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ» مجھے امید ہے کہ ان شاء اللہ اس میں کوئی تنگی نہیں ہے۔ (مسائل احمد، رواية صالح بن احمد بن حنبل: ۶۱۵)

⑧ البخاری: ۸۰۳، مسلم: ۳۹۲/۲۸۔

## ہدۃ السامعین نذکے ہم سال

① آپ ﷺ نے فرمایا: «إِذَا سَجَدَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَبْرُكْ كَمَا يَبْرُكُ الْبَعِيرُ وَلْيَضَعْ يَدَيْهِ قَبْلَ رُكُوعِهِ» ”جب تم میں سے کوئی سجدہ کرے تو اونٹ کی طرح نہ بیٹھے (بلکہ) اپنے دونوں ہاتھ اپنے گھٹنوں سے پہلے (زمین پر) رکھے۔“ آپ ﷺ کا عمل بھی اسی کے مطابق تھا۔ ①

② آپ ﷺ سجدے میں ناک اور پیشانی، زمین پر (خوب) جما کر رکھتے، اپنے بازوؤں کو اپنے پہلو (بغلوں) سے دور کرتے اور دونوں ہتھیلیاں کندھوں کے برابر (زمین) پر رکھتے۔ ② سیدنا واکل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”آپ ﷺ نے جب سجدہ کیا تو اپنی دونوں ہتھیلیوں کو اپنے کانوں کے برابر رکھا۔“ ③

③ سجدے میں آپ ﷺ اپنے دونوں بازوؤں کو اپنی بغلوں سے ہٹا کر رکھتے تھے۔ ④ آپ ﷺ سجدے میں اپنے ہاتھ (زمین پر) رکھتے، نہ تو انہیں بچھاتے اور نہ (بہت) سینٹے، اپنے پاؤں کی انگلیوں کو قبلہ رخ رکھتے۔ ⑤ آپ کی بغلوں کی سفیدی نظر آ جاتی تھی۔ ⑥

- ① ابوداؤد: ۸۴۰ وسندہ صحیح علی شرط مسلم، النسائی: ۱۰۹۲، وسندہ حسن / سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنے گھٹنوں سے پہلے اپنے دونوں ہاتھ (زمین پر) رکھتے تھے (البخاری قبل حدیث: ۸۰۳) اور فرماتے کہ رسول اللہ ﷺ ایسا ہی کرتے تھے (صحیح ابن خزيمة: ۶۲۷ وسندہ حسن، وصححه الحاكم علی شرط مسلم: ۲۲۶/۱ ووافقه الذهبی) جس روایت میں آیا ہے کہ نبی کریم ﷺ سجدہ میں جاتے وقت پہلے گھٹنے اور پھر ہاتھ رکھتے تھے (ابوداؤد: ۸۳۸ وغیرہ) شریک بن عبد اللہ القاضی کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے۔ اس کے تمام شواہد بھی ضعیف ہیں، ابوقلابہ (تابعی) سجدہ کرتے وقت پہلے گھٹنے لگاتے تھے اور حسن بصری (تابعی) پہلے ہاتھ لگاتے تھے (ابن ابی شیبہ: ۲۶۳/۱، ح: ۲۷۰۸ وسندہ صحیح) محمد بن سیرین (تابعی) بھی پہلے گھٹنے لگاتے تھے (ابن ابی شیبہ: ۲۶۳/۱، ح: ۲۷۰۹ وسندہ صحیح) دلائل کی رو سے رائج اور بہتر یہی ہے کہ پہلے ہاتھ اور پھر گھٹنے لگائے جائیں۔ ② ابوداؤد: ۷۳۴، وسندہ حسن، نیز دیکھئے: فقرہ: ۱۵ حاشیہ: ۵۔ ③ ابوداؤد: ۷۲۶ وسندہ صحیح، النسائی: ۸۹۰ وصححه ابن خزيمة: ۶۴۱ ابن حبان، الاحسان: ۱۸۵۷، نیز دیکھئے فقرہ: ۴ حاشیہ: ۴۔ ④ ابوداؤد: ۷۳۰ وسندہ صحیح دیکھئے فقرہ: ۱۴ حاشیہ: ۴۔ ⑤ البخاری: ۸۲۸۔ ⑥ البخاری: ۳۹۰، مسلم: ۴۹۵۔



آپ ﷺ فرماتے تھے: ”سجدے میں اعتدال کرو، کتے کی طرح بازو نہ بچھاؤ۔“<sup>①</sup>  
 آپ ﷺ فرماتے تھے: ”مجھے سات ہڈیوں پر سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے، پیشانی  
 ناک، دونوں ہاتھ، دونوں گھٹنے اور دونوں قدموں کے نیچے۔“<sup>②</sup>

آپ ﷺ فرماتے تھے: ”جب بندہ سجدہ کرتا ہے تو سات اطراف (اعضاء) اس  
 کے ساتھ سجدہ کرتے ہیں، چہرہ، ہتھیلیاں، دو گھٹنے اور دو پاؤں۔“<sup>③</sup> معلوم ہوا کہ سجدے  
 میں ناک، پیشانی، دونوں ہتھیلیوں، دونوں گھٹنوں اور دونوں پاؤں کا زمین پر لگانا ضروری  
 (فرض) ہے۔ ایک روایت میں ہے: «لَا صَلَوةَ لِمَنْ لَمْ يَضَعْ أَنْفَهُ عَلَى الْأَرْضِ»  
 ”جو شخص (نماز میں) اپنی ناک، زمین پر نہ رکھے اس کی نماز نہیں ہوتی۔“<sup>④</sup>

②۴ آپ ﷺ جب سجدہ کرتے تو اگر بکری کا بچہ آپ کے بازوؤں کے درمیان سے گزرنا  
 چاہتا تو گزر سکتا تھا۔<sup>⑤</sup>

②۵ سجدے میں بندہ اپنے رب کے انتہائی قریب ہوتا ہے، لہذا سجدے میں خوب دعا  
 کرنی چاہیے ⑥ سجدے میں درج ذیل دعائیں پڑھنا ثابت ہے:

«سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى» ⑦ «سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ، اللَّهُمَّ  
 اغْفِرْ لِي» ⑧ «سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ، رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ» ⑨  
 «سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ، لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ» ⑩

«اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي ذَنْبِي كُلَّهُ، دِقَّةً وَجَلَّةً، وَأَوَّلَهُ وَآخِرَهُ، وَعَلَانِيَةً وَسِرًّا» ⑪

① البخاری: ۸۲۲، مسلم: ۴۹۳، اس حکم میں مرد اور عورتیں سب شامل ہیں۔ لہذا عورتوں کو بھی  
 چاہیے کہ سجدے میں اپنے بازو نہ پھیلائیں۔ ② البخاری: ۸۱۲، مسلم: ۴۹۰۔

③ مسلم: ۴۹۱۔ ④ الدارقطنی فی سننہ: ۱/۳۴۸، ح: ۱۳۰۳ مرفوعاً وسندہ حسن۔

⑤ مسلم: ۴۹۶، یعنی آپ ﷺ اپنے سینے اور پیٹ کو زمین سے بلند رکھتے تھے، عورتوں کے لیے بھی  
 یہی حکم ہے: «صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُنِي أُصَلِّي» ”نماز اس طرح پڑھو جس طرح مجھے پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو۔“

⑥ مسلم: ۴۸۲۔ ⑦ مسلم: ۷۷۲۔ ⑧ البخاری: ۷۹۴، ۸۱۷، مسلم: ۴۸۴۔

⑨ مسلم: ۴۸۷۔ ⑩ مسلم: ۴۸۵۔ ⑪ مسلم: ۴۸۳۔

## ہدایۃ المسلمین نماز کے مسائل

«اللَّهُمَّ لَكَ سَجَدْتُ، وَبِكَ آمَنْتُ، وَلَكَ أَسْلَمْتُ، سَجَدَ وَجْهِي  
لِلَّذِي خَلَقَهُ وَصَوَّرَهُ، وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ، تَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ  
الْخَالِقِينَ» ①

② آپ ﷺ سجدے کو جاتے وقت رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

③ آپ ﷺ سجدے کی حالت میں اپنے دونوں پاؤں کی ایڑیاں ملا دیتے تھے اور ان کا  
رخ قبلے کی طرف ہوتا تھا۔

سجدے میں آپ اپنے دونوں قدم کھڑے رکھتے تھے۔

④ آپ ﷺ تکبیر (اللہ اکبر) کہہ کر سجدے سے اٹھتے۔ ⑤ آپ ﷺ اللہ اکبر کہہ کر

سجدے سے سر اٹھاتے اور اپنا بایاں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھ جاتے۔

⑥ آپ ﷺ سجدے سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین نہیں کرتے تھے (بخاری: ۷۳۸، مسلم:

۳۹۰/۲۲) سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: نماز میں (نبی ﷺ کی) سنت یہ ہے کہ

دایاں پاؤں کھڑا کر کے بایاں پاؤں بچھا دیا جائے۔

⑦ آپ ﷺ سجدے سے اٹھ کر (جلے میں) تھوڑی دیر بیٹھے رہتے۔

حتیٰ کہ بعض کہنے والا کہہ دیتا: ”آپ بھول گئے ہیں۔“

⑧ آپ جلے میں یہ دعا پڑھتے تھے: «رَبِّ اغْفِرْ لِي، رَبِّ اغْفِرْ لِي» ⑩

① مسلم: ۷۷۱۔ (جو دعا با سند صحیح ثابت ہو جائے سجدے میں اس کا پڑھنا افضل ہے، رکوع اور  
سجدے میں قرآن پڑھنا منع ہے دیکھئے: صحیح مسلم: ۴۷۹، ۴۸۰۔

② البخاری: ۷۳۸ ③ البيهقي: ۱۱۶/۲ وسنده صحيح وصححه ابن خزيمة: ۶۵۴ وابن حبان، الاحسان: ۱۹۳۰، والحاكم (۱/۲۲۸، ۲۲۹) على شرط

الشيخين ووافقه الذهبي ④ مسلم: ۴۸۶، مع شرح النووي۔ ⑤ البخاری: ۷۸۹؛  
مسلم: ۳۹۲۔ ⑥ ابوداود: ۷۳۰ وسنده صحيح۔ ⑦ البخاری: ۸۲۷۔

⑧ البخاری: ۸۱۸۔ ⑨ البخاری: ۸۲۱؛ مسلم: ۴۷۲۔

⑩ ابوداود: ۸۷۴ وهو حديث صحيح، النسائي: ۱۰۷۰، ۱۱۴۶، اس روایت میں  
رجل من بنی ہاشم سے مراد: صلہ بن زفر ہے۔ دیکھئے: مسند الطیالسی: ۴۱۶، ابو حمزہ مولیٰ الانصار =



۳۱) پھر آپ ﷺ تکبیر (اللہ اکبر) کہہ کر (دوسرا) سجدہ کرتے۔ ①

آپ ﷺ سجدے میں جاتے وقت رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ ②

آپ ﷺ دونوں سجدوں کے درمیان رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ ③

سجدے میں آپ ﷺ «سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى» پڑھتے تھے۔ ④  
دیگر دعاؤں کے لیے دیکھئے فقرہ: ۲۵۔

۳۲) پھر آپ ﷺ تکبیر (اللہ اکبر) کہہ کر (دوسرے) سجدے سے سر اٹھاتے ⑤ سجدے سے اٹھتے وقت آپ ﷺ رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ ⑥

۳۳) آپ ﷺ جب طاق (پہلی یا تیسری) رکعت میں دوسرے سجدے سے سر اٹھاتے تو بیٹھ جاتے تھے۔ ⑦ دوسرے سجدے سے آپ ﷺ جب اٹھتے تو بایاں پاؤں بچھا کر اس پر

== سے مراد: طلحہ بن یزید ہے دیکھئے: تحفة الاشراف (۳/ ۵۸ ح ۳۳۹۵) و تقریب التہذیب (تحت رقم: ۸۰۶۳) جلسہ میں تشہد کی طرح اشارہ، جس روایت میں آیا ہے (مسند احمد: ۴/ ۳۱۷ ح ۱۹۰۶۳) اس کی سند سفیان (الثوری) کی تدلیس (معنعہ) کی وجہ سے ضعیف ہے، حافظ ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "وأما المدلسون الذين هم ثقات وعدول فإننا لا نحتج بأخبارهم إلا ما بينوا السماع فيما رويوا مثل الثوري والأعمش وأبي إسحاق وأضرابهم من الأئمة المتقين..." "مدلسین جو ثقہ و عادل ہیں ہم ان کی صرف انہی روایات سے حجت پکڑتے ہیں جن میں انہوں نے سماع کی تصریح کی ہے مثلاً (سفیان) ثوری، اعمش، ابواسحاق اور ان جیسے دوسرے صاحب تقویٰ (صاحب اتقان) ائمہ (صحیح ابن حبان، الاحسان مع تحقیق شعیب الأرناؤوط ج ۱ ص ۱۶۱) سفیان الثوری کو حاکم نیشاپوری نے (مدلسین کی) تیسری قسم (طبقہ ثالثہ) میں ذکر کیا ہے (دیکھئے: معرفة علوم الحديث ص ۱۰۶)۔ محمول تابعی رحمہ اللہ و سجدوں کے درمیان «اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي وَاجْبُرْنِي وَارْزُقْنِي» پڑھتے تھے۔ (مصنف ابن أبي شيبة: ۲/ ۵۳۴ ح ۸۸۳۸، دوسرا نسخہ ۳/ ۶۳۴ ح ۸۹۲۲ و اللفظ له وسنده صحيح)

نبی ﷺ نے ایک آدمی کو نماز میں «اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي وَاجْبُرْنِي وَارْزُقْنِي» کی دعا سکھائی۔ (صحیح مسلم: ۳۵/ ۲۶۹۷ و ترقیم دار السلام: ۶۸۵۰)

① البخاری: ۷۸۹؛ مسلم: ۲۸/ ۳۹۲۔ ② البخاری: ۷۳۸۔ ③ مسلم: ۲۱/ ۳۹۰،

سجدہ کرتے وقت، سجدے سے سر اٹھاتے وقت اور سجدوں کے درمیان رفع یدین کرنا ثابت نہیں ہے۔

④ مسلم: ۷۷۲۔ ⑤ البخاری: ۷۸۹؛ مسلم: ۲۸/ ۳۹۲۔

⑥ البخاری: ۷۳۸؛ مسلم: ۲۲/ ۳۹۰۔ ⑦ البخاری: ۸۲۳۔



بیٹھ جاتے حتیٰ کہ ہر ہڈی اپنی جگہ پر آ جاتی۔ ①

③۴ ایک رکعت مکمل ہو گئی، اب اگر آپ ایک وتر پڑھ رہے ہیں تو پھر تشہد، درود اور دعائیں (جن کا ذکر آگے آ رہا ہے) پڑھ کر سلام پھیر لیں۔ ②

③۵ پھر آپ ﷺ زمین پر (دونوں ہاتھ رکھ کر) اعتماد کرتے ہوئے (دوسری رکعت کے لیے) اٹھ کھڑے ہوتے۔ ③

③۶ آپ ﷺ جب دوسری رکعت کے لیے کھڑے ہوتے تو الحمد للہ رب العالمین سے قراءت شروع کرتے وقت سکتہ نہ کرتے تھے۔ ④

سورۃ فاتحہ سے پہلے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھنے کا ذکر گزر چکا ہے۔ ⑤  
﴿فَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ﴾ ⑥ کی رو سے بسم اللہ سے پہلے ﴿أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ﴾ پڑھنا بھی جائز بلکہ بہتر ہے۔

رکعت اولیٰ میں جو تفصیل گزر چکی ہیں ⑦ حدیث: ”پھر ساری نماز میں اسی طرح کر“ ⑧ کی رو سے دوسری رکعت بھی اسی طرح پڑھنی چاہیے۔

① ابوداؤد: ۷۳۰ وسندہ صحیح، آپ ﷺ دوسرے سجدے کے بعد بیٹھنے کا حکم دیتے تھے (صحیح البخاری: ۶۲۵۱) نیز دیکھئے: فقرہ: ۱۷، اس سنت صحیحہ کے خلاف کچھ بھی ثابت نہیں ہے۔ ② دیکھئے تشہد - فقرہ: ۴۱، درود - فقرہ: ۴۲ دعائیں - فقرہ: ۴۹، ۵۰، سلام - فقرہ: ۵۰، ۵۱ ایک رکعت پر اگر سلام پھیرا جائے تو تورک کرنا بھی جائز ہے اور نہ کرنا بھی، مگر بہتر یہی ہے کہ تورک کیا جائے ایک روایت میں ہے کہ ”حتیٰ إذا كانت السجدة التي فيها التسليم آخر رجله اليسرى وقعد متوركاً على شقه الأيسر“ ابوداؤد: ۷۳۰ وسندہ صحیح۔

③ البخاری: ۸۲۴ و ابن خزیمہ / فی صحیحہ: ۶۸۷، ازرق بن قیس (ثقة / التقريب: ۳۰۲) سے روایت ہے کہ میں نے (عبداللہ) بن عمر (رضی اللہ عنہما) کو دیکھا آپ نماز میں اپنے دونوں ہاتھوں پر اعتماد کر کے کھڑے ہوئے۔ (مصنف ابن أبي شيبة: ۱/۳۹۵، ح: ۳۹۹۶ وسندہ صحیح) ④ مسلم: ۵۹۹، ابن خزيمة: ۱۶۰۳، ابن حبان: ۱۹۳۳۔

⑤ دیکھئے: فقرہ: ۷ وحاشیہ: ۳۔ ⑥ التحل: ۹۸۔ ⑦ فقرہ: ۱ سے لے کر فقرہ: ۳۳ تک۔ ⑧ البخاری: ۶۲۵۱، نیز دیکھئے: فقرہ: ۱۷۔



37 دوسری رکعت میں دوسرے سجدے کے بعد (تشہد کے لیے) بیٹھ جانے کے بعد آپ ﷺ اپنا دایاں ہاتھ دائیں گھٹنے پر اور بائیں ہاتھ بائیں گھٹنے پر رکھتے تھے۔ ①  
 آپ ﷺ اپنے دائیں ہاتھ کی انگلیوں سے ترپن کا عدد (حلقہ) بناتے اور شہادت کی انگلی سے اشارہ کرتے تھے ② یعنی اشارہ کرتے ہوئے دعا کرتے تھے۔ یہ بھی ثابت ہے کہ آپ ﷺ اپنے دونوں ہاتھ اپنی دونوں رانوں پر رکھتے اور انگوٹھے کو درمیانی انگلی سے ملاتے (حلقہ بناتے) اور شہادت کی انگلی سے اشارہ کرتے تھے۔ ③  
 لہذا دونوں طرح عمل جائز ہے۔

38 آپ ﷺ اپنی دائیں کہنی کو دائیں ران پر رکھتے تھے۔ ④  
 آپ ﷺ اپنی دونوں ذرا میں ⑤ اپنی رانوں پر رکھتے تھے۔ ⑥  
 39 آپ ﷺ جب تشہد کے لیے بیٹھتے تو شہادت کی انگلی سے اشارہ کرتے تھے۔ ⑦  
 آپ ﷺ انگلی اٹھا دیتے، اس کے ساتھ تشہد میں دعا کرتے تھے۔ ⑧  
 آپ ﷺ شہادت والی انگلی کو تھوڑا سا جھکا دیتے تھے۔ ⑨  
 آپ ﷺ اپنی شہادت والی انگلی کو حرکت دیتے (ہلاتے) رہتے تھے۔ ⑩

- ① مسلم: ۵۷۹/۱۱۲۔ ② مسلم: ۵۸۰/۱۱۵۔ ③ مسلم: ۵۷۹/۱۱۳۔  
 ④ ابوداؤد: ۷۲۶، ۹۵۷ وسندہ صحیح، النسائی: ۱۲۶۶، ابن خزيمة: ۷۱۳، ابن حبان، الاحسان: ۱۸۵۷۔ ⑤ ذراع کے مفہوم کے لیے دیکھئے فقرہ: ۴۔  
 ⑥ النسائی: ۱۲۶۵ وهو حدیث صحیح بالشواہد۔ ⑦ مسلم: ۵۸۰/۱۱۵۔  
 ⑧ ابن ماجہ: ۹۱۲، وسندہ صحیح، ابن حبان، الاحسان: ۱۹۴۲۔  
 ⑨ ابوداؤد: ۹۹۱ وسندہ حسن، ابن خزيمة: ۷۱۶، ابن حبان الاحسان: ۱۹۴۳۔  
 ⑩ النسائی: ۱۲۶۹ وسندہ صحیح، ابن خزيمة: ۷۱۴، ابن الجارود فی المستقی: ۲۰۸، ابن حبان، الاحسان: ۱۸۵۷ ☆ تنبیہ: بعض لوگوں نے غلط فہمی کی وجہ سے یہ اعتراض کیا ہے کہ ”یُحَرِّكُهَا“ کا لفظ شاذ ہے کیونکہ اسے زائدہ بن قدامہ کے علاوہ کسی نے بیان نہیں کیا، اس کا جواب یہ ہے کہ زائدہ بن قدامہ ثقہ ثبت، صاحب سنۃ ہیں (التقریب: ۱۹۸۲) لہذا ان کی زیادت مقبول ہے اور دوسرے راویوں کا یہ لفظ ذکر نہ کرنا شذوذ کی دلیل نہیں کیونکہ عدم ذکر نفی ذکر کی دلیل نہیں ہوتا۔ =

④۰ آپ ﷺ اپنی شہادت کی انگلی کو قبلہ رخ کرتے اور اسی کی طرف دیکھتے رہتے تھے۔ ①  
آپ ﷺ دو رکعتوں کے بعد والے (پہلے) تشہد، اور چار رکعتوں کے بعد والے (آخری) تشہد، دونوں تشہدوں میں یہ اشارہ کرتے تھے۔ ②

④۱ آپ ﷺ تشہد میں درج ذیل دعا (التحیات) سکھاتے تھے:  
«التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ، السَّلَامُ عَلَيْكَ ③ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ  
اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا  
اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ» ④

④۲ پھر آپ ﷺ درود پڑھنے کا حکم دیتے تھے:  
«اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ

= یاد رہے کہ ”ولا یحرکھا“ والی روایت (ابوداؤد: ۹۸۹، النسائی: ۱۲۷۱) محمد بن عجلان کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے، دیکھئے میری کتاب: ”أنوار الصحیفة فی الأحادیث الضعیفة“ ص: ۲۸ محمد بن عجلان مدلس ہیں: (طبقات المدلسین: ۳/۹۸، بتحقیقی / الفتح المبین، ص: ۶۱، ۶۰) ① النسائی: ۱۱۶۱، وسندہ صحیح، ابن خزیمہ: ۷۱۹، ابن حبان، الاحسان: ۱۹۴۳ ☆ تنبیہ: یہ روایت اس متن کے بغیر صحیح مسلم: ۵۸۰/۱۱۶ میں مختصراً موجود ہے۔ ② النسائی: ۱۱۶۲، وسندہ حسن ☆ تنبیہ: لا الہ پر انگلی اٹھانا اور الا اللہ پر رکھ دینا کسی حدیث سے ثابت نہیں ہے، بلکہ احادیث کے عموم سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ شروع سے آخر تک، حلقہ بنا کر شہادت والی انگلی اٹھائی جائے، رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا جو (تشہد میں) دو انگلیوں سے اشارہ کر رہا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”أَجِدْ أَجِدْ“: صرف ایک انگلی سے اشارہ کرو (الترمذی: ۳۵۵۷ وقال: حسن، النسائی: ۱۲۷۳) اس سے بھی یہ ظاہر ہوتا ہے کہ شروع تشہد سے لے کر آخر تک شہادت والی انگلی اٹھائی رکھنی چاہیے۔

③ یہاں علیک سے مراد حاضر نہیں بلکہ غائب ہے، عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ”جب رسول اللہ ﷺ فوت ہو گئے تو ہم: ”السَّلَامُ یَعْنِي عَلَى النَّبِيِّ ﷺ“ پڑھتے تھے (البخاری: ۶۲۶۵) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ”علیک“ کی جگہ ”علی“ پڑھنا اس کی زبردست دلیل ہے کہ ”علیک“ سے مراد یہاں قطعاً حاضر نہیں ہے، یاد رہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنی روایتوں کو بعد والے لوگوں کی بہ نسبت زیادہ جانتے ہیں۔ ④ البخاری: ۱۲۰۲۔

☆ تنبیہ: اس مشہور ”التحیات“ کے علاوہ دوسرے جتنے صیغے صحیح و حسن احادیث سے یہاں پڑھنے ثابت ہیں (اس کے بدلے میں) اُن کا پڑھنا جائز اور موجب ثواب ہے۔

وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ، اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ» ①

④۳ دور کعتیں مکمل ہو گئیں، اب اگر دو رکعتوں والی نماز (مثلاً صلوٰۃ الفجر) ہے۔ تو دعا پڑھ کر دونوں طرف سلام پھیر دیں اور اگر تین یا چار رکعتوں والی نماز ہے تو تکبیر کہہ کر کھڑے ہو جائیں۔ ②

④۴ پھر جب آپ ﷺ دور کعتیں پڑھ کر اٹھتے تو (اٹھتے وقت) تکبیر (اللہ اکبر) کہتے ③ اور رفع یدین کرتے۔ ④

④۵ تیسری رکعت بھی دوسری رکعت کی طرح پڑھنی چاہیے، الا یہ کہ تیسری اور چوتھی (آخری دونوں) رکعتوں میں صرف سورۃ فاتحہ پڑھنی چاہیے اس کے ساتھ کوئی سورت وغیرہ نہیں ملانی چاہیے، جیسا کہ سیدنا ابوقادہ رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ حدیث سے ثابت ہے۔ ⑤

④۶ اگر تین رکعتوں والی نماز (مثلاً صلوٰۃ المغرب) ہے تو تیسری رکعت مکمل کرنے کے

① البخاری: ۳۳۷۰، البیہقی فی السنن الکبریٰ ۱۴۸/۲، ح: ۲۸۵۶۔ ② پہلے تشہد میں درود پڑھنا انتہائی بہتر اور موجب ثواب ہے، عام دلائل میں ”قولوا“ کے ساتھ اس کا حکم آیا ہے کہ درود پڑھو، اس حکم میں آخری تشہد یا پہلے تشہد کی کوئی تخصیص نہیں ہے۔ نیز دیکھئے: سنن النسائی: (ج: ۴، ص: ۲۴۱، ح: ۱۷۲۱) والسنن الکبریٰ (۲/۴۹۹، ۵۰۰، وسندہ صحیح) تاہم اگر کوئی شخص پہلے تشہد میں درود نہ پڑھے اور صرف التحیات پڑھ کر ہی کھڑا ہو جائے تو یہ بھی جائز ہے جیسا کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے التحیات (عبدہ ورسولہ تک) سکھا کر فرمایا: ”پھر اگر نماز کے درمیان (اول تشہد) میں ہو تو (اٹھ کر) کھڑا ہو جائے“ (مسند احمد: ۱/۴۵۹، ح: ۴۳۸۲، وسندہ حسن) اگر دوسری رکعت پر سلام پھیرا جا رہا ہے تو تورک کرنا بہتر ہے اور نہ کرنا بھی جائز ہے دیکھئے: فقرہ: ۳۴، حاشیہ: ۹۔ ③ البخاری: ۷۸۹، ۸۰۳، مسلم: ۲۸/۳۹۲۔

④ البخاری: ۷۳۹۔ ☆ تنبیہ: یہ روایت بالکل صحیح ہے، اس پر بعض محدثین کی جرح مردود ہے، سنن أبی داود: ۷۳۰، وسندہ صحیح، وغیرہ میں اس کے صحیح شواہد بھی ہیں۔ والحمد للہ! نیز دیکھئے: فقرہ: ۲، ص: ۹۔ ⑤ اور اگر آخری دونوں رکعتوں میں سے ہر رکعت میں کوئی سورت پڑھ لی جائے تو جائز ہے۔ دیکھئے حاشیہ: ۶، اور دیکھئے فقرہ: ۱۱، حاشیہ: ۵۔

بعد [دوسری رکعت کی طرح تشہد اور درود پڑھ لیا جائے اور دعا (جس کا ذکر آگے آ رہا ہے) پڑھ کر دونوں طرف] سلام پھیر دیا جائے۔ ①

تیسری رکعت میں اگر سلام پھیرا جائے تو تورک کرنا چاہیے۔ ②

④ اگر چار رکعتوں والی نماز ہے تو پھر دوسرے سجدے کے بعد بیٹھ کر کھڑا ہو جائے۔ ③

⑤ چوتھی رکعت بھی تیسری رکعت کی طرح پڑھے۔ ④ آپ ﷺ چوتھی رکعت میں تورک کرتے تھے۔ ⑤ تورک کا مطلب یہ ہے کہ ”نمازی کا دائیں کو لہے کو دائیں پیر پر اس طرح رکھنا کہ وہ کھڑا ہو، اور اٹھکیوں کا رخ قبلہ کی طرف ہو، نیز بائیں کو لہے کو زمین پر ٹیکنا اور بائیں پیر کو پھیلا کر دائیں طرف نکالنا۔“ ⑥

نماز کی آخری رکعت کے تشہد میں تورک کرنا چاہیے۔ ⑦

چوتھی رکعت مکمل کرنے کے بعد التیحات اور درود پڑھے۔ ⑧

④ پھر اس کے بعد جو دعا پسند ہو (عربی زبان میں) پڑھ لے ⑨ چند دعائیں درج ذیل ہیں جنہیں رسول اللہ ﷺ پڑھتے یا پڑھنے کا حکم دیتے تھے:

○ «اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ، وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَالِ» ⑩

① دیکھئے: البخاری: ۱۰۹۲۔ ② دیکھئے: فقرہ: ۴۸۔ ③ دیکھئے: فقرہ: ۳۳۔

④ یعنی صرف سورۃ فاتحہ ہی پڑھے، تاہم تیسری اور چوتھی رکعتوں میں سورۃ فاتحہ کے علاوہ کوئی سورت پڑھنا بھی جائز ہے جیسا کہ صحیح مسلم (۳۵۲) کی حدیث سے ثابت ہے۔ ⑤ صحیح البخاری: ۸۲۸۔

⑥ القاموس الوحید ص ۱۸۴۱ نیز دیکھئے فقرہ: ۴۹۔

⑦ دیکھئے: سنن أبي داود: ۷۳۰، وسندہ صحیح۔ ⑧ دیکھئے: فقرہ: ۴۱، وفقرہ: ۴۲۔

⑨ البخاری: ۸۳۵، مسلم: ۴۰۲، اس پر امیر المؤمنین فی الحدیث، امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ باب باندھا ہے: ”باب ما يتخير من الدعاء بعد التشهد وليس بواجب“ یعنی: تشہد کے بعد جو دعا اختیار کر لی جائے اس کا باب اور یہ (دعا) واجب نہیں ہے۔

⑩ البخاری: ۱۳۷۷؛ مسلم: ۵۸۸/۱۳۱، رسول اللہ ﷺ اس دعا کا حکم دیتے تھے:

(مسلم: ۵۸۸/۱۳۰) لہذا یہ دعا تشہد میں ساری دعاؤں سے بہتر ہے، طاووس (تابعی) سے مروی ہے کہ وہ اس دعا کے بغیر نماز کے اعادے کا حکم دیتے تھے: (مسلم: ۵۹۰/۱۳۴)

○ «اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَ أَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ  
الدَّجَالِ وَ أَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَ فِتْنَةِ الْمَمَاتِ، اللَّهُمَّ إِنِّي  
أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ» ①

○ «اللَّهُمَّ إِنَّا نَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ، وَ أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ  
وَ أَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَالِ وَ أَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا  
وَالْمَمَاتِ» ②

○ «اللَّهُمَّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي ظُلْمًا كَثِيرًا وَلَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ،  
فَاغْفِرْ لِي مَغْفِرَةً مِنْ عِنْدِكَ، وَارْحَمْنِي إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ» ③

○ «اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ وَمَا  
أَسْرَفْتُ، وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي، أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا إِلَهَ إِلَّا  
أَنْتَ» ④

50 ان کے علاوہ جو دعائیں ثابت ہیں ان کا پڑھنا جائز اور موجب ثواب ہے، مثلاً آپ ﷺ یہ دعا بکثرت پڑھتے تھے:

«اللَّهُمَّ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ» ⑤

دعا کے بعد آپ ﷺ دائیں اور بائیں طرف سلام پھیر دیتے تھے۔ ⑥

«السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ، السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ» ⑦

① البخاری: ۸۳۲؛ مسلم: ۵۸۹۔ ② مسلم: ۵۹۰۔

③ البخاری: ۸۳۴؛ مسلم: ۲۷۰۵۔ ④ مسلم: ۷۷۱۔

⑤ البخاری: ۴۵۲۲۔ ⑥ مسلم: ۵۸۱، ۵۸۲۔

⑦ ابوداؤد: ۹۹۶، وهو حديث صحيح، الترمذی: ۲۹۵ وقال: "حسن

صحيح" النسائی: ۱۳۲۰، ابن ماجه: ۹۱۴، ابن حبان، الاحسان: ۱۹۸۷۔

☆ تحفہ: ابواسحاق الہمدانی نے "حدثني علقمة بن قيس والاسود بن يزيد وأبو الأحوص" کہہ کر سماع کی تصریح کر دی ہے، دیکھیے: السنن الکبریٰ للبیہقی: ۱۷۷/۲، ح: ۲۹۷۴، =

## ہدۃ السالکین نماز کے اہم نکتے

51 اگر امام نماز پڑھا رہا ہو تو جب وہ سلام پھیر دے تو پھر سلام پھیرنا چاہیے، عثمان بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”صَلَّيْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَلَسَّعْنَا حِينَ سَلَّمَ“ ہم نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی، جب آپ ﷺ نے سلام پھیرا تو ہم نے بھی سلام پھیرا۔ ①

== لہذا اس روایت پر جرح صحیح نہیں ہے، ابو اسحاق سے یہ روایت سفیان الثوری وغیرہ نے بیان کی ہے والحمد للہ۔ اگر دائیں طرف السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اور بائیں طرف السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہیں تو بھی جائز ہے، دیکھئے: سنن أبي داود: ۹۹۷، وسنده صحيح۔

① البخاری: ۸۳۸، عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما پسند کرتے تھے کہ جب امام سلام پھیر لے تو (پھر) مقتدی سلام پھیریں (البخاری قبل حدیث: ۸۳۸ تعلیقاً) لہذا بہتر یہی ہے کہ امام کے دونوں طرف سلام پھیرنے کے بعد ہی مقتدی سلام پھیرے، اگر امام کے ساتھ ساتھ، پیچھے پیچھے بھی سلام پھیر لیا جائے تو جائز ہے دیکھئے: فتح الباری: (۲/۳۲۳ باب ۱۵۳، یسلم حین یسلم الإمام)

### دعائے قنوت

اَللّٰهُمَّ اهْدِنِيْ فِيمَنْ هَدَيْتَ وَعَافِنِيْ فِيمَنْ عَافَيْتَ، وَ  
تَوَلَّنِيْ فِيمَنْ تَوَلَّيْتَ وَبَارِكْ لِيْ فِيْ مَا اَعْطَيْتَ، وَقِنِيْ شَرَّ مَا  
قَضَيْتَ، فَاِنَّكَ تَقْضِيْ وَلَا يُقْضٰى عَلَيْكَ، وَاِنَّهُ لَا يَذِلُّ  
مَنْ وَّالَيْتَ وَلَا يَعْزُّ مَنْ عَادَيْتَ تَبَارَكَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ۔

(سنن أبي داود: ۱/۲۰۸، ۲۰۹، ح: ۱۴۲۵، اسے ترمذی: (۱/۱۰۶، ح: ۴۶۴) نے  
حسن، ابن خزيمة (۲/۲۵۱-۱۵۲، ح: ۱۰۹۵، ۱۰۹۶) اور نووی نے صحیح کہا ہے)

## نماز کے بعد ازکار

① عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ”کُنْتُ أَعْرِفُ انْقِضَاءَ صَلَوةِ النَّبِيِّ ﷺ بِالتَّكْبِيرِ“ میں نبی ﷺ کی نماز کا اختتام تکبیر (اللہ اکبر) سے پہچان لیتا تھا۔ ①  
ایک روایت میں ہے کہ ”مَا كُنَّا نَعْرِفُ انْقِضَاءَ صَلَوةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا بِالتَّكْبِيرِ“ ہمیں رسول اللہ ﷺ کی نماز کا ختم ہونا معلوم نہیں ہوتا تھا مگر تکبیر (اللہ اکبر سننے) کے ساتھ۔ ②

② آپ ﷺ نماز (پوری کر کے) ختم کرنے کے بعد تین دفعہ استغفار کرتے (استغفر اللہ، استغفر اللہ، استغفر اللہ) اور فرماتے:

«اللَّهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ، تَبَارَكْتَ ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ» ③

③ آپ ﷺ درج ذیل دعائیں بھی پڑھتے تھے:

«لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ اللَّهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ» ④

① البخاری: ۸۴۲، مسلم: ۵۸۳/۱۲۰، ولفظہ: ”کنا نعرف انقضاء صلوة رسول الله ﷺ بالتكبير“ امام ابوداؤد نے اس حدیث پر ”باب التكبير بعد الصلوة“ کا باب باندھا ہے (قبل ح: ۱۰۰۲) لہذا یہ ثابت ہوا کہ (فرض) نماز کے بعد امام اور مقتدیوں کو اونچی آواز سے اللہ اکبر کہنا چاہیے، یہی حکم منفرد کے لیے بھی ہے ”أن رفع الصوت بالذكر“ میں الذکر سے مراد ”التكبير“ ہی ہے، جیسا کہ حدیث بخاری وغیرہ سے ثابت ہے، اصول میں یہ مسلم ہے کہ ”الحديث يفسر بعضه بعضاً“ یعنی ایک حدیث دوسری حدیث کی تفسیر کرتی ہے۔

② مسلم: ۵۸۳/۱۲۱۔ ③ مسلم: ۵۹۱۔ ④ البخاری: ۸۴۴، مسلم: ۵۹۳۔



## ہدیۃ المسلمین نذکرکے اسمائے

«اللَّهُمَّ اعْنِي عَلَى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ» ①

آپ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص ہر نماز کے بعد تینتیس [۳۳] دفعہ تسبیح (سبحان اللہ) تینتیس [۳۳] دفعہ تحمید (الحمد للہ) اور تینتیس [۳۳] دفعہ تکبیر (اللہ اکبر) پڑھے اور آخری دفعہ ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ“ پڑھے تو اس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں، اگرچہ وہ (گناہ) سمندر کے جھاگ کے برابر (بہت زیادہ) ہوں۔ ② تینتیس [۳۳] دفعہ سبحان اللہ، تینتیس [۳۳] دفعہ الحمد للہ، اور چونتیس [۳۴] دفعہ اللہ اکبر کہنا بھی صحیح ہے۔“ ③

آپ ﷺ نے عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہما کو حکم دیا کہ ہر نماز کے بعد معوذات (وہ سورتیں جو قل اعوذ سے شروع ہوتی ہیں) پڑھیں۔ ④

ان کے علاوہ جو دعائیں قرآن و حدیث سے ثابت ہیں ان کا پڑھنا افضل ہے، چونکہ نماز اب مکمل ہو چکی ہے لہذا اپنی زبان میں بھی دعائیں جاسکتی ہے۔ ⑤

④ آپ ﷺ نے فرمایا: «مَنْ قَرَأَ آيَةَ الْكُرْسِيِّ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ مَكْتُوبَةٍ، لَمْ يَمْنَعْهُ مِنْ دُخُولِ الْجَنَّةِ إِلَّا أَنْ يَمُوتَ» ⑥ ”جس نے ہر فرض نماز کے آخر میں (سلام کے بعد) آیت الکرسی پڑھی، وہ شخص مرتے ہی جنت میں داخل ہو جائے گا۔“

① ابوداؤد: ۱۵۲۲ وسندہ صحیح، النسائی: ۱۳۰۴ وصححه ابن خزيمة: ۷۵۱؛ ابن حبان، الاحسان: ۲۰۱۷، ۲۰۱۸؛ الحاكم على شرط الشيخين: ۲۷۳/۱ ووافقه الذهبي۔ ② مسلم: ۵۹۷۔ ③ دیکھئے: مسلم: ۵۹۶۔ ④ ابوداؤد: ۱۵۲۳ وسندہ حسن، النسائی: ۱۳۳۷ وله طريق آخر عند الترمذی: ۲۹۰۳ وقال: ”غريب“ وطريق ابی داؤد: صححه ابن خزيمة: ۷۵۵؛ ابن حبان، الاحسان: ۲۰۰۱؛ الحاكم (۲۵۳/۱) على شرط مسلم ووافقه الذهبي۔ ⑤ نماز کے بعد اجتماعی دعا کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ عبد اللہ بن عمر اور عبد اللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما دعا کرتے تھے اور آخر میں اپنی دونوں ہتھیلیاں اپنے چہرے پر پھیر لیتے تھے۔ (البخاری فی الادب المفرد: ۶۰۹ وسندہ حسن) اس روایت (اثر) کے راویوں محمد بن صالح اور قس بن سلیمان دونوں پر جرح مردود ہے، ان کی حدیث حسن کے درجے سے نہیں گرتی، نیز دیکھئے فقرہ: ۱۵، حاشیہ: ۵۔ ⑥ النسائی فی الکبریٰ: ۹۹۲۸ (عمل اليوم واللیلة: ۱۰۰ وسندہ حسن، وكتاب الصلوة لابن حبان (اتحاف المهرة لابن حجر: ۲۵۹/۶، ح: ۶۴۸۰)

## نماز جنازہ پڑھنے کا صحیح اور مدلل طریقہ

- ① وضو کریں۔ ② شرائط نماز پوری کریں۔ ③ قبلہ رخ کھڑے ہو جائیں۔ ④ تکبیر (اللہ اکبر) کہیں۔ ⑤ تکبیر کے ساتھ رفع یدین کریں۔ ⑥ اپنا دایاں ہاتھ اپنی بائیں ذراع پر رکھیں۔ ⑦ دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر، سینے پر رکھیں۔ ⑧ «أَعُوذُ بِاللّٰهِ السَّمِيعِ الْعَلِيمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ مِنْ هَمَزِهِ وَنَفْخِهِ وَنَفْثِهِ» پڑھیں۔ ⑨ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ پڑھیں۔

- ① حدیث (لا تقبل صلوٰۃ بغیر طہور) وضو کے بغیر کوئی نماز نہیں ہوتی / رواہ مسلم فی صحیحہ: (۵۳۵) / ۱ / ۲۲۴ [تیز دیکھئے: صحیح بخاری: ۶۲۵۱]
- ② دیکھئے حدیث (وصلوا کما رآتمونی اصلی) اور نماز اس طرح پڑھو جیسے مجھے پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔ رواہ البخاری فی صحیحہ: ۶۳۱۔
- ③ موسوعة الإجماع فی الفقه الإسلامی (ج: ۲، ص: ۷۰۴) دیکھئے: صحیح البخاری: ۶۲۵۱۔ ④ عبدالرزاق فی المصنف (۳/ ۴۸۹، ۴۹۰، ح: ۶۴۲۸) وسندہ صحیح، وصححه ابن الجارود بروایتہ فی المتفق: ۵۴۰، زبان کے ساتھ نماز جنازہ کی نیت ثابت نہیں ہے۔ ⑤ عن نافع قال کان (ابن عمر) یرفع یدہ فی کل تکبیرۃ علی الجنازۃ (ابن ابی شیبۃ فی المصنف: ۳/ ۲۹۶، ح: ۱۱۳۸۰، وسندہ صحیح)
- ⑥ البخاری: ۷۴۰، والامام مالک فی الموطأ: ۱/ ۱۵۹، ح: ۳۷۷۔
- ⑦ احمد فی مسندہ: ۵/ ۲۲۶، ح: ۲۲۳۱۳، وسندہ حسن، وعنه ابن الجوزی فی التحقيق: ۱/ ۲۸۳، ح: ۴۷۷۔ تنبیہ: یہ حدیث مطلق نماز کے بارے میں ہے جس میں جنازہ بھی شامل ہے کیونکہ جنازہ بھی نماز ہی ہے۔ ⑧ سنن ابی داود: ۷۷۵ وسندہ حسن۔
- ⑨ النسائی: ۹۰۶ وسندہ صحیح وصححه ابن خزيمة: ۴۹۹؛ ابن حبان الاحسان: ۱۷۹۷؛ الحاکم علی شرط الشیخین ۱/ ۲۳۲، ووافقه الذہبی واخطأ من ضعفہ۔

## ہدۃ السامعین نذکر اسمہا

- ⑩ سورۃ فاتحہ پڑھیں۔ ⑪ آمین کہیں۔ ⑫ بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھیں۔ ⑬ کوئی ایک سورت پڑھیں۔ ⑭ پھر تکبیر کہیں اور رفع یدین کریں۔ ⑮ نبی ﷺ پر درود پڑھیں۔ ⑯ مثلاً: «اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ، اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ»۔ ⑰ تکبیر کہیں ⑱ اور رفع یدین کریں۔ ⑲ میت کے لیے خالص طور پر دعا کریں۔ ⑳

- ① البخاری: ۱۳۳۵، وعبد الرزاق فی المصنف ۳/ ۴۸۹، ۴۹۰، ح: ۶۴۲۸؛ ابن الجارود: ۵۴۰۔ ☆ چونکہ سورۃ فاتحہ قرآن ہے، لہذا اسے قرآن (قراءت) سمجھ کر ہی پڑھنا چاہیے۔ جو لوگ سمجھتے ہیں کہ جنازہ میں سورۃ فاتحہ قراءت (قرآن) سمجھ کر نہ پڑھی جائے بلکہ صرف دعا سمجھ کر پڑھی جائے ان کا قول باطل ہے۔
- ② النسائی: ۹۰۶ وسندہ صحیح؛ ابن حبان الاحسان: ۱۸۰۵، وسندہ صحیح۔
- ③ مسلم فی صحیحہ: ۵۳/ ۴۰۰، وهو صحیح والشافعی فی الام: ۱/ ۱۰۸؛ صححہ الحاکم علی شرط مسلم: ۲/ ۲۳۳، ووافقه الذہبی وسندہ حسن۔
- ④ النسائی: ۴/ ۷۴، ۷۵، ح: ۱۹۸۹، وسندہ صحیح۔
- ⑤ البخاری: ۱۳۳۴؛ مسلم: ۹۵۲؛ ابن أبي شيبة: ۳/ ۲۹۶، ح: ۱۱۳۸۰، وسندہ صحیح عن ابن عمر رضی اللہ عنہما۔

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کے علاوہ کھول، زہری، قیس بن ابی حازم، نافع بن جبیر اور حسن بصری وغیرہم سے جنازے میں رفع یدین کرنا ثابت ہے۔ دیکھئے ماہنامہ المدیث: ۳ (ص ۲۰) اور یہی راجح اور جمہور کا مسلک ہے۔ نیز دیکھئے جنازہ کے مسائل فقہ: ۳ تنبیہ: نماز جنازہ میں ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرنا نبی کریم ﷺ سے بھی ثابت ہے۔ دیکھئے: کتاب العلل للدارقطنی (۱۳/ ۲۲ ح ۲۹۰۸ وسندہ حسن)

- ⑥ عبد الرزاق فی المصنف: ۳/ ۴۸۹، ۴۹۰، ح: ۶۴۲۸ وسندہ صحیح۔
- ⑦ البخاری فی صحیحہ: ۳۳۷۰؛ البیہقی فی السنن الکبریٰ: ۲/ ۱۴۸، ح: ۲۸۵۶۔
- ⑧ البخاری: ۱۳۳۴؛ مسلم: ۹۵۲۔ ⑨ ابن أبي شيبة: ۳/ ۲۹۶، ح: ۱۱۳۸۰، وسندہ صحیح۔ ⑩ عبد الرزاق فی المصنف: ۶۴۲۸ وسندہ صحیح وابن حبان فی صحیحہ، الموارد: ۷۵۴؛ ابوداؤد: ۳۱۹۹، وسندہ حسن۔

چند مسنون دعائیں درج ذیل ہیں:

«اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِيرِنَا وَكَبِيرِنَا وَذَكَرِنَا  
وَأُنْثَانَا، اللَّهُمَّ مَنْ أَحْيَيْتَهُ مِنَّا فَأَحْيِهِ عَلَى الْإِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّيْتَهُ مِنَّا فَتَوَفَّهُ  
عَلَى الْإِيمَانِ» ①

«اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَكَ وَأَرْحَمَهُ وَعَافِهِ وَاعْفُ عَنْهُ وَأَكْرِمْ نُزْلَهُ وَوَسِّعْ مَدْخَلَهُ  
وَاعْسِلْهُ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ، وَنَقِّهِ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثُّوبَ  
الْأَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ، وَأَبْدِلْ لَهُ دَارًا خَيْرًا مِنْ دَارِهِ وَأَهْلًا خَيْرًا مِنْ أَهْلِهِ  
وَزَوْجًا خَيْرًا مِنْ زَوْجِهِ وَأَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ وَأَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ  
عَذَابِ النَّارِ» ②

«اللَّهُمَّ إِنَّ فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ فِي ذِمَّتِكَ وَحَبْلِ جِوَارِكَ، فَأَعِذْهُ مِنْ فِتْنَةِ  
الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ وَأَنْتَ أَهْلُ الْوَفَاءِ وَالْحَقِّ، اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَهُ، إِنَّكَ أَنْتَ  
الْغَفُورُ الرَّحِيمُ» ③

«اللَّهُمَّ إِنَّهُ عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ وَابْنُ أَمَتِكَ، كَانَ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ  
إِلَّا أَنْتَ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُولُكَ وَأَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ، اللَّهُمَّ إِنْ كَانَ  
مُحْسِنًا فَرِّدْ فِي حَسَنَاتِهِ وَإِنْ كَانَ مُسِيئًا فَتَجَاوَزْ عَنْ سَيِّئَاتِهِ، اللَّهُمَّ لَا  
تَحْرِمْنَا أَجْرَهُ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهُ» ④

«اللَّهُمَّ أَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ» ⑤

① مالک فی الموطأ: ۱/۲۲۸ ح ۵۳۷ واسنادہ صحیح عن ابی ہریرہ (رضی اللہ عنہ) موقوف  
یہ دعائیں ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) معصوم بچ کی میت پر پڑھتے تھے۔

تسمیہ: اس سے مراد نماز جنازہ کے اندر دعا ہے دیکھئے: باب ماجاء فی الدعاء فی الصلوٰۃ علی  
الجنائزہ، ابن ماجہ: ۱۴۹۷۔ ② الترمذی: ۱۰۲۴، وسندہ صحیح؛ وابوداؤد:  
۳۲۰۱۔ ③ مسلم: ۹۶۳/۸۵، وترقیم دار السلام: ۲۲۳۲۔ ④ ابن المنذر فی  
الاوسط ۵/۴۴۱ ح ۳۱۷۳ وسندہ صحیح؛ وابوداؤد: ۳۲۰۲۔ ⑤ مالک فی الموطأ:

۱/۲۲۸، ح: ۵۳۶، واسنادہ صحیح عن ابی ہریرہ (رضی اللہ عنہ)، موقوف۔

## ہدایۃ المسلمین نماز کے اہم مسائل

«اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَمَيَّنَّا وَصَغِيرَنَا وَكَبِيرَنَا وَذَكْرَنَا وَأُنْثَانَا وَشَاهِدَنَا وَعَائِبَنَا، اللَّهُمَّ مَنْ تَوَقَّيْتَهُ مِنْهُمْ فَتَوَقَّهْ عَلَى الْإِيمَانِ وَمَنْ أَبْقَيْتَهُ مِنْهُمْ فَأَبْقِهِ عَلَى الْإِسْلَامِ» ①

«اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِهَذِهِ النَّفْسِ الْخَنِيفِيَّةِ الْمُسْلِمَةِ وَاجْعَلْهَا مِنَ الَّذِينَ تَابُوا وَاتَّبَعُوا سَبِيلَكَ وَقَهَا عَذَابَ الْجَحِيمِ» ②

① میت پر کوئی دعا موقت (خاص طور پر مقرر شدہ) نہیں ہے۔ ③

لہذا جو بھی ثابت شدہ دعا کر لیں جائز ہے۔ سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے قول اور تابعین کے اقوال سے معلوم ہوتا ہے کہ میت پر کئی دعائیں جمع کی جاسکتی ہیں۔

② پھر تکبیر کہیں۔ ④ ⑤ پھر دائیں طرف ایک سلام پھیر دیں۔ ⑤

① ابن ابی شیبہ: ۲۹۳/۳، ح: ۱۱۳۶۱، عن عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ موقف وسندہ حسن۔ ② ابن ابی شیبہ: ۲۹۴/۳، ح: ۱۱۳۶۶، وسندہ صحیح، وهو موقف علیٰ حبیب بن مسلمہ رضی اللہ عنہ۔ ③ [ابن ابی شیبہ: ۲۹۵/۳، ح: ۱۱۳۷۰، عن سعید بن المسیب والشعبی: ۱۱۳۷۱ عن محمد (بن سیرین) وغيرهم من آثار التابعين قالوا: ليس على الميت دعاء موقت (نحو المعنى) وهو صحيح عنهم] ④ البخاری: ۱۳۳۴، مسلم: ۹۵۲۔ ⑤ عبد الرزاق: ۴۸۹/۳، ح: ۶۴۲۸ وسندہ صحیح، وهو مرفوع، ابن ابی شیبہ: ۳۰۷/۳، ح: ۱۱۴۹۱، عن ابن عمر من فعله وسندہ صحیح۔

تنبیہ: نماز جنازہ میں دونوں طرف سلام پھیرنا نبی ﷺ اور صحابہ سے ثابت نہیں ہے۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے احکام الجنازہ (ص ۱۲۷) میں بحوالہ بیہقی (۳۳۸) نماز جنازہ میں دونوں طرف سلام والی روایت لکھ کر اسے حسن قرار دیا ہے۔ لیکن اس کی سند وجہ سے ضعیف ہے: ① حماد بن ابی سلیمان غلط ہے اور یہ روایت قبل از اختلاف نہیں ہے۔ ② حماد نوکرد مس میں دیکھے: طبقات المدلسین (۲/۴۵) اور روایت معصن ہے۔ امام عبداللہ بن المبارک فرماتے ہیں کہ جو شخص جنازے میں دو سلام پھیرتا ہے وہ جاہل ہے جاہل ہے۔ (مسائل ابی داود ص ۱۵۴ وسندہ صحیح) ابراہیم نخعی سے ایک روایت میں نماز جنازہ میں دونوں طرف سلام ثابت ہے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ۳۰۸ وسندہ حسن) لیکن بہتر یہی ہے کہ نماز جنازہ میں صرف ایک دائیں طرف سلام پھیرا جائے۔





## فہرِس الاطراف

اس فہرست میں آیات، احادیث، آثار اور اقوال کی اطراف کے احادیث نمبر دیئے گئے ہیں۔  
جہاں مصن لکھا ہوا ہے وہاں مراد مختصر صحیح نماز نبوی کا فقرہ نمبر ہے اور آخری باب (نماز کے بعد  
اذکار) کی صراحت کر دی گئی ہے۔

اطراف.....	حدیث نمبر
أحد أحد.....	۴۰
إذا أقيمت الصلوة فكبر.....	۳۹
إذا أقيمت الصلوة فلا صلوة.....	۲۴
إذا سجد أحدكم فلا يرك.....	مصن ۲۱
إذا قرأ فأنتصتوا.....	۱۴
إذا قمت إلى الصلوة فكبر.....	۳۹
أرجو أن لا يضيئ ذلك.....	مصن ۱۹
استقبل صلاتك.....	۳۸
أسفروا بالفجر.....	۸
أشهدوا أن لا إله إلا الله.....	۹
أعوذ بالله من الشيطان الرجيم.....	مصن ۳۶، ۶
أعوذ بالله السميع العليم.....	مصن ۶
أقام النبي ﷺ تسعة عشر.....	۳۲
ألا أعطيك.....	۳۵
الله أكبر الله أكبر.....	۹

## حَدِيثُ الْمُسْلِمِينَ نَازَكَ لَهُمْ سَأَلُ

- اللهم أعني على ذكرك وشكرك ..... نماز کے بعد اذکار ۳
- اللهم اغفر لي ذنبي ووسع لي ..... ۲
- اللهم اغفر لي ذنبي كله ..... مصن ۲۵
- اللهم اغفر لي ما قدمت ..... مصن ۴۸
- اللهم إنا نستعينك ..... ۲۸
- اللهم إنا نعوذ بك ..... مصن ۴۸
- اللهم أنت السلام ..... نماز کے بعد اذکار ۲
- اللهم إني أعوذ بك من عذاب جهنم ..... ۱۹، مصن ۴۸
- اللهم إني أعوذ بك من عذاب القبر ..... مصن ۴۸
- اللهم إني ظلمت نفسي ..... مصن ۴۸
- اللهم اهْدني فيمن هديت ..... ۲۸
- اللهم باعد بيني ..... ۱۲
- اللهم ربنا آتنا في الدنيا حسنة ..... مصن ۵۰
- اللهم ربنا لك الحمد ..... مصن ۱۸
- اللهم صلي على محمد ..... مصن ۴۲
- اللهم لك ركعت وبك آمنت ..... مصن ۱۶
- اللهم لك سجدت وبك آمنت ..... مصن ۲۵
- أمر بلال أن يشفع الأذان ..... ۹
- أمرهم أن يمسحوا على العصائب ..... ۴
- أمني جبريل عند البيت مرتين ..... ۷
- إن بلالاً كان يشني الأذان ..... ۹
- أن رسول الله ﷺ أمر بلالاً ..... ۹



- ..... إن رفع الصوت بالذكر نماز کے بعد اذکار احاشیہ
- ..... أن النبي ﷺ بهم في كسوف الشمس ۳۶
- ..... أنزلت علي أنفاً سورة ..... مصن ۹ حاشیہ
- ..... إنما الأعمال بالنيات ۱
- ..... أنه رأى عثمان بن عفان دعا يائناً ۲
- ..... أنه رأى مالك بن الحويرث إذا صلى كبر ۱۷
- ..... أنه رأى النبي ﷺ يصلي ۱۸
- ..... أنه صلى أربع ركعات في ركعتين ۳۶
- ..... أنه صلى خلف رسول الله ﷺ فجهر بآمين ۱۶
- ..... أنهم تسحروا مع النبي ﷺ ۸
- ..... بعث رسول الله ﷺ سريةً ۴
- ..... بين ابن فارس وفليح مفارة ۳
- ..... التحيات لله والصلوات ..... مصن ۱۹، ۴۱
- ..... التكبير في الفطر سبع في الأولى ۳۰
- ..... تلك صلاة المنافق ۵
- ..... ثم ركع فجعل يقول ..... ۱۶ حاشیہ
- ..... ثم صلى لنا ركعتين ۳۴
- ..... ثم قبض قبضة من الماء ۳
- ..... ثم كانت صلوته بعد ذلك التغليس ۸
- ..... ثم ليتخير من الدعاء ..... مصن ۱۶
- ..... ثم يصلي ثلاثاً ۲۷
- ..... حتى إذا كانت السجدة التي فيها التسليم ..... مصن ۳۴ حاشیہ



- الحديث يفسر بعضه بعضاً ..... نماز کے بعد اذکار احاثیہ
- الحمد لله رب العالمين ..... ۱۴، مصن ۸
- حمدني عبدي ..... ۱۴
- خرج النبي ﷺ يستسقي ..... ۳۴
- خرجنا حتى قدمنا على النبي ﷺ ..... ۳۸
- خرجنا مع النبي ﷺ في غزوة تبوك ..... ۳۳
- رأيت ابن عمر و ابن الزبير يدعوان ..... ۲۲
- رأيت أحمد إذا سجد في تلاوة ..... ۳۰
- رأيت علياً بال ثم توضأ ..... ۴
- رب اغفر لي رب اغفر لي ..... مصن ۳۰
- ربنا لك الحمد ..... مصن ۱۸
- سألت رسول الله ﷺ أي العمل أفضل ؟ ..... ۵
- سبحان ربي الأعلى ..... مصن ۳۱، ۲۵
- سبحان ربي العظيم ..... مصن ۱۶
- سبحان الله والحمد لله ..... ۳۵
- سبحانك اللهم ربنا وبحمدك ..... مصن ۲۵، ۱۶
- سبحانك اللهم وبحمدك ..... ۴۰، ۱۲، مصن ۵
- سبحانك وبحمدك ..... مصن ۱۶
- سبوح قدوس ..... مصن ۲۵، ۱۶
- السلام عليك أيها النبي ﷺ ..... ۱۹
- السلام عليكم ورحمة الله ..... مصن ۵۰
- السلام يعني على النبي ﷺ ..... مصن ۴۱ حاشیہ



- سمع الله لمن حمده ..... ٣٥، مصن ١٨
- سمعت أبا هريرة يرفع صوته باللهم ربنا ..... مصن ١٨ حاشيه
- السنة في الصلوة على الجنازة ..... ٤٠
- الصلوة في أول وقتها ..... ٥
- صليت خلف ابن عباس ..... ٤٠
- صليت خلف عمر فجهر بيسم الله ..... ١٣
- صلينا مع النبي ﷺ فسلمنا ..... مصن ٥١
- صلوا كما رأيتموني أصلي ..... ١٨، مصن ٢٤ حاشيه
- ﴿فإذا قرأت القرآن فاستعذ بالله﴾ ..... مصن ٣٦
- فإذا نسي أحدكم فليسجد ..... ٣٧
- ﴿فاقرأ ما تيسر من القرآن﴾ ..... ١٤
- فلا صلوة لفرد خلف الصف ..... ٣٨
- فليس بفرض ..... ٣٩
- فنهى أن يصلى في المسجد ..... ٢٤
- قولوا: اللهم صل ..... ٢٠
- كان رسول الله ﷺ إذا قعد يدعو ..... ٢١
- كان رسول الله ﷺ إذا خرج ..... ٣١
- كان رسول الله ﷺ يصلي فيما بين أن يفرغ ..... ٢٩
- كان رسول الله ﷺ يفصل بين الشفع والوتر ..... ٢٧
- كان رسول الله ﷺ يقرأ في الفجر يوم الجمعة ..... ٢٥
- كل صلوة لا يقرأ فيها بفاتحة الكتاب ..... مصن ٨
- كنا إذا صلينا خلف رسول الله ﷺ ..... ٦

## ہدایۃ المسلمین نماز کے اہم مسائل

- کنت أعرف انقضاء صلوة النبي ﷺ ..... نماز کے بعد اذکار ۱
- لا إله إلا الله وحده ..... نماز کے بعد اذکار ۳
- لا تفعلوا إلا بأمر القرآن ..... ۱۵
- لا صلوة لمن لم يضع أنفه ..... مصن ۲۳
- لا صلوة لمن لم يقرأ بفاتحة الكتاب ..... ۱۴، ۴۰، مصن ۸
- لا قراءة مع الإمام ..... ۱۵
- لا يصلي أحدكم في الثوب الواحد ..... ۱۰
- لا يفصل فيهن ..... ۲۷
- ليس في الاستسقاء صلوة مسنونة ..... ۳۴
- ما صليت ولو مت مت على غير الفطرة ..... ۳۹
- ما كنا نعرف انقضاء صلوة رسول الله ﷺ ..... نماز کے بعد اذکار ۱
- ما من عبد مسلم يصلي لله ..... ۲۳
- من توضع مسح بيديه على عنقه ..... ۳
- من صلى وراء الإمام ..... ۱۵
- من قرأ آية الكرسي ..... نماز کے بعد اذکار ۴
- ﴿وإذا قرئ القرآن﴾ ..... ۱۴
- ﴿واركعوا مع الراكعين﴾ ..... ۲۴
- وأما قول الصحابي: من السنة ..... ۴۰
- وأما المدلسون الذين هم ثقات ..... مصن ۳۰ حاشیہ
- الوتر حق على كل مسلم ..... ۲۶
- الوتر ركعة من آخر الليل ..... ۲۶
- وخفض بها صوته ..... مصن ۹



- ۳۸ ..... وسطوا الإمام
- ۳۷ ..... والصواب أن يسلم تسليمه واحدة
- ۴ ..... وعنه أنه رجع إلى قولهما
- ۱۱ ..... وفيه عبد الرحمن بن إسحاق الواسطي
- ۲۹ ..... وقال كثير من أهل العلم: إحدى عشرة ركعة
- ..... مصن ۳۴ حاشيه
- ۲۴ ، ۱۵ ..... ولا حجة في قول الصحابي
- ..... مصن ۳۹ حاشيه
- ۹ ..... ولا يقبل من حديث حماد إلا
- ۴ ..... ولأن الصحابة رضی اللہ عنہم مسحوا على الجوارب
- ۴ ..... ومسح على الجوربين علي بن أبي طالب
- ۱۷ ..... وهم قعود
- ۳ ..... هذا إن شاء الله حديث صحيح
- ۱۵ ..... هل تقرأون معي ؟
- ۳۵ ..... يا عباس ! يا عماء
- ..... مصن ۳۹ حاشيه
- ۲۷ ..... يسلم بين كل ركعتين
- ۱۱ ..... يضع هذه على صدره
- ۵ ..... يطفون من السنة ويعملون بالبدعة
- ۱۰ ..... يكثر القناع

## فہرس الرجال

- ابان بن ابی عیاش ..... ۲۷
- احمد بن حنبل ..... ۴، ۱۴، ۱۷، ۲۶، ۳۰، مصن ۱۹ حاشیہ
- احمد رضا بریلوی ..... ۱۰
- ارشاد الحق اثری ..... ۲۲
- اسامہ بن زید اللیثی ..... ۸
- اسحاق بن راہویہ ..... ۴
- اسحاق بن منصور ..... ۳۰
- اسود بن یزید ..... مصن ۵۰ حاشیہ
- الیاس فیصل ..... ۳، ۱۷، ۲۰
- امین اوکاروی ..... ۱۷
- انس بن مالک ..... ۱۷، ۱۸، ۲۳، ۲۷، ۲۹، ۳۵، ۷۶، ۸۰
- انور شاہ کشمیری ..... ۲۶، ۲۹
- ابن تیمیہ ..... ۱، ۱۸
- ابن الجارود ..... ۷
- ابن حبان ..... ۷، ۸، ۱۱، ۱۸، ۲۴، مصن ۳۰ حاشیہ
- ابن حجر عسقلانی ..... ۲، ۳، ۱۶
- ابن حزم ..... ۳۰، ۳۱
- ابن خزیمہ ..... ۷، ۸، ۱۱، ۱۸، ۲۴
- ابن عبدالبر ..... ۷، ۲۴
- ابن فرح الاشبیلی ..... ۱۱



- ابن قتیبہ ..... ۱۳
- ابن قدامہ ..... ۴۱
- ابن القطان ..... ۳۰
- ابن القيم ..... ۱۸، ۱
- ابن معین ..... ۳۲، ۱۷
- ابن المنذر ..... ۳۰، ۴
- ابو احمد ..... ۱۳
- ابو اسحاق ..... ۲۴، ۲۸، مصن ۳۰ حاشیہ
- ابو اسحاق الہمدانی ..... مصن ۵۰ حاشیہ
- ابو امامہ ..... ۴۰، ۴
- ابو بکر آجری ..... ۳۵
- ابو بکر الصدیق ..... ۸
- ابو بکر بن العربی ..... ۲۹، ۷
- ابو بکر بن عیاش ..... ۱۷
- ابوبکرہ ..... ۳۸
- ابو الحسن المقدسی ..... ۳۵
- ابو الحسین بن فارس ..... ۳
- ابو حمید الساعدی ..... ۱۸، مصن ۱۳، ۱ حاشیہ
- ابو حنیفہ ..... ۳۹، ۳۴، ۳۲، ۲۴، ۴، ۱
- ابوداؤد ..... ۳۵، ۴، مصن ۱ حاشیہ
- ابو عائشہ ..... ۳۰
- ابو العباس قرطبی ..... ۲۹
- ابو قلابہ ..... ۱۷، مصن ۲۱ حاشیہ

## ہدایۃ السالوین نامک اہم سائل

- ابو مجلز ..... ۲
- ابو محذورہ ..... ۹
- ابو مسعود ..... ۴
- ابو معمر ..... ۲۳
- ابو موسیٰ ..... ۳۳، ۲
- ابو نعیم و ہب بن کیسان ..... ۲۲
- ابو ہریرہ ..... ۱۸، ۶، ۱۰، ۱۲، ۱۴، ۲۴، ۲۵، ۳۰، ۳۹، مصن ۱۸
- ابو یوسف ..... ۳۹، ۴
- ام حبیبہ ..... ۲۳
- امۃ الواحد ..... ۳۸
- براء بن عازب ..... ۴
- بدر الدین عینی ..... ۱۷
- بغوی ..... ۷
- بلال ..... ۹
- بیہقی ..... ۳۰
- ترمذی ..... ۴
- تقی عثمانی ..... ۱۷، ۴
- تمیم الداری ..... ۲۹
- ثوبان ..... ۴
- جابر بن سمرہ ..... ۱۷
- جابر بن عبداللہ ..... ۱۵
- جبریل ..... ۷
- جعفر بن عون ..... ۴



حاکم	..... ۴، ۵، ۸، ۱۵، ۲۴، مصن ۲۶ حاشیہ
حسن بصری	..... ۲۷، مصن ۱ حاشیہ، ۲۱ حاشیہ
حسن بن علی	..... ۲۸
حدیفہ	..... ۳۹
حفص بن سلیمان القاری	..... ۲۷
حکم بن عتیہ	..... ۲۸
حماد بن ابی سلیمان	..... ۹، ۲۸، ۳۲
حمران مولی عثمان	..... ۲
خالد بن مخلد	..... ۱۳
خالد بن یزید	..... مصن ۷ حاشیہ
خطابی	..... ۸
خلیل احمد	..... ۲۶، ۳۰
خواجہ محمد قاسم	..... ۳۷
دارقطنی	..... ۱۵
ذربن عبداللہ	..... ۱۳
ذہبی	..... ۴، ۵، ۱۳، ۱۵، ۲۴، ۳۰
رشید احمد کنگوہی	..... ۳۱
زہری	..... مصن ۱۶ حاشیہ
زید بن ثابت	..... ۷، ۱۵
سرفراز خان صفدر	..... ۱۴، ۱۷
سعد	..... ۳۳
سعید بن ابی ہلال	..... مصن ۷ حاشیہ
سعید بن جبیر	..... ۴، ۲۳



## فہرۃ المسامین نماز کے اہم مسائل

- سعید بن زریبی ..... ۱۱
- سعید بن عبدالرحمن ..... ۱۳
- سفیان الثوری ..... ۴، ۹، ۱۷، ۱۸، ۲۸، مصن ۳۰ حاشیہ، ۵۰ حاشیہ
- سلیمان بن مہران: اعمش ..... مصن ۳۰ حاشیہ
- سمره بن جندب ..... مصن ۱۱ حاشیہ
- سوید بن غفلہ ..... ۶
- سہل بن سعد ..... ۱۱
- شافعی ..... ۴، ۲۶
- شریک بن عبداللہ القاضی ..... مصن ۲۱ حاشیہ
- شعبہ ..... ۹، ۱۶، ۳۱
- شوکانی ..... ۳
- صلہ بن زفر ..... مصن ۲۸ حاشیہ
- طاوس ..... مصن ۴۸ حاشیہ
- طلحہ بن عبداللہ ..... ۴۰
- طلحہ بن یزید ..... مصن ۳۰ حاشیہ
- ظفر احمد تہانوی ..... ۱۵، ۲۴
- عاشق الہی ..... ۲۱
- عائشہ رضی اللہ عنہا ..... ۸، ۲۹، ۳۶
- عبادہ بن الصامت ..... ۱۴، ۱۵
- عبداللہ بن زید ..... ۲، ۳۴
- عبداللہ بن زبیر ..... ۱۳، ۱۶، ۲۱، ۲۲، نماز کے بعد اذکار ۳ حاشیہ
- عبداللہ بن عباس ..... ۳، ۴، ۷، ۱۳، ۲۶، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۵، ۴۰



- نماز کے بعد اذکار ۱.....
- عبد اللہ بن عمر ..... ۳، ۱۵، ۱۷، ۲۲، ۲۶، ۲۷، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳،
- ..... ۴۰، مصن ۲۱، ۲۸، ۳۵، ۵۱، نماز کے بعد اذکار ۳
- عبد اللہ غازی پوری ..... ۴
- عبد اللہ بن عمرو ..... ۳۰
- عبد اللہ بن المبارک ..... ۴
- عبد اللہ بن مسعود ..... ۵، ۱۸، ۱۹، ۲۴، ۳۷، مصن ۴۱ حاشیہ
- عبدالرحمن بن ابزی ..... ۱۳
- عبدالرحمن بن اسحاق الکوفی ..... ۱۱
- عبدالرحمن بن هرمز ..... مصن ۱۸ حاشیہ
- عبدالحمید بن جعفر ..... ۱۸
- عبدالحئی لکھنوی ..... ۶
- عثمان بن عفان ..... ۲
- عطاء بن ابی رباح ..... ۴
- عقبہ بن عامر ..... ۳۰، نماز کے بعد اذکار ۳
- عقبہ بن عمرو ..... ۴
- علقمہ بن قیس ..... مصن ۵۰ حاشیہ
- علی بن ابی طالب ..... ۱۷، ۴
- علی بن شیبان ..... ۳۸
- علی بن المدینی ..... ۳۰
- عمر بن ابی خثعم ..... ۲۳
- عمر بن خطاب ..... ۱، ۴، ۷، ۸، ۱۲، ۱۳، ۱۵، ۲۸، ۲۹، ۳۱

## ہدیۃ المسامین نماز کے اہم اُن

- عمر و بن حرث ..... ۴
- عیسیٰ بن عبداللہ ..... ۱۸
- فضیل بن سلیمان ..... ۲۲
- فلیح بن سلیمان ..... ۳، ۲۲، مصن ۱۵ حاشیہ، نماز کے بعد اذکار ۳
- قاسم بن قطلوبغا ..... ۱۱
- قتادہ ..... ۲۷، ۲۴
- قیس بن قہد ..... ۲۴
- کاسانی ..... ۴۰
- کعب بن عجرۃ ..... ۲۰
- مالک الامام ..... ۲۹، ۲۶
- مالک بن الحویرث ..... ۱۸، ۱۷
- مجاہد ..... ۳۲
- محمد بن اسماعیل البخاری ..... ۱۸، ۲۲، ۳۰، مصن ۴۸ حاشیہ
- محمد بن ابراہیم الحلبی ..... ۴۰
- محمد بن الحسن الشیانی ..... ۳۲، ۴
- محمد بن سیرین ..... مصن ۲۱ حاشیہ
- محمد بن عبدالوہاب ..... ۴
- محمد بن عجلان ..... مصن ۳۹ حاشیہ
- محمد بن عمرو بن عطاء ..... مصن ۱ حاشیہ
- محمد بن فلیح ..... ۲۲، نماز کے بعد اذکار ۳
- محمد بن یزید الیمامی ..... ۷
- محمود حسن دیوبندی ..... ۳۹، ۱۷



معاذ بن جبل	۳۳
معاویہ بن ابی سفیان	مصن ۱۰ حاشیہ
معمر	۹
مکحول	۳۰
منصور	۲۸
موسیٰ بن مسلم	۳۲
میمون بن مهران	مصن ۱۶ حاشیہ
نافع	۳۰، ۴، ۳
نذیر حسین محدث دہلوی	۴
نووی	۳۰، ۱۱، ۷
نیموی	۱۱، ۷
وابصہ بن معبد	۳۸
وائل بن حجر	۹، ۱۶، مصن ۹
ولید بن سریع	۴
ہشام الدستوائی	۹
ہشمی	۲۹، ۲۲، ۹
یحییٰ بن بشیر	۳۸
یحییٰ بن یزید	۳۱
یزید بن ابان الرقاشی	۱۰
یزید بن عبدالرحمن	۷
یزید بن مرداتبہ	۴
یزید بن یعفر	۲۷



www.KitaboSunnat.com

# مکتبہ اسلامیہ جو دعے علم دوستی کا پیغام

## صحیح بخاری

ترجمہ و تفسیر علی بن ابی حمزہ  
ابو حنیفہ رحمہ اللہ

ترجمہ و تفسیر شیخ الحدیث ابو خنیفہ رحمہ اللہ  
مقدمہ حضرت علامہ محمد رفیع الدین علی بن ابی حمزہ  
ترجمہ و تفسیر شیخ الحدیث ابو خنیفہ رحمہ اللہ

- اردو زبان میں پہلی دفعہ مکمل تراجم کا اہتمام
- فقہ حنفی کے متعلق ہر باب کے تحت جامع تراجم
- خوبصورت طباعت اور پڑھنے کی سہولت
- اہل علم و ادب کے ساتھ ساتھ طلبہ و طالبات کے لیے

ترجمہ و تفسیر  
ابو حنیفہ رحمہ اللہ

## تفسیر ابن کثیر

ترجمہ

ابو حنیفہ رحمہ اللہ

ترجمہ و تفسیر  
علاء الدین علی بن ابی حمزہ

ترجمہ و تفسیر

تمام آیات قرآنیہ، احادیث کبریٰ کی

مکمل تراجم و تفسیر کا اہتمام

• خوبصورت سرورق • میٹھی و دلچسپ طبعیت کا قند

تخلیج و تحقیق شدہ ایڈیشن

## مشکوٰۃ المصابیح

مع الکمال فی استیلاء الرجال

ترجمہ و تفسیر شیخ الحدیث ابو خنیفہ رحمہ اللہ

ترجمہ و تفسیر شیخ الحدیث ابو خنیفہ رحمہ اللہ

ترجمہ و تفسیر شیخ الحدیث ابو خنیفہ رحمہ اللہ

ترجمہ و تفسیر شیخ الحدیث ابو خنیفہ رحمہ اللہ

- صحت و عدم کے اعتبار سے روایات پر حکم
- مختصر مگر جامع تراجم • آسان فہم ترجمہ
- تین جلدیں دو قلف والا ایڈیشن
- مکمل بار الاکمال فی استیلاء الرجال کا مکمل ترجمہ اور تحقیق

## سنن ابن مہاجر

ابو حنیفہ رحمہ اللہ

ترجمہ و تفسیر

ترجمہ و تفسیر

ترجمہ و تفسیر

ترجمہ و تفسیر

ترجمہ و تفسیر

ترجمہ و تفسیر

ترجمہ و تفسیر

ترجمہ و تفسیر

ترجمہ و تفسیر

دلکش و اعلیٰ معیار کے ساتھ



علمی تحقیقی و اصلاحی مطبوعات

جو دے علم دوستی کا پیغام

تفہیم  
جلد اول

# شرح حدیث جبریل

تالیف: شیخ عبدالمحسن العباد

ترجمہ: توفیق حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ مراجعت: حافظ ندیم ظہیر

سیرت النبی ﷺ کے موضوع پر لکھے گئے مضامین و مقالات کا بہترین مجموعہ

سیرت رحمۃ للعالمین  
کے درخشاں پہلو

- مختصر مگر جامع تحریر
- آسان فہم انداز
- اس موضوع پر مستند کاوش

تالیف: محدث العصر حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ

مکتبہ اسلامیہ

منہ دینا

PH 0300-8661763 • 0321-8661763

f www.facebook.com/maktabaislamia1

maktabaislamiaapk@gmail.com

www.maktabaislamiaapk.com

e www.maktabaislamiaapk.blogspot.com

لاہور ہادیہ علیہ سینئر عرفی سٹریٹ اردو بازار لاہور

042-37244973 - 37232369

لاہور بالقابل شیل پٹرول پمپ کوٹوالی روڈ فیصل آباد

041-2631204 - 2641204

# ہدۃ السامعین



2514800111

ہادیہ علیہ سیدنا غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

042-37244973 - 37232369

بالمقابل شیل پٹرول پمپ کوٹوالی راڈ، فیصل آباد

041-2631204 - 2641204



مکتبہ اسلامیہ

www.maktabaislamiapk.blogspot.com

Facebook.com/maktabaislamia1

maktabaislamiapk@gmail.com

